بمنظوری عالیجناب نواب مدار المہام بہادر سرکار عالی

دکن لا رپورٹ

رجسٹری شدہ نمبر ۲

سرکار عالی نشان (۲۹)

جلد (۲۹)

بابتہ ۱۳۴۸ ف

حصہ سوم

مالگزاری

ایڈیٹوریل بورڈ

پنڈت گوپال راؤ صاحب ایڈوکیٹ

مولوی حافظ عبد العلی صاحب ایڈوکیٹ

پنڈت سرینواس راؤ صاحب شرما بی۔ اے۔ بیرسٹر ایٹ لا

پنڈت کاشی ناتھ راؤ صاحب راجورکر بی۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی

پنڈت جناردن راؤ صاحب دیسائی وکیل ہائیکورٹ

رپورٹر

پنڈت شنکر راؤ صاحب بورگاؤنکر بی۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی۔ بار ایٹ لا

باہتمام

ونایک راؤ وی۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی (لندن)، بار ایٹ لا

مطبوعہ

دکن لا رپورٹ مشین پریس جام باغ حیدرآباد دکن

دکن لا رپورٹ

فہرست سالانہ حصہ مالگزاری بلحاظ حروف تہجی جلد (۲۹) بابتہ ۱۳۴۸ف

اسماء فریقین	صفحہ
(الف)	
(میر) احمد علی بنام میر کرامت علی	۱۴۷
اودھوت وغیرہ " سرکار عالی	۲۳۷
(ب)	
(خواجہ) بایزید خاں وغیرہ بنام سرکار عالی	۱۴۱
(سید) برہان الدین " عبد الرحمٰن	۱۸۳
بشیر النساء بیگم " کورٹ آف وارڈز	۲۱۹
(پ)	
پردومن آچاری بنام سرکار عالی	۱۹۲
(ج)	
جیون خاتون بنام سید یعقوب میراں	۱۵
(چ)	
چمناجی بنام سرکار عالی	۱۱

اسماء فریقین	صفحہ
چند رراؤ بنام کوماجی	۱۸
چندو بائی " اسٹیٹ پائیگاہ نواب معین الدولہ بہادر	۳۰۸
(ر)	
راما ریڈی بنام کنما	۱۷۰
رامجی " چندی بائی	۵۵
رگھوناتھ " چیتر بھوج	۲۱
(س)	
سدپا " سرکار عالی	۶۸
سرکار عالی " فیض الدین وغیرہ	۲۲۳
سید اسمٰعیل وغیرہ " سید شاہزادہ صاحب وغیرہ	۲۳۲
سید محمد نابالغ بولایت مادر حقیقی حمیدہ بی " واحد النساء بیگم وغیرہ	۱

(ش)			
شرنپا	بنام	انپا	۸۴
(ع)			
(محمد) عبدالنبی	بنام	سرکار عالی	۴۷
(غ)			
غلام معین الدین خاں	بنام	عثمان علیخان	۹۲
(ق)			
قطب بی	بنام	گلاب بیگ	۷۵
(ک)			
کرلبھا	بنام	سرکار عالی	۸۹
کستور چند	"	کاشی ناتھ راؤ	۴۳
کشٹم راج	"	لچھمی نرسہواں راؤ	۱۲۷
سندرگری کشن راؤ	"	بھٹو لچھمیا	۱۶۸
(گ)			
گرپادپا	بنام	مستان پٹیل	۱۶۷
گنگا دھر	"	سرسوتی بائی	۱۳۹
گنیش راؤ	"	نرسنگراؤ	۲۱۳
گوپال راؤ	"	ناگوراؤ	۲۴
گوبندراؤ	"	دتاتری راؤ	۳۳
(راجہ) گوبند راؤ / ہنمنت راؤ جاگیردار	"	مسماۃ رانی لچھمی بائی	۱۶۳
(ل)			
لچھمن ملہار نایک	بنام	اسٹیٹ ثریا جنگ	۲۰۱
لچھیا	بنام	اسٹیٹ پداپلی	۱۳۶
لچھمی رام وغیرہ	"	اسٹیٹ راجہ شیوراج بہادر	۱۴۴
لکشمن راؤ وغیرہ	"	سرکار عالی	۱۹۵
(م)			
(انٹال) تتیا	بنام	بنڈاپلی ویریا	۵۸
محمد اسحاق	"	سرکار عالی	۲۰۴
محمد حسین	"	عبدالرحمٰن	۱۳۰
محمد وزیر	"	سرکار عالی	۲۶
محمدی بیگم	"	غلام دستگیر خاں وغیرہ	۱۷۷
غلام محی الدین علیخاں	"	سرکار عالی	۱۸۹
مہالسا بائی	"	وامن راؤ	۴۸
مہادپا	"	بینکا بائی	۶۳
(ن)			
(ایم) نارائن	بنام	تیکادیریا	۳۶
نرسہوان راؤ وغیرہ	"	سرکار عالی	۲۲۷
نرہر بوا نابالغ بولایت / رنگناتھ بوا	"	"	۱۹۸
نیورتی وغیرہ	"	بھیورو وغیرہ	۷۱
(و)			
وٹھوبا	بنام	گنپتی	۸۰
وجھلا بائی	"	قادر علیخاں صاحب وغیرہ	۱۲۴
ویشوناتھ راؤ	"	چناکیشولو وغیرہ	۱۳۲
ویشوناد ھم	"	مہدی علیخاں ۔	۵۱
وینکٹ راملیا	"	اسٹیٹ راجہ شیوراج بہادر	۱۴۲

مضامین	صفحہ
(الف)	
آبکاری کے درختوں کی نگہداشت۔	۱۴۲
اجازت شوہری ثابت کرنے کیلئے اجازت دیجانی۔	۱۶۳
ادائی کی نسبت مدیون ڈگری کا عذر	۸۴
اراضیات اُسی قبضہ میں واگذاشت ہونگی جن کے قبضہ سے لی گئیں تھیں۔	۱۶
اراضیات سیریات سے گشتی بلحاظ الفاظ منتخب متعلق ہونا۔	۲۱۴
اراضی بنجرائی۔	۱۴۵
اراضی بنجرائی کا اعلان کردیا جانا۔	۱۴۵
اراضی بنجرائی کے لئے مخصوص کردیجانا اور کاشت پر نہ اُٹھائی جانا۔	۱۴۵
اراضی کی طلبی بہ عوض سیت سندعی گری	۵۸
اسناد کی تعریف۔	۱۲۵
اصلدار کی مرضی کے خلاف اُس کے فرزند کا بحیثیت گماشتہ تقرر۔	۱۸
اصلداری کا اثبات قبل وراثت	۱۳۲
اعلان کے باوجود اراضی بنجرائی میں کسی نے کاشت کی ہو تو ضبط کرکے رقم سرکار میں جمع کی جانا۔	۱۴۵
اقساط بندی کی استدعا نامنظور کی جانا۔	۱۶۸
اقساط کی منظوری کے بعد سالم رقم کے لئے جائداد کا نیلام صحیح نہ ہوگا۔	۲۰۱
الفاظ "با فرزندان" کو دوام پر دلالت کرتے ہیں۔	۲۳۷
الفاظ "بموجب اجرائی حال بحال شد" غیر قطعی ہونا۔	۱۹۲
انضمام اوطان۔	۶۸
انعام زمانہ جاگیر میں بحال ہونیکی صورت میں سند بلا قبضہ نہ سمجھی جائے گی۔	۱۸۴
اوطان کا انضمام۔	۶۸
اوطان کی منتقلی۔	۷۵
اولاد اکبر یا اُس کی اولاد میں قابلیت کا دیکھا جانا۔	۹۳
(ب)	
باپ کی موجودگی میں فرزند کلاں کے انتقال کا کوئی اثر نہ ہونا۔	۲۴
بار ثبوت۔	۲۶
"با فرزندان" کے الفاظ دوام پر دلالت کرتے ہیں۔	۲۳۷

بموجب اجرائی حال بحال شد" کے الفاظ غیر قطعی ہونا۔ ۱۹۲

بہن کے ورثاء کو معاش میں سے گذارہ دلایا جانا۔ ۱۴۸

بیوہ بلحاظ انقسام خاندان تنہا وارث و مستحق ہونیکا اثر۔ ۱۳۹

بیوہ کا حق عین حیاتی ہونا۔ ۱۸۹

بیوہ کو چچا کے مقابلہ میں ترجیح۔ ۶۴

بیوہ کی وفات کے بعد معاش موروثی کا ایک جز معاش میں ضم ہوکر حصہ داروں میں تقسیم ہونا۔ ۱۸۹

بیوہ وراثت کی مستحق ہو تو شرط قید حیات خلاف روئداد ہونا۔ ۱۳۹

(پ)

پنچوں کے سپرد جھگڑوں کا تصفیہ کیا جانا۔ ۷۱

پیدائش کے ساتھ حقوق کا حاصل ہونا۔ ۲۴

(ت)

تبنیت۔ ۴۸

تبنیت کی کارروائی میں سرکار ایک فریق ہوتی ہے۔ ۱۶۳

تعریف اسناد۔ ۱۲۵

تعریف سینڈ۔ ۲۲۷

تعہد دار کو تعہد منسوخ کرانے کا حق نہ ہونا۔ ۱۳۶

تقرر گماشتہ۔ ۱۸

(ث)

ثبوت دیئے جانیکا لزوم۔ ۲۱۹

ثلث ثلثان کا عمل ضروری ہونا۔ ۱۹۲

(ج)

جاگیر خالصہ ہونے سے انعام جو جاگیر میں واقع ہے خالصہ نہ ہونا۔ ۱۸۴

جاگیردار کا قرضہ ادا کرنے کا سررشتہ مال کب ذمہ دار ہے۔ ۵۱

جاگیر کی دریافت وراثت کے وقت خواہ مخواہ قبضہ شاخ کلاں ہی کو دینا لازمی نہ ہونا۔ ۹۳

جاگیر کی علاالمت معاش کی نسبت سرسری اطمینان کرنا۔ ۱۲۵

جائداد کا نیلام سالم رقم کے لئے صحیح نہ ہونا بعد منظوری اقساط۔ ۲۰۱

جائداد نابالغ کی حفاظت۔ ۵۵

(چ)	
چچا کے مقابلہ میں بیوہ کو ترجیح ۔	۶۴
(ح)	
حجب و حرمان کا اصول عطیات میں متعلق نہ ہونا۔	۲۳۲
حفاظت جائداد نابالغ ۔	۵۵
حق کلانیت ۔	۱۳۲
حقوق پیدائش کے ساتھ حاصل ہونا۔	۲۴
حقوق قابضان اراضی ۔	۱۸۴
حین حیاتی حق بیوہ کا۔	۱۸۹
(خ)	
خالصہ نہ ہونا رسوم کا معاش مسلمہ یا پائیگاہ ہو تو ۔	۲۰۸
خالصہ نہ ہونا مشروط الخدمت معاش ۔	۲۲۳
خالصہ ہونے سے انعام جو جاگیر میں واقع ہے خالصہ نہ ہونا ۔	۱۸۴
خاندان انقسام کے لحاظ سے بیوہ تنہا وارث و مستحق ہونے کا اثر ۔	۱۳۹
خاندانی ورثاء نہ ہوں تو دوسرا شخص منجانب سرکار مقرر کیا جانا ۔	۲۲۳
خریدار ہراج گیرندہ کی حیثیت ۔	۳۶
(د)	
درختان آبکاری کی نگہداشت ۔	۱۴۲
درختان آبکاری کی نگہداشت کیلئے کسی شخص کو تنخواہ مقرر کرنا ۔	۱۴۲
دریافت وراثت ۔	۹۳
دریافت وراثت کے وقت کسی جاگیر پر قبضہ خواہ مخواہ شاخ کلاں ہی کو دینا لازمی نہ ہونا ۔	۹۳
دست اندازی کا اختیار سرکار عالی کو حسب صوابدید ہونا ۔	۲۰۴
دعویدار پر سرکار کے خلاف حق ثابت کرنیکا بار ثبوت ہونا ۔	۲۶
دفعہ (۷) دستور العمل انتقال جائداد ۔	۴۴
دفعہ (۳۲) قانون اراضی مالگزاری ۔	۴۱
دفعہ (۴۵) ،، مالگزاری پر قانون مرحمہ مالگزاری نشان (۴) بابتہ ۱۳۴۵ف کا اثر ۔	۳۱
دھیڑول کا تصفیہ پنچوں کے سپرد کیا جانا ۔	۷۱
دیرینہ قابض وطن کے حقوق میں مداخلت نہ کی جانا ۔	۱۶۷

بموجب اجرائی حال بحال شد" کے الفاظ غیر قطعی ہونا ۔ ۱۹۲

بہن کے ورثاء کو معاش میں سے گذارہ دلایا جانا ۔ ۱۴۸

بیوہ بلحاظ انقسام خاندان تنہا وارث و مستحق ہونیکا اثر ۔ ۱۳۹

بیوہ کا حق حین حیاتی ہونا ۔ ۱۸۹

بیوہ کو چچا کے مقابلہ میں ترجیح ۔ ۶۴

بیوہ کی وفات کے بعد معاش موروثی کا ایک جز معاش میں ضم ہو کر حصہ داروں میں تقسیم ہونا ۔ ۱۸۹

بیوہ وراثت کی مستحق ہو تو شرط قید حیات خلاف روئداد ہونا ۔ ۱۳۹

(پ)

پنچوں کے سپرد ومیڑوں کا تصفیہ کیا جانا ۔ ۷۱

پیدائش کے ساتھ حقوق کا حاصل ہونا ۔ ۲۴

(ت)

تبنیت ۔ ۴۸

تبنیت کی کارروائی میں سرکار ایک فریق ہوتی ہے ۔ ۱۶۳

تعریف اسناد ۔ ۱۲۵

تعریف سینڈ ۔ ۲۲۷

تعہد دار کو تعہد منسوخ کرانے کا حق نہ ہونا ۔ ۱۳۶

تقرر گماشتہ ۔ ۱۸

(ث)

ثبوت دیئے جانیکا لزوم ۔ ۲۱۹

ثلث تلثان کا عمل ضروری ہونا ۔ ۱۹۲

(ج)

جاگیر خالصہ ہونے سے انعام جو جاگیر میں واقع ہے خالصہ نہ ہونا ۔ ۱۸۴

جاگیردار کا قرضہ ادا کرنے کا سررشتہ مال کب ذمہ دار ہے ۔ ۵۱

جاگیر کی دریافت وراثت کے وقت خواہ مخواہ قبضہ شاخ کلاں ہی کو دینا لازمی نہ ہونا ۔ ۹۳

جاگیر کی علامت معاش کی نسبت سرسری اطمینان کرنا ۔ ۱۲۵

جائداد کا نیلام سالم رقم کے لئے صحیح نہ ہونا بعد منظوری اقساط ۔ ۲۰۱

جائداد نابالغ کی حفاظت ۔ ۵۵

(چ)

چچا کے مقابلہ میں بیوہ کو ترجیح - ۶۴

(ح)

حجب و حرمان کا اصول عطیات میں متعلق نہ ہونا - ۲۳۲

حفاظت جائداد نابالغ - ۵۵

حق کلانیت - ۱۳۲

حقوق پیدائش کے ساتھ حاصل ہونا - ۲۴

حقوق قابضان اراضی - ۱۸۴

حین حیاتی حق بیوہ کا - ۱۸۹

(خ)

خالصہ نہ ہونا رسوم کا معاش مسلمہ پائیگاہ کے ہو تو - ۲۰۸

خالصہ نہ ہونا مشروط الخدمت معاش - ۲۲۳

خالصہ ہونے سے انعام جو جاگیر میں واقع ہے خالصہ نہ ہونا - ۱۸۴

خاندان انقسام کے لحاظ سے بیوہ تنہا وارث و مستحق ہونے کا اثر - ۱۳۹

خاندانی ورثا نہ ہوں تو دوسرا شخص منجانب سرکار مقرر کیا جانا - ۲۲۳

خریدار ہراج گیرندہ کی حیثیت - ۳۶

(د)

درختان آبکاری کی نگہداشت - ۱۴۲

درختان آبکاری کی نگہداشت کیلئے کسی شخص کو تنخواہ مقرر کرنا - ۱۴۲

دریافت وراثت - ۹۳

دریافت وراثت کے وقت کسی جاگیر پر قبضہ خواہ مخواہ شاخ کلاں ہی کو دینا لازمی نہ ہونا - ۹۳

دست اندازی کا اختیار سرکار عالی کو حسب صوابدید ہونا - ۲۰۴

دعویدار پر سرکار کے خلاف حق ثابت کرنیکا بار ثبوت ہونا - ۲۶

دفعہ (۷) دستور العمل انتقال جائداد - ۴۴

دفعہ (۳۲) قانون اراضی مالگزاری - ۴۱

دفعہ (۴۵) ” مالگزاری بر قانون حرمیہ مالگزاری نشان (۴) بابتہ ۱۳۴۵ف کا اثر - ۳۱

دھیڑوں کا تصفیہ پنچوں کے سپرد کیا جانا - ۷۱

دیرینہ قابض وطن کے حقوق میں مداخلت نہ کی جانا - ۱۶۷

(ڈ)

ڈگریدار نے باجازت عدالت بولی بولی ہو تو اس میں کوئی بیضابطگی نہ ہونا۔ ۲۱

(ر)

راست وارث کو ترجیح دیجانا۔ ۲۴

رسوم۔ ص ۲۰۸ و ۲۱۴

رسوم شریک خالصہ ہونا معاش مسلمہ پائیگاہ ہو تو۔ ۲۰۸

رسوم عمل وضعات فیصدی دس سے مستثنے ہونا۔ ۲۱۴

(ز)

زمانہ جاگیر میں انعام بحال ہونے کی صورت میں سند بلا قبضہ نہ سمجھی جائیگی ۱۸۴

زوجہ متوفے کی موجودگی میں وطن لاوارث نہ ہونا۔ ۸۹

(س)

سپنڈ کی تعریف۔ ۲۲۷

سپنڈ کی عدم موجودگی کے باعث سماڈک وارث متصور ہونا۔ ۲۲۷

سررشتہ مال جاگیردار کا قرضہ ادا کرنے کا کب ذمہ دار ہے۔ ۵۱

سرکار بکارروائی تبنیت فریق ہوتی ہے۔ ۱۶۳

سرکار عالی کو حسب صوابدید دست زدائی کا اختیار۔ ۲۰۴

سرکار کے خلاف حق ثابت کرنے کا بار ثبوت دعویدار پر ہونا۔ ۲۶

سماعت مقدمہ جملہ ارکان کو کرنا چاہئیے ۱۲۷

سیٹ سندھی گری کے عوض اراضی کی طلبی۔ ۵۸

سیریات کی اراضی سے گشتی بلحاظ الفاظ منتخب متعلق ہونا۔ ۲۱۴

(ش)

شرط قید حیات۔ ۱۳۹

شرط " " خلاف رودداد ہونا جب بیوہ وراثت کی مستحق ہو ۱۳۹

شریک خالصہ نہ ہونا معاش مشروط الخدمت ۲۲۳

شوہری اجازت ثابت کرنے کے لئے اجازت دیجانا۔ ۱۶۳

(ض)

ضبطی کاشت اراضی بنجرائی۔ ۱۴۵

ضبطی معاملہ کا اختیار بربناء معاہدہ سرکار کو حاصل ہو تو مقطعہ دار کو قانونی حق حاصل نہ ہونا۔ ۱۳۶

(ط)

طلبی اراضی بعوض سیت سندھی گری ۵۸

(ع)

عدالت جاگیر کا معاش کی نسبت سرسری اطمینان کرنا۔ ۱۲۵

عدم وجود سپنڈ کے باعث سماوہک وارث منصور ہونا۔ ۲۲۷

عذر مدیون ڈگری نسبت ادائی۔ ۴۴

عطیات میں حجب وحرمان کا اصول متعلق نہ ہونا۔ ۲۳۲

عمل ثلث و ثلثان ضروری ہونا۔ ۱۹۲

عمل وضعات فیصدی (دہ) رسوم سے مستثنیٰ ہونا۔ ۲۱۴

(ف)

فرزند کا تقرر بحیثیت گماشتہ بخلاف مرضی اصلدار۔ ۱۸

فرزند کلاں کے انتقال کا کوئی اثر نہ ہونا

باپ کی موجودگی میں۔ ۲۴

(ق)

قابضان اراضی کے حقوق۔ ۱۸۴

قابض جائداد پر گذارہ کی پابندی عاید کی جانا۔ ۱

قانون اراضی مالگزاری دفعہ (۳۲)۔ ۴۱

قانون ترمیم مالگزاری نشان (۴) بابتہ ۱۳۴۵ف کا دفعہ (۵۴) قانون مالگزاری پر اثر۔ ۳۱

قانونی حق حاصل نہ ہونا مقطعہ دار کو جبکہ معاملہ کے ضبط کرنے کا اختیار بربنائے معاہدہ سرکار کو حاصل ہو۔ ۱۳۶

قبضہ کی بنا ثابت نہ ہونے کی صورت میں سراج منسوخ نہ کیا جانا۔ ۳۴

قبضہ کے جواز و عدم جواز کی بحث بضیغہ مال نہیں ہوسکتی۔ ۱۶

قرضہ جاگیردار کی ادائی کا سررشتہ مال کب ذمہ دار رہے۔ ۵۱

(گ)

گذارہ علیحدہ مقرر نہ کیا جانا۔ ۱

گذارہ کی پابندی قابض جائداد پر عاید کی جانا۔ ۱

گشتی نشان (۷۳) مورخہ ۲۴ شہریور ۱۳۰۲ف	۷۱
گشتی 〃 (۲۹) بابتہ ۱۳۰۴ف۔	۶۸
گشتی 〃 (۲۶) 〃 ۱۳۱۳ف	۱۱
گشتی 〃 (۲۶) مورخہ ۲ امرداد ۱۳۳۶ف	۱۴۵
گشتی 〃 (۱۰) بابتہ ۱۳۳۹ف۔	۱۹۸ و ۲۱۴
گشتی 〃 (۶) 〃 ۱۳۴۳ف	
متعلق نہ ہونا وارث کا قرارداد بحیثیت مستقل وطندار ہوا ہو۔	۸۰
گماشتہ کا تقرر۔	۱۸
گماشتہ کون ہو سکتا ہے۔	۱۱
(ل)	
لاوارث نہ ہونا وطن بصورت موجودگی زوجۂ مہتو نطے۔	۸۹
لاوارثی وطن۔	۸۹
لزوم ثبوت لئے جانیکا۔	۲۱۹
(م)	
مال کے صیغہ میں قبضہ کے جواز و عدم جواز کی بحث نہ ہونا۔	۱۶
مستثنےٰ اگر بلا منظوری سرکار کوئی حقوق حاصل نہ ہونا۔	۱۶۳
مدیون ڈگری کارروائی کی نسبت عذر	۸۴
مدیون ڈگری کا عمل۔	۱۶۳
مشترکہ ذریعہ ہو تو معافی ممنوع ہے	۴۷
مشروط الخدمت معاش سے عمل وضعات نہ ہونا۔	۱۹۸
مشروط معاش تشریک خالصہ نہ ہونا	۲۲۳
معاشداروں کی چھوٹی غلطیوں پر سختی سے نظر نہ ڈالی جانا۔	۱۹۵
معاش مسلمہ پائیگاہ ہے تو رسوم تشریک خالصہ نہ ہونا۔	۲۰۸
معاش مشروط الخدمت۔	۲۲۳
معاش موروثی کا ایک جز بیوہ کی وفات کے بعد معاش میں ضم ہو کر حصہ داروں میں تقسیم ہونا۔	۱۸۹
معافی نہ ہونا مشترکہ ذریعہ ہو تو	۴۷
------------------	...
مقدمہ کو جملہ ارکان سماعت کرنا چاہئے۔	۱۳۷
منتخب کے الفاظ کے لحاظ سے گشتی اراضیات سیریات سے متعلق ہونا	۲۱۴
منتقلی اوطان۔	۷۵
منسوخی تعہد کا حق تعہد دار کو نہ ہونا	۱۳۶
(ن)	
نابالغ کے جائداد کی حفاظت	۵۵

نامنظوری استدعا اقساط بندی -	۱۶۸
نامنظوری درخواست استجازت تبنیت	۴۸
نگہداشت شخص کے تقرر کی ضرورت محسوس نہ ہو تو اُس کو یہ کہنے کا حق نہ ہونا کہ اُس کا تقرر لازماً برقرار رکھا جائے -	۱۴۲
نیلام جائداد صحیح نہ ہونا سالم رقم کیلئے بعد منظوری اقساط -	۲۰۱

(و)

وارث راست کو ترجیح دیجانا -	۲۴
وارث قابض جائداد پر گذارہ کی پابندیاں عاید کی جانا -	۱
واگذاشت اراضی اُسی کے قبضہ میں ہوگی جس کے قبضہ سے لی گئی تھی -	۱۶
وراثت کی دریافت کے وقت کسی جاگیر پر قبضہ خواہ مخواہ نساخ کلاں ہی کو دینا لازمی نہ ہونا -	۹۳
وراثت کے قبل اصلداری ثابت ہونا	۱۳۲
وراثت کی کارروائی کو دوبارہ نہ کھولا جانا -	۱۷۰
وراثت کی مستحق بیوہ ہو تو شرط قید حیات خلاف روئداد ہونا -	۱۳۹
وراثت نہ ہونا ورثاء اناث کی تنخواہوں کی -	۱۷۸
ورثاء اناث کی تنخواہوں کی وراثت نہ ہونا -	۱۷۸
ورثاء خاندان نہ ہوں تو دوسرا شخص منجانب سرکار مقرر کیا جانا -	۲۲۳
وضعات کا عمل معاش مشروط الخدمت میں نہ ہونا -	۱۹۸
وطندار ذریہ قابض کے حقوق میں خلعت نہ کی جانا -	۱۶۷
وطندار مستقل حیثیت کے ساتھ وارث کا قرارداد ہوا ہو تو گشتی نشان (۶) بابتہ ۱۳۴۳ف متعلق نہ ہونا -	۸۰
وطن لاوارث نہ ہونا بموجودگی زوجۂ متوفی -	۸۹

(ھ)

ہراج گیرندہ کی حیثیت -	۳۶
ہراج منسوخ نہ کیا جانا قبضہ کی بناء ثابت نہ ہونیکی صورت میں -	۳۴

دکن لا رپورٹ

جلد بست و نہم بابتہ ۱۳۴۸ف

حصہ مالگزاری

مرافعہ باب حکومت صیغہ عطیات

نشان مثل ۸۰۵ سنہ ۱۳۴۵ف

منفصلہ ۱۹ امرداد سنہ ۱۳۴۶ف

سید محمد نابالغ بولایت مادر حقیقی حمیدہ بی مرافع بوکالت مولوی سید محمد علی صاحب رضوی و رائے دیویداس صاحب وکلاء

بنام

واحد النساء بیگم وغیرہ مرافعہ علیہا بوکالت مولوی عبد اللہ پاشاہ صاحب اڈوکیٹ و مولوی سید علی صاحب وکیل

وارث قابض جائداد پر گزارہ کی پابندی عائد کی جانا۔ گزارہ علحدہ مقرر نہ کیا جانا۔

تجویز ہوئی کہ (۱) محمد علی کو عدالت مرافعہ عنہا نے (۵ے) روپیہ ماہانہ دلائے ہیں لیکن یہ کس اصول پر مبنی ہیں کیونکہ محمد علی کو وراثتاً کوئی حق نہیں پہونچ سکتا لہذا یہ جزو تجویز لائق تنسیخ ہے۔

مرافعہ بناراضی تجویز پنڈت نارائن راؤ صاحب بی۔اے ناظم عطیات مورخہ ۳۱ خورداد ۱۳۴۴ف

سید محمد بنام واحد النساء بیگم

(۲) امیر بیگم چونکہ سید محمد کی بہن ہے اس لئے علحدہ ان کے لئے گزارہ مقرر کرنا ضروری نہیں ہے چونکہ سید محمد بشارت حسین کے وارث قابض جائداد ہیں۔ لہذا امیر بیگم کی پرورش کی ذمہ داری ان پر عائد کی جاتی ہے۔

واقعات

بروئے منتخب تعمیل ضلع نلگنڈہ ۳۸۱۵ مورخہ ۲۴ بہمن ۱۳۳۰ ف موضع ولمڑی تعلقہ جنگاؤں ضلع نلگنڈہ محاصلی (سمہ ۹/۷) بنام میر بشارت حسین خاں بعنوان ذات جاگیر بالفاظ ذیل بحال فرمایا گیا۔

"صدر المہام مال و باب حکومت کی رائے کے موافق موضع ولمڑی باغذ فیصلہ دورو پیہ حق مالکانہ سرکار میر بشارت حسین کے نام بشروط ذیل بحال کیا جاتا ہے"

(۱) میر بشارت حسین کی شکمی میں اُن کے بھائی مبشر حسین بحصۂ مساوی رہیں اور میر ابوتراب بھی شکمی میں رہیں گے مگر تاوقتیکہ وہ عدالت مجاز میں اپنے نسب کی صحت ثابت نہ کریں اپنے صلحنامہ کے مطابق فقط سو روپیہ ماہوار آمدنی جاگیر سے پاتے رہیں گے۔

(۲) اور نیز صلحنامہ کے مطابق معظم النساء (صہ) روپیہ ماہوار و اشرف النساء ہر ایک کو (۳۰) روپیہ ماہوار۔

صنوبر اور گل چہرہ بوا ہر ایک کو (عہ) روپیہ ماہوار تاحیات دیجاتی رہے۔

(۳) خیر النساء جو ناکتخدا ہے اُن کی شادی کردینے کے ذمہ دار اُن کے برادران بشارت حسین و مبشر حسین رہیں گے۔

سید بشارت حسین صاحب منتخب کی جانب سے تحتہ ضمیمہ (ب) جو داخل ہوا اُس میں حسب ذیل ورثہ حقدار وغیرہ بتلائے گئے۔

(۱) سید محمد پسر از بطن حمیدہ بی منکوحہ } اپنے بعد پسر مذکور کا قبضہ قائم رہنے کی
(۲) امیر بیگم دختر " " عہ ماہوار } استدعا کی۔
(۳) میر مبشر حسین برادر حقیقی حصہ دار
(۴) سید ابوتراب ...... گزارہ یاب (ماہ)

سید محمد
بنام
واحد النساء بیگم

(۵) معظم النساء بیگم والدہ حقیقی گزارہ یاب ـــہ
(۶) اشرف النساء بیگم ہمشیرہ حقیقی " عـــہ
(۷) خیر النساء بیگم " " عـــہ
(۸) گلچھرہ بوا حرم والد مرحوم .... عـــہ
(۹) واحد النساء بیگم زوجۂ خود .... ـــہ
(۱۰) محمد علی پسر آغوشتی ـــہ } اپنے فوت ہونے کے بعد گزارہ جاری
(۱۱) ہمزا فزا حرم خود ـــہ } رکھے جانے کی استدعا کی ۔
(۱۲) حمیدہ بی زوجۂ خود ـــہ }

میر بشارت حسین صاحب منتخب کا بتاریخ ۹ شہریور ۱۳۴۲ ف انتقال ہوگیا ۔

اشخاص مندرجۂ حاشیہ کی جانب سے بتاریخ ۱۵ شہریور ۱۳۴۲ ف بایں استدعا دعوے وراثت پیش ہوا کہ "بجائے میر بشارت حسین مرحوم کے قبضہ سید محمد فرزند مرحوم کا بشکمی میر مبشر حسین حصہ دار مساوی بحال و برقرار رکھا جائے"

(۱) میر مبشر حسین برادر حقیقی متوفی ۔
(۲) سید ابو تراب گزارہ یاب ۔
(۳) اشرف النساء بیگم ہمشیرہ متوفی ۔
(۴) خیر النساء بیگم ہمشیرہ متوفی ۔
(۵) معظم النساء بیگم والدہ حقیقی متوفی ۔
(۶) امیر بیگم دختر مرحوم ۔
(۷) حمیدہ بی زوجۂ مرحوم ۔

نظامت عطیات سے درخواست مذکورہ کے درخواستگزاران کے منجملہ صرف (حمیدہ بی) کے متعلق ذریعہ مددگار نظامت عطیات تصدیق کرائی گئی ۔

۶ آذر ۱۳۴۳ ف واحد النساء بیگم زوجہ کی جانب سے درخواست پیش ہوئی جس کا ماحصل یہ ہے کہ :-

درخواستگزارہ مرحوم سید بشارت حسین صاحب کی زوجہ ہے ۔ حیات مرحوم میں بربناء فرمان مبارک سالانہ گزارہ (للعـــہ) سائل کے نام مقرر تھا جس کا اندراج تختہ میں موجود ہے استدعا یہ ہے کہ بکارروائی ضابطہ شرعی ورثاء مرحوم میں سائلہ کے نام کا اندراج فرمایا جائے اور گزارہ بدستور سابق دلایا جائے ۔

سید محمد بنام واحد النساء بیگم

۱۲ ؍ فروردی ۱۳۴۳ ف کو محمد علی عرف چنو میاں کی جانب سے جو درخواست پیش ہوئی اُس کا ماحصل یہ ہے کہ :-

" سائل کو متوفیہ نے (۵) سال کی عمر سے اپنی آغوشی میں لیکر پرورش فرمائے ہیں - تختہ (ب) میں سائل کے نام (للعہ) گزارہ دیا جانا مقرر فرمادئے ہیں - لہذا سائل کو بھی تختۂ وراثت میں شریک فرمایا جائے اور گزارہ دلایا جائے "

۲۹ ؍ امرداد ۱۳۴۳ ف کو منجانب طیبہ بیگم دختر آغوشی مسماۃ واحد النساء بیگم زوجۂ مرحوم جو درخواست پیش کی گئی اُس کا ماحصل یہ ہے کہ :-

" مرحوم سائلہ کے نام تختہ (ب) میں سالانہ (ماعہ) گزارہ دئے جانے تحریر فرمائے ہیں لہذا سائل کا نام بھی تختۂ وراثت میں شریک فرماکر گزارہ دئے جانے کا حکم صادر فرمایا جائے "

۳۰ ؍ مہر ۱۳۴۲ ف کو منجانب سید ابو تراب ولد سید عاشق حسین خاں حصہ دار جاگیر زیر بحث جو درخواست پیش ہوئی اُس کا ماحصل یہ ہے کہ :-

" میر بشارت حسین خاں کے انتقال کے بعد اُن کے برادر حقیقی میر بشر حسین خاں کا قبضہ بطور نگرانکار ایک سال دو ماہ رہا -

اب بشر حسین خاں کا بھی انتقال ۱۲ ؍ مہر ۱۳۴۲ ف ہوگیا ہے دونوں بھائیوں کی اولاد کمسن ہیں - لہذا معاش زیر بحث زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز لئے جانے حکم صادر فرمایا جائے تو مناسب ہے تاکہ نقصان نہ ہو "

اور ایک درخواست تقریباً اسی مضمون کی ناظم صاحب کورٹ آف وارڈز میں بھی پیش کی گئی بنا بر علیہ نظامت کورٹ آف وارڈز سے معاش زیر بحث بوجہ کمسنی ورثاء متوفیان زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز لے لی گئی "

کچھ مراسلات مابین نظامت عطیات و نظامت کورٹ آف وارڈز چلکر محکمۂ نظامت عطیات سے بتاریخ ۸ ؍ آذر ۱۳۴۳ ف حسب ذیل تجویز کی گئی -

" جب سررشتۂ عطیات نے ایک نابالغ کو مستحق قبضہ قرار دیا تو اُس کے بعد صیغہ کورٹ آف وارڈز

سید محمد
بنام
واحد النساء بیگم

نے بموجب اختیارات حاصلہ تحت قانون کورٹ سرپرستی یا مستقل نگرانی کا اگر حکم دیا ہے تو اُس کے متعلق عطیات کو کوئی عذر نہیں ہو سکتا بلکہ نگرانی کورٹ آف وارڈز ایک حد تک نگرانی سرکار کے مترادف ہے اور اس سے اغراض سررشتۂ عطیات کی تعمیل میں سہولت پیدا ہوگی لہ کورٹ آف وارڈز اب منجانب وارڈز کی پیروی کرے گا اور نابالغ کے حقوق کی حفاظت ہوگی جیسا ایما کورٹ آف وارڈز حصہ داران رجوع شدہ کے نام وغیرہ سے کورٹ کو اطلاع دیجائے"۔

بضمن انتظام گزارہ ناظم صاحب عطیات نے ۲۶ ر فروردی ۱۳۴۴ف کو حسب ذیل تجویز کی "بحث سماعت کی گئی واقعہ یہ ہے کہ بشارت حسین خاں صاحب منتخب و قابض معاش کے انتقال کے بعد دوران تحقیقات وراثت میں مرحوم کے فرزند نابالغ کا قبضہ بحال رکھا گیا مگر کورٹ آف وارڈز نے بہ نفاذ اقتدارات حاصلہ معاش مقبوضہ نابالغ کو زیر نگرانی کورٹ لے لیا زمانۂ قبضۂ نابالغ میں چند حصہ داران وگزارہ و ماہواریاباں نے عدم رسی حصص منظورہ کے متعلق شکایت نظامت عطیات میں پیش کی جس کے متعلق تحقیقات جاری تھی مگر جبکہ کورٹ آف وارڈز کی نگرانی قائم ہو چکی ہے تو کورٹ آف وارڈز کو لکھا جانا چاہیئے لہ بروئے منتخب مجریہ مرحوم بشارت حسین کے ساتھ جن جن حصہ داروں کی حصہ داری یا تشکیداری منظور ہو چکی ہے اسی طرح جو گزارے اور ماہوارات مقرر کی گئی ہیں حسب صراحت منتخب زمانۂ نگرانی میں حصہ داران یا ان کے ورثا منظورہ کو برابر ادا ہونا ضروری ہے البتہ زمانۂ قبل نگرانی کے متعلق مناسب ہوگا لہ صیغۂ کورٹ بالمواجہ فریقین دریافت کر کے تصفیہ کرے فریق ناراض کو چارہ کار ضابطہ حاصل رہے گا"۔

تجویز زیر مرافعہ۔ | بعد اخذ ثبوت وراثت نظامت عطیات سے تختۂ وراثت میں بتاریخ ۳۱ ر خور داد ۱۳۴۴ف حسب ذیل تجویز درج کی گئی۔

(۱) مثل پیش ہوئی۔ بحث فریقین سماعت ہو چکی ہے۔ یقیناً بشارت حسین خاں مرحوم کی وراثت سید محمد فرزند کے نام بپابندی بشرائط مندرجہ منتخب بلا کسی عذر کے قابل منظوری ہے حق قبضہ و انتظام کے بھی وہی مستحق ہوں گے۔

(۲) اسی طرح واحد النساء بیگم زوجہ مرحوم کے نام بھی مبلغ (۶۰ سکہ) روپیہ ماہانہ گزارہ حسب حال

سید محمد
بنام
واحد النساء بیگم

جاری رہنا مناسب ہے دعویدار کا عذر کہ صرف حصۂ شرعی دلایا جاسکتا ہے اس وجہ سے قابل لحاظ نہیں کہ یہ گزارہ حین حیات جاگیردار مرحوم بارگاہ خداوندی سے بلحاظ خاص حالات مقدمہ منظور ہو چکا ہے ایک بار گزارہ یاب مستحق ہو کر ایک عرصہ سے جاری رہنے کے بعد اب اُسمیں کمی نامناسب اور بیوہ کے لئے موجب ناواجبی سختی و پریشانی ہوگی ۔

(۳) عذردار محمد علی عرف چنومیاں فرزند آغوشی مرحوم کے نام گزارہ ناقابل منظوری ہونیکی رائے جناب مددگار صاحب نے اس بنا پر قائم فرمائی کہ دعویدار نے عذردار کے فرزند آغوشی ہونے سے انکار کیا تو عذردار کی جانب سے تردید میں کوئی جواب پیش نہیں ہوا ۔ مگر روئداد سے یہ صحیح نہیں پایا جاتا ۔ ۲۹ شہریور ۱۳۴۳ ف کو دعویدار نے یہ انکاری بیان لکھوایا کہ عذردار مرحوم کے پاس کا بچھوکرا ہے جس کو ایک پاڑوں سے مرحوم نے خریدا تھا ۔ اس کے جواب میں اس طرح عذردار نے بتاریخ ۲ آذر ۱۳۴۴ ف تردید میں بحوالہ تختہ ضمیمہ (ج) مدخلہ مرحوم انکاری بیان تحریر کروایا ۔ پس یہ کہنا صحیح نہیں ہو سکتا کہ عذردار نے کوئی جواب پیش نہیں کیا ۔ البتہ تردید میں کوئی شہادت پیش نہیں کی بلکہ اپنے دعوے کی اثبات کو صرف تختہ ضمیمہ (ج) کے اندراج پر منحصر رکھا دعویدار کی جانب سے بھی بخلاف عذردار اپنے بیان کی تائید میں کوئی شہادت پیش نہیں ہوئی ہے ایسی صورت میں تختہ ضمیمہ (ج) جس کی حیثیت مرحوم کے بیان حلفی کی ہے زیادہ باوقعت قرار پاتا ہے ۔

دعویدار کو یہ تسلیم ہے کہ عذردار کو جاگیردار مرحوم نے خریدا تھا اور وہ اُن کے زیر پرورش تھا خریدا ہوا لڑکا فرزند آغوشی ہونے میں بظاہر کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا ۔ البتہ سوال صرف یہ ہے کہ جب شرعاً فرزند آغوشی کوئی حصہ نہیں پا سکتا تو کیا عطیہ شاہی سے بھی اُس کو پرورش سے محروم رکھا جانا لازم آتا ہے ۔

جاگیردار مرحوم کے حین حیات اُس کی پرورشی معاش سے ہونا خود دعویدار کے بیان سے ثابت ہے اور جاگیردار مرحوم نے بھی حلفاً اپنی یہ خواہش سرکار سے ظاہر کردی ہے کہ اُن کی وفات کے بعد (صہ) روپیہ ماہانہ گزارہ اُس کو جاگیر سے ایصال کیا جائے ۔ ان حالات میں مرحوم کی وفات کے بعد عذردار کو یک لخت نان شبینہ سے محروم کرنا اخلاقاً بھی نامناسب ہے

سید محمد
بنام
واحدالنساء بیگم

ہمارے سامنے بحث کرتے وقت لائق وکیل دعویدار مولوی میر احمد علی خاں صاحب نے عذردار کا مستحق پرورش ہونا تسلیم کیا - اُن کو صرف عذر مقدار گزارہ مجوزہ مرحوم سے ہے - جب ورثاء شرعی مثلاً زوجہ دختر ہمشیرہ کے لئے مرحوم نے (ﷲ) فیماہ گزارہ تجویز کیا ہے تو بظاہر کسی امتیاز کی یقیناً ضرورت ہے - میری رائے میں (ﷲ) فیماہ گزارہ حین حیاتی منظور کیا جائے تو مناسب ہوگا -

(۴) طیبہ بیگم عذرداره بھی خود کو مرحوم کی دختر آغوشی بتلاکر دعویدار گزارہ ہوئی ہے اور اپنے استدلال کی تائید میں اُس نے تختہ ضمیمہ (ب) پر حصر کیا ہے مگر تختہ ضمیمہ (ب) میں اُس کا کہیں ذکر نہیں ہے - دعویدار کا بیان ہے کہ وہ مرحوم کی دختر آغوشی نہیں ہے بلکہ مرحوم کی زوجہ واحد النساء بیگم نے اُس کو پال لیا ہے اور یہ بھی واقعہ صحیح معلوم ہوتا ہے - ایسی صورت میں اُس کی پرورش بھی واحد النساء بیگم اُسی طرح کر سکتی ہے جس طرح اس وقت تک کرتی رہی ہیں خصوصاً جبکہ اُن کے گزارہ کے تعین میں کافی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے - طیبہ بیگم کی درخواست ناقابل لحاظ ہے -

(۵) علاوہ دعویداران عذرداران مصرحہ بالا کے تختہ ضمیمہ (ب) میں حمیدہ بی زوجہ اور امیرا بیگم دختر نیز ایک حرم ہمزا افزا بوا کے نام بھی فی کس (ﷲ - ﷲ) روپیہ گزارہ مقرر کئے جانے کی خواہش ظاہر کی گئی ہے مگر ان تینوں کی جانب سے کوئی دعوے ہی پیش نہیں ہوا اس لئے اُن کے متعلق کسی تجویز کی ضرورت نہیں پائی جاتی - جسکہ بعد انتظار نتیجہ مرافعہ اگر کوئی ہو عرضداشت مرتب اور بغرض منظوری بارگاہ خداوندی میں گزراننے کا شرف حاصل کیا جائے -

مرافعات متدائرہ	تجویز مذکورہ کی ناراضی سے دو مرافعے محکمۂ ہذا میں دائر کئے گئے ہیں -	(۱) حسب عنوان خلاصہ سید محمد بنام واحد النساء بیگم مثل ۵۳ ۱۳۴۴ ف -
عذرات مرافعہ سید محمد	سید محمد مرافعہ کے عذرات حسب ذیل ہیں -	(۲) مرافعہ امیرا بیگم بنت میر بشارت حسین خاں بولایت ہمزا افزا بوا بنام سید محمد مشمولہ مثل ۹۴

سید محمد بنام واحد النساء بیگم

(۱) فیصلہ کے دو اجزاء بالکل غلط اصول پر مبنی ہیں - لہذا فیصلہ جزاً قابل تنسیخ ہے -

{ ہمزا فزا بوا حرم میر بشارت حسین خاں مدظلہ
۱۳ امرداد ۱۳۴۴ ف - }

(۲) جنابہ واحد النساء بیگم صاحبہ کے نام (سے) روپیہ ماہانہ جو زنانہ لحیات والد مرحوم میں بروئے فرمان مبارک مقرر ہوا تھا وہ اب باقی نہیں رہ سکتا والد کے انتقال پر رشتہ زوجیت شرعاً باقی نہیں رہتا - اور وراثت کی بحث آن پڑتی ہے وارث زوجہ ہونے کی حیثیت سے خواہ وہ ایک ہوں یا کئی - بصورت اولاد نہ ہونے کے آٹھویں حصہ سے زیادہ نہیں پا سکتی -

(۳) زوجگان میر بشارت حسین خاں والد مرحوم کی دو ہیں - ایک واحد النساء بیگم صاحبہ دوسری حمیدہ بی (والدہ سائل) اور ایک حرم ہمزا فزا بوا بھی موجود ہیں - غرضکہ زوجگان میں واحد النساء بیگم صاحبہ $\frac{1}{16}$ حصہ سے زیادہ کسی طرح مستحق نہیں ہو سکتی -

(۴) ایسے وارث کو بلحاظ وراثت اس قدر کثیر حصہ دلا کر دوسرے ورثاء کو ان کے شرعی حصہ میں نقصان پہونچانا کسی انصاف کا تقاضا نہیں ہے - لہذا واحد النساء بیگم کو ان کا شرعی حصہ ملنا چاہئے -

(۵) فرمان مبارک کا اثر میر بشارت حسین خاں کے انتقال پر باقی نہیں رہا اور نہ جہت (سے) روپیہ ماہوار دلانے کی باقی رہی ہے - بہر نوع یہ جز فیصلہ کا قابل تنسیخ ہے -

(۶) محمد علی عرف چنو میاں کو سائل کی موجودگی میں فرزند آغوشی تسلیم کرنا اور اس کو (ﷲ) روپیہ ناظم صاحب کا دلانا دونوں حیرت خیز ہیں - اگر پدر مرحوم نے اس خیال سے کہ وہ ان کا زرخرید چھوکرا تھا (ﷲ) روپیہ عطیہ سلطانی سے دلانا لکھا ہے جب بھی وہ وراثتاً پانے کا مستحق نہیں ہو سکتا - میرے وکیل صاحب نے بلحاظ راست بازی کے وکیل محمد علی کی اس بحث پر کہ جب یہ لڑکا اسی گھر میں پلا ہے تو اس کو پرورشی کے لئے حسب تختہ ضمیمہ (ب) (ﷲ) روپیہ ملنا چاہئے - صرف یہ کہا تھا پانچ سات روپیہ وہ بھی اس شرط سے کہ وہ تابعداری سائل کی کرے بطور ملازم کے پا سکتے ہیں نہ کہ کوئی حصہ بطور وارث کے اس کی تعبیر جناب ناظم صاحب نے اپنے فیصلہ میں یہ فرمائی ہے کہ وکیل سائل نے محمد علی کا مستحق پرورش ہونا تسلیم کیا - محمد علی کی نسبت جو غیر وارث ہے تختہ ضمیمہ (ب) سے کوئی

سید محمد
بنام
واحد النساء بیگم

فائدہ نہیں پہونچ سکتا اس لئے کہ غیر وارث کو اگر قابض جاگیر تختہ ضمیمہ (ب) میں کچھ حصہ دلانا لکھدے اور وہ شرعاً اُس کو نہ پہونچ سکتا ہو تو کوئی لحاظ تختہ ضمیمہ (ب) پر نہیں کیا جائے گا۔

(۷) محمد علی کو اس طرف ([illegible]) روپیہ ماہانہ دلانا گویا ایک قسم کا وارث تسلیم کرلینا ہوتا ہے جو کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ محمد علی کے ساتھ اگر کوئی جزوی رعایت پرورش کی حد تک ناظم صاحب کرانا مقصود تھا تو وہ اُس کو حمیدہ بی اور اُس کے رحم وکرم پر چھوڑ دیں۔ حکماً اس طرح عطیہ سلطانی میں حق پرورش دلانا قطعاً غیر صحیح ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ واحد النساء بیگم اور محمد علی کی حد تک فیصلہ نظامت عطیات منسوخ فرمایا جائے۔ اور واحد النساء بیگم کو حصہ شرعی دلائے جانے کا حکم صادر فرمایا جائے اور محمد علی کی پرورش تا بلوغ سائل سائل کی والدہ کے رحم وکرم پر محول کیا جائے۔

عذرات مرافعہ امیر النساء وغیرہ

دوسرا مرافعہ مدخلہ امیر النساء و ہزا فزا بوا کے عذرات حسب ذیل ہیں۔

(۱) تختہ ضمیمہ (ب) میں مورث میر بشارت حسین خاں مرافعان نمبر (۱) کو دختر حمیدہ بی والدہ سائلہ کو زوجہ اور مرافعان نمبر (۱) اور ہزا فزا بوا کو حرم ظاہر کرکے ([illegible] - [illegible]) و والدہ سائلہ حمیدہ بی جینا ([illegible]) ماہانہ دینا تسلیم کیا ہے اس کے علاوہ ابتدائی درخواست مورخہ ۵ ار شہریور ۱۳۴۱ ف جملہ ورثاء کی جانب سے قبضہ جاگیرات کی نسبت پیش ہوئی تھی۔

اس پر بھی سائلہ نمبر (۱) کی اور والدہ حمیدہ بی کی دستخط موجود ہے مزید براں جس قدر شہادت منجانب دعویداران سید محمد کی پیش ہوئی ہے ان کی تفصیل ورثاء میں بھی سائلہ نمبر (۱) کا دختر و والدہ حمیدہ بی کا زوجہ ہونا ثابت ہے۔

ایسی صورت میں یہ تعبیر صحیح نہیں ہے کہ یہ سائلہ و والدہ حمیدہ بی کا حصہ و قرابت تحقیقات میں ظاہر نہیں ہوا۔ سائلہ نمبر (۱) نابالغہ و ناکتخدا ہے اس لئے بولایت مادر علاتی ہزا فزا بوا حرم میر بشارت حسین خاں مرحوم جاگیردار یہ درخواست مرافعہ پیش کرائی ہے۔

(۲) یہ کہ مرافعہ نمبر (۲) بھی بوجہ حرم میر بشارت حسین خان مرحوم ہونیکے مستحق پرورش ہے۔

لہٰذا استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ سائلان نمبر (۱) کا حصہ شرعی و نمبر (۲) کی پرورش ضمیمہ تختہ (ب) دلایا جائے۔

سید محمد
بنام
واحد النساء بیگم

حکم عالیجناب نواب عقیل جنگ بہادر صدر المہام فوج و نواب جیون یار جنگ بہادر میر مجلس معز زارکان ۔

تمہید ۔ وکلاء فریقین کی بحث سماعت کی گئی صاحب منتخب سید بشارت حسین جس کا انتقال ۹ ہر شہریور ۱۳۴۲ف کو ہوا انہوں نے کئی ورثاء چھوڑے ہیں جن میں واحد النساء ہی شادی کی زوجہ ہے ہمزا افزا حرم اور حمیدہ بی منکوحہ زوجہ مؤخر الذکر کو ایک فرزند سید محمد اور ایک دختر امیرا بیگم ہے علاوہ ان ورثاء کے محمد علی ایک شخص ہے جس کو کہا جاتا ہے کہ بشارت حسین مرحوم نے آغوشی میں لے لیا تھا اسی طرح کہا جاتا ہے کہ واحد النساء نے طیبہ بیگم کو آغوشی میں لے لیا ہے مرحوم جاگیردار نے تختہ ضمیمہ (ب) میں بہ تعداد مختلف ان اشخاص کو گذارہ دلایا ہے مگر ناظم صاحب عطیات نے واحد النساء بیگم صاحبہ کو ماہانہ (سـ) روپیہ اور محمد علی فرزند آغوشی کو (عـ) کا مستحق تجویز فرمایا ہے ۔

امیرا بیگم اور ہمزا افزا بوا کے متعلق کچھ تجویز نہیں فرمایا ۔ سید محمد فرزند بشارت حسین نے ناظم صاحب عطیات کی تجویز کے برخلاف یہ مرافعہ پیش کیا ہے اور ہمزا افزا بوا و امیرا بیگم نے بھی علحدہ مرافعہ کیا ہے ۔

ہم نے روئداد پر غور کیا مندرجہ بالا قرابتداری سے کسی کو انکار نہیں ہے بجز محمد علی اور طیبہ بیگم کے جن کو کوئی رشتہ مرحوم جاگیردار سے نہیں ہے دیگر اشخاص گزارہ پا سکتے ہیں لیکن اکی مقدار کس قدر ہو گی غور طلب ہے جہانتک کہ واحد النساء بیگم کا تعلق ہے اُن کو بروے فرمان مبارک جاگیردار کی حیات میں (سـ) ماہانہ مقرر تھی اور اسی گزارہ کو جاگیردار مرحوم نے تختہ ضمیمہ (ب) میں درج کیا ہے ہم کوئی وجہ ایسی نہیں پاتے کہ یہ گزارہ کم کیا جائے ۔

اس مادہ میں ناظم صاحب عطیات کی رائے صحیح ہے محمد علی کو عدالت مرافعہ عنہا نے (عـ) ماہانہ دلائے ہیں ۔ لیکن یہ کسی اصول پر مبنی نہیں کیونکہ محمد علی کو وراثتاً کوئی حق نہیں پہونچ سکتا ۔ لہذا یہ جزو تجویز لائق تنسیخ ہے ۔ امیرا بیگم چونکہ سید محمد کی بہن ہے اس لئے علحدہ ان کے لئے گذارہ مقرر کرنا ضروری نہیں ہے ۔ چونکہ سید محمد بشارت حسین کے وارث اور قابض جائداد ہیں ۔ لہذا امیرا بیگم کی پرورش کی ذمہ داری ان پر عائد کی جاتی ہے ۔ البتہ ہمزا افزا بوا کو کچھ گذارہ ملنا چاہئے کیونکہ ان کا تعلق مرحوم سے بطور حرم کے پایا جاتا ہے ناظم صاحب

سید محمد بنام والنساء بیگم

عطیات نے ان کو ترک کردیا ہے۔ ہماری رائے میں (۱۵۰) روپیہ ماہانہ گزارہ ان کو ملنا چاہئیے گو کہ جاگیردار مرحوم تحتہ ضمیمہ (ب) میں (۲۰۰) ان کے لئے مقرر کئے تھے۔

بعد سماعت بحث و بنظر حالات اس میں ہم نے تخفیف کی ہے۔

حکم ہوا کہ

حسب اشارات صدر مرافعہ سید محمد ترمیماً منظور۔

ایک نقل اس کی امیرا بیگم و ہنرافزا بیگم کے مرافعہ میں شامل کردیجائے۔

نگرانی صیغۂ مال

۱۳۴۷ف نشان مثل ۱۴/۸۹ منفصلہ ۲ سیر ۱۳۴۷ف

چمنا بائی نگرانخواہ بوکالت مولوی سعید الحسن صاحب رزاقی و رائے سورج چند صاحب وکلاء

بنام

سرکار عالی لت ی طرفثانی بوکالت مولوی فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ

گشتی نشان (۲۶) بابتہ ۱۳۱۳ف - گماشتہ کون ہوسکتا ہے۔

تجویز ہوئی کہ جبکہ گماشتہ جو کہ اصلدار نے پیش کیا ہے اہل نہ ہو تو ایسی صورت میں اصرار نہیں کیا جاسکتا کہ پیش شدہ گماشتہ ہی منظور کرلیا جائے ظاہر ہے کہ خدمات دیہی کا تعلق انتظام سے ہے سرکار مجبور نہیں ہے کہ ناموزوں شخص کو بھی مقرر کرکے اپنے نظم کو خراب کرے۔

البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ اصلدار اہل شخص کو پیش کرے تو اس کا تقرر ہوگا۔

واقعات یہ ہیں کہ چمنا بائی پیٹہ دارہ کوتوالی پٹیل قصبۂ لاتور نے ۲۵ آذر ۱۳۴۵ف کو تحصیل میں درخواست پیش کی کہ:-

سائلہ عورت ذات ہونیکی وجہ اجرائی کار کے لئے اپنی جانب سے مسمیٰ ناگوراؤ ولد ہری پنت کو پانچسال کے لئے گماشتہ مقرر کرنا چاہتی ہے۔ گماشتہ مذکور علم مرہٹی - اردو اور انگریزی سے بخوبی واقف ہے دفتری کام میں اچھی مہارت رکھتا ہے اور سابق میں اس نے خدمت کو بلاشکایت انجام دیا ہے۔ لہذا پانچسال کے لئے مسمیٰ ناگوراؤ کو گماشتہ منجانب پٹہ دار

چمنا بائی
بنام
سرکار عالی

مقرر فرمایا جائے "۔

صیغہ سے کیفیت پیش ہوئی کہ یہ گماشتہ سابق میں منجانب سرکار کارگزار تھا جو ۱۳۴۴ف میں پولیس کی شکایت پر علیحدہ ہوا ہے ۔ ۱۲ ؍ بہمن ۱۳۴۵ف کو تحصیلدار صاحب نے تجویز فرمائی کہ ناگوراؤ کی کارگزاری سے کوئی محکمہ مطمئن نہ ہونے سے اس کو جناب تحصیلدار صاحب سابق نے علیحدہ کر کے سراج الدین کا تقرر منجانب سرکار فرمایا ہے ایسی حالت میں پھر ناگوراؤ کی ماموری نہیں ہوسکتی ۔ جسکہ درخواستگوارہ کو مطلع کردیا جائے ۔

"مکرر ناگوراؤ نے درخواست پیش کی کہ سابق میں میری علیحدگی جو عمل میں آئی ہے وہ بلا وجہ پولیس کی شکایت پر مبنی ہے سرکل انسپکٹر صاحب کوتوالی نے میرے تقرر کے متعلق سفارش فرمائی ہے میرا تقرر منظور فرمایا جائے "۔

چنانچہ تحصیل سے سرکل انسپکٹر صاحب کو لکھا گیا کہ ناگوراؤ کے متعلق سابقہ شکایات مبنی بر صداقت ہیں یا نہیں اور موجودہ شخص گماشتہ کارگزار سراج الدین کے متعلق کیا کیا شکایت ہیں جو بلا وجہ شخص ماموره منجانب سرکار کو علیحدہ کیا جائے "۔

جس کا جواب وصول ہوا کہ سابقہ شکایات کے مجوز اسٹیشن ہوس کے ہیڈ کانسٹبل تھے جن کا تبادلہ ہوگیا ہے ۔ مثل میں کوئی مواد بتائید شکایات موجود نہیں ۔ موجودہ شخص کارگزار کی علیحدگی کی نسبت بھی کوئی تحریک نہیں کی گئی ہے ۔

اس کے بعد تحصیل سے ضلع میں تحریک ہوئی کہ " مسماۃ چمنا بائی کوتوالی پٹیل لاتور اہل گماشتگاں کو پیش نہ کرنے کی وجہ مسمیٰ سراج الدین کا تقرر منجانب سرکار خدمت گماشتہ پولیس پٹیلی پر عمل میں آیا ہے ۔ بجین دورہ عالیجناب صوبہ دار صاحب وجناب والا نے ایسے شخص کی کارگزاری کو بضمن ہنگامہ حالیہ مستحسن قرار دیکر بالمشافہ فرمایا تھا کہ تحصیل سے تحریک وسفارش سالم اسکیل کے ایصال کی ہو حسب الحکم یہ تحریک پیش کی جارہی ہے اس تحریک کی منظوری ضلع سے دیگئی ۔ چمنا بائی نے مکرر ۵ ؍ آذر ۱۳۴۶ف کو درخواست تحصیل میں پیش کی کہ منجانب سرکار گماشتہ مقرر ہونے سے سائلہ کا کثیر نقصان ہو رہا ہے ۔ سائلہ کی جانب سے پیشکردہ گماشتہ کے تقرر کی منظوری صادر فرمائی جائے ۔

چینا بائی
بنام
سرکار عالی

تحصیلدار صاحب نے ۶ بہمن ۱۳۴۶ ف کو تجویز فرمائی کہ :-

"ناگوراؤ گماشتہ پیش شدہ کی نسبت سابق میں کئی مرتبہ شکایت ہوچکی ہے ایسے شخص کا دوبارہ اس خدمت پر تقرر کیا جانا بعید از فراست ہے ۔ پس پٹہ دارہ کو حسبہٗ فہمائش دیجائے ۔"

اس تجویز کی ناراضی سے پٹہ دارہ کی جانب سے ڈویژن میں مرافعہ ہوا تو دوم تعلقدار صاحب نے تجویز فرمائی کہ :-

"کارروائی بالکل صاف ہے اور اس بارہ میں صریح احکام سرکار موجود ہیں کہ جب ایک مرتبہ اصلدار کو نوٹس دینے کے باوجود وہ لائق کارگزار گماشتہ پیش نہ کرے تو پھر جو شخص منجانب سرکار مامور ہوگا وہ بلا کسی قصور کے نہ ہٹایا جائے گا ۔ سراج الدین کی کارگزاری بحیثیت پولیس پٹیل کے نہایت مستحسن رہی ہے چنانچہ اس کی کارگزاری پر اظہار مسرت فرماتے ہوئے بحکم عالیجناب صاحب سمت بہادر اس کو سالم اسکیل کی تحریک کیگئی جو محکمۂ عالیہ ضلع سے منظور ہوئی ۔

پس کیا بلحاظ احکام و کیا بلحاظ کارگزاری کوئی وجہ اس کو ہٹانے کی نہیں ہے پس مرافعہ نامنظور ۔

تجویز ڈویژن کی ناراضی سے ضلع میں مرافعہ پیش ہونے پر جناب اول تعلقدار صاحب نے تجویز فرمائی کہ :-

"انتخاب گماشتہ کلیتاً حاکم مقامی کے صوابدید پر منحصر ہے ۔ لہذا مرافعہ نامنظور ۔

"البتہ مرافعہ گزارہ موجودہ منجانب سرکار گماشتہ کو اپنا گماشتہ قرار دینا چاہے تو اس کی منظوری دیجاسکتی ہے اور ثانی الذکر صورت میں اصلدارہ و گماشتہ کے مابین اسکیل کی تقسیم بلحاظ احکام ہوسکیگی ۔"

لیکن جبتک موجودہ گماشتہ منجانب سرکار رہے سالم اسکیل پائے گا ۔

تجویز ضلع کی ناراضی سے محکمۂ ہذا میں نگرانی بعذرات ذیل پیش ہے ۔

عذرات

(۱) تجاویز تحت خلاف قانون صادر ہوئے ہیں ۔

چمنا بائی بنام سرکار عالی

(۲) پٹہ دارہ اوطان کا استحقاق پیش سازی گماشتہ کسی حالت میں زائل نہیں کیا جا سکتا۔

(۳) گماشتہ پیشکردہ پٹہ دار اگر غیر موزوں تصور کیا جائے تو کسی اہل گماشتہ کو پیش کرنے کی ہدایت ہونی چاہئے۔

(۴) جبکہ اصلدار گماشتہ قابل اجرائے کار پیش کرنے آمادہ ہے اور پہلے بھی آمادگی ظاہر کی گئی تو منجانب سرکار گماشتہ مقرر ہونا صحیح نہ تھا اور اسی گماشتہ کو مامور رکھنے کا اصرار خلاف اصول وقانون ہے۔ عہدہ داران مقامی کو حق انتخاب ہے نہ کہ حق تقرر۔

(۵) محکمۂ صوبہ داری کی تحریک اس ضمن میں سالم اسکیل دلانے کی خلاف آئین ہے۔

(۶) نگرانی خواہ پیشی گماشتہ سے قاصر نہیں رہی۔ بلکہ بلاوجہ محکمۂ تحصیل نے منجانب سرکار ایک شخص کا تقرر کیا اور محکمۂ ڈویژن وضلع نے اس کو علحدہ کرنے سے انکار کر دیا اگر خدمات سرکار کو بہت پسندیدہ ہیں تو کوئی سرکاری خدمت عطاء کر دیجا سکتی ہے پٹہ دارہ کے حقوق کیوں تلف کردئے جائیں۔

لہذا استدعا ہے کہ بمنظوری نگرانی احکام تحت منسوخ ہو کر پیشی گماشتہ کے لئے اجازت مرحمت ہو۔

حکم عالیجناب منصرم صدر المہام بہادر مال۔

تمہید۔ وکیل نگرانی خواہ اور وکیل سرکار کی بحث سنی گئی اور کارروائی تحت دیکھی گئی۔

نگرانی خواہ ایک موضع کی کوتوالی ٹیلی کی پٹہ دارہ ہے اس نے گماشتہ پیش نہیں کی تو ایک شخص کا تقرر منجانب سرکار کر دیا گیا اس پر ایک ایسے شخص کو پیش کیا گیا جو شکایت کی بناء پر قبل ازیں علحدہ ہو چکا تھا اس کے تقرر سے انکار کیا گیا۔ نگرانی خواہ اس اصرار کے ساتھ محکمۂ صوبہ داری تک مرافعہ در مرافعہ پہونچی جہاں سے کوئی لحاظ نہیں ہوا۔ اب محکمۂ ہذا میں نگرانی پیش کی ہے۔

یہ صحیح ہے کہ پٹہ داران وطن کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی جانب سے گماشتہ پیش کریں اور جو گماشتہ پیش ہو وہ اہلیت رکھتا ہو اور اس موضع کے لئے موزوں ہو تو اس کا تقرر بحیثیت گماشتہ منظور کیا جائے۔ لیکن جہاں یہ صورت نہ ہو اصرار نہیں کیا جا سکتا اور

چمنا بائی
بنام
سرکار عالی

پیش شدہ گماشتہ ہی منظور کرلیا جائے - ظاہر ہے کہ خدمات دیہی کا تعلق انتظام سے ہے سرکار مجبور نہیں ہے کہ ناموزوں شخص کو ہی مقرر کرکے اپنے نظم کو خراب کرے -

نگرانی خواہ نے جب اہل شخص نہیں پیش کیا تو ایک شخص کا جس میں اہلیت اس کے تقرر کی ہے منجانب سرکار تقرر کر دیا گیا اور ایسا شخص بلا کسی خاص وجہ کے علٰحدہ نہیں ہوسکتا - چنانچہ یہی منشا گشتی محکمۂ ہذا نمبر (۲۶) واقع ۹ مہر ۱۳۱۳ ف کا ہے - البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ نگرانی خواہ اہل شخص کو پیش کرے تو اس کا تقرر ہوگا لیکن شخص کارگزار کو ایک معین مدت کی اس میں نوٹس دینی ہوگی - اس وقت تک اس کو انتظار کرنا ہوگا اور اس نوٹس کی اجرائی کی مدت عہدہ دار مجاز تقرر کے صوابدید پر (اپنے انتظامی مصالح پر غور کرتے ہوئے) ہوگی - پس اس میں یہی ہونا چاہئے -

اس کارروائی میں یہ دیکھا گیا کہ منجانب سرکار جو شخص مامور کیا گیا ہے اس کو سالم اسکیل دیا جا رہا ہے ایسا نہیں ہونا چاہئے - وطندار کے حق کا بھی خیال کرنا چاہئے -

عموماً لاوارث اوطان پر جن کا منجانب سرکار تقرر ہوتا ہے سالم اسکیل ان کو دلایا جاتا ہے - ایسے عارضی تقررات میں وطندار کے حق کا لحاظ رکھا جاتا ہے اس طرح کہ شخص کارگزار کو دو ثلث اور وطندار کو ایک ثلث اسکیل دیا جاتا ہے - اس میں بھی یہی عمل تا تقرر شخص پیشکردہ وطندار (نگرانی خواہ) ہونا چاہئے ورنہ وطندار کے حق پر (جو کہ سرکار نے دیا ہے) برا اثر پڑے گا - اس صراحت کے ساتھ - لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی ترمیماً منظور -

نگرانی صیغۂ مال

جیون خاتون — نگرانیخواہ لبت لوکا مولوی احمد سعید خاں صاحب وکیل

بنام

سید یعقوب میراں — طرفثانی لبت لوکا پنڈت انیاداس راؤ صاحب ایڈوکیٹ و مولوی حافظ ثابت علی صاحب وکیل

سنہ ۱۳۴۶ ف
نمبر مقدمہ ۲۳/۸۹
منفصلہ
۱۴ اسفندار/آبان
۱۳۴۶ ف

نگرانی بنا راضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبۂ میدک مورخہ ۱۰ ام فروردی ۱۳۴۶ ف -

جیون خاتون بنام سید یعقوب میراں

قبضہ کے جواز و عدم جواز کی بحث بصیغۂ مال نہیں ہوسکتی - اراضیات اُسی کے قبضہ میں واگذاشت ہونگی جس کے قبضہ سے لی گئی تھیں -

تجویز ہوئی کہ جبکہ نگرانی علیہ کے قبضہ سے اراضیات زیر بحث کو ضبط کیا گیا تھا تو بر وقت واگذاشت اُسی کے قبضہ میں اراضیات واپس ہوں گے بصیغۂ مال قبضہ کے جواز و عدم جواز کی بحث غیر متعلق ہے -

واقعات اینکہ سروے نمبر (۱۳۱-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۶-۱۳۷ اور ۱۳۸) واقع موضع زستان پور تعلقہ باغات کا پٹہ فتح خاتون کے نام تھا جس کا انتقال ۱۳۲۶ف میں ہوا اراضیات مذکور پر زائد از (سمسماء) بقایا ہونے سے ۱۳۳۵ف سے اراضیات وملگیات ضبط رہے منجملہ نمبرات مذکور الصدر کے سروے نمبرات (۱۳۶-۱۳۷) سید یعقوب میراں کے قبضہ میں چلے آرہے تھے ۱۳۴۴ف میں بقایا اور پٹہ دارہ کی وراثت کا تصفیہ ہوجانے سے جیون خاتون دختر پٹہ دارہ نے تحصیل میں درخواست پیش کی کہ نمبرات بعلت بقایا زیر نگرانی سرکار تھے چونکہ بقایا کا تصفیہ ہوچکا ہے اور وراثت ان کے نام منظور ہوچکی ہے جائداد ان کے حق میں واگذاشت کی جائے - بر بنا درخواست مذکور تحصیل سے مقدم پٹواری کو حکم دیا گیا کہ جائداد منضبط بحق جیون خاتون واگذاشت کی جائے -

یعقوب میراں کی جانب سے حکم تحصیل کی ناراضی سے ضلع میں مرافعہ پیش ہوا - صاحب ضلع نے اس بناء پر سروے نمبر (۱۳۶-۱۳۷) سید یعقوب میراں صاحب کے قبضہ سے ضبط ہوئے تھے - جیسا کہ پنچنامہ مورخہ ۴ ماہ مہر ۱۳۳۶ف سے ثابت ہے - نمبرات مذکور بحق جیون خاتون واگذاشت کرنے میں تحصیل سے فروگذاشت ہوئی ہے جو چیز جس کے قبضہ سے حاصل کی جائے اُس کی واگذاشت اسی کے حق میں ہونی چاہیے اس لئے مرافعہ منظور رائے تحصیل منسوخ کیا -

فیصلہ ضلع کی ناراضی سے محکمۂ صوبہ داری میں مرافعہ پیش ہوا تو صوبہ دار صاحب نے بایں وجوہ کہ منجانب مرافعہ علیہ اس کے قبضہ کے ثبوت میں ادائی ٹیکس صفائی اور تعمیر مکان کا اجازت نامہ پیش ہوا ہے نیز پنچنامہ تحصیل مؤید ہے بعلت بقایا اراضیات کی ضبطی

جیون خاتون بنام سید یعقوب میراں

عمل میں آئی تھی اور مرافعہ علیہ کے قبضہ سے ان اراضیات کا ضبط کونا ثابت اور مسلمہ ہے ایسی صورت میں سررشتۂ مال مجبور ہے کہ واگذاشت بھی اسی کے حق میں کرے جس کے قبضہ سے ضبط ہوئی ہے ۔ لہذا مرافعہ نامنظور کیا ۔

محکمۂ صوبہ داری کی ناراضی سے محکمۂ ہذا میں نگرانی پیش ہوئی جس کے عذرات اہم حسب ذیل ہیں ۔

عذرات

ف ۱ ۔ یہ کہ جس زمانہ میں فتح خاتون سے اراضیات زیر بحث کا حصول اور باجازت تعمیر کارخانہ کہا جاتا ہے ۔ اس زمانہ میں فتح خاتون صاحبہ پٹہ دارہ یا مجاز اجازت وعطاء اراضیات نہیں تھی اور نہ کوئی تعلق تھا ۔ فتح خاتون کسی طرح مجاز نہ تھیں ان امور پر محکمہ تحت نے کوئی التفات نہیں کیا ۔

ف ۲ ۔ یہ کہ قانوناً ادائی مالگزاری کا ذمہ دار ہے اور ضبطی بعلت بقایا از قبضہ پٹہ دار ہوں باوصف اس کے بقایا پٹہ دار سے لیا جائے اور یہ نوبت بہ نوبت واگذاشت ضبطی اراضیات غیر پٹہ دار کے قبضہ میں دئے جائیں خلاف قانون ہے ۔ استدعا ہے کہ بمنظوری نگرانی تجویز زیر نگرانی مصدرۂ صوبۂ ضلع منسوخ فرمائی جاکر تجویز تحصیل بحال و برقرار رہنے حکم فرمایا جائے ۔

حکم عالیجناب صدرالمہام بہادر مال ۔

تمہید ۔ سروے نمبرات (۱۳۶ و ۱۳۷) واقع موضع زمستان پور تعلقہ باغات کے قبضہ دہانی کی بحث ہے ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ دوسرے نمبرات کے ساتھ بعلت بقایا ان نمبرات کی ضبطی کا بھی عمل کیا گیا تھا بقایا بیباق ہونے پر واگذاشت ضبطی کے وقت تحصیل نے بحق نگرانی خواہ نمبرات مبحوثہ واگذاشت کردیا ۔ ضلع نے نگرانی علیہ کے مرافعہ پر بوقت عمل ضبطی چونکہ اراضیات مبحوثہ اسی کے قبضہ سے لینا ثابت ہوا اس لئے اسی کے حق میں واگذاشت کرنے کی تجویز کی اور صوبہ داری نے بھی بصیغہ مرافعہ تجویز ضلع بحال رکھی ہے اس کی ناراضی سے یہ نگرانی پیش ہوئی ہے ۔

جیون خاتون
بنام
سید یعقوب میراں

وکلا، صاحبان فریقین کی بحث بتاریخ ۱۷ ار امرداد ۱۳۴۶ف سماعت کی گئی ضلع و صوبہ داری نے بلحاظ روئداد مثل یہ طے فرمایا ہے کہ نگرانی علیہ کے قبضہ سے اراضیات زیر بحث کو ضبط کیا گیا تھا۔ اسی لئے اس کے حق میں واگذاشت کا حکم دیا گیا ہے۔ بصیغۂ مال قبضہ کے جواز و عدم جواز کی بحث غیر متعلق ہے۔

اور یہاں بصیغۂ نگرانی واقعاتی امور پر غور نہیں کیا جا سکتا۔ تجویز صوبہ داری متفقہ ضلع میں دست اندازی کی کوئی وجہ پائی نہیں جاتی۔ پس

حکم ہوا کہ

نگرانی نامنظور۔

نگرانی صیغۂ مال

چندر راؤ نگرانی خواہ بوکالت پنڈت سرینواس راؤ صاحب کاگل کر وکیل

بنام

کوٹاجی طرفثانی بوکالت پنڈت سرینواس راؤ صاحب شرما کونسل

نشان مثل ۸/۸۹ ف ۱۳۴۶
منفصلہ ۲۱؍ اسفندار ۱۳۴۷ف

گماشتہ کا تقرر۔ تقرر گماشتہ۔ اصلدار کی مرضی کے خلاف اس کے فرزند کا بحیثیت گماشتہ تقرر۔

تجویز ہوئی کہ اس میں شک نہیں ہے کہ پیش سازی گماشتہ اور اسکی علیحدگی کا اقتدار بالکلیہ اصلدار کو حاصل ہے۔ لیکن اگر پیران سالی کی وجہ سے خاص حالات کے تحت اصلدار کی مرضی کے خلاف اس کے فرزند کو مامور کرنے کی تجویز کی گئی ہو تو انتظامی نقطۂ نظر سے نامناسب نہ ہوگی۔

(۱) کملاوتی
(۲) مدن ہال
(۳) گرودڑ جاگیر
(۴) کوتاپور (۵) دیکھٹاپور

واقعات یہ ہیں کہ چندر راؤ نگرانی خواہ کے نام مواضعات مندرجۂ حاشیہ موقوعہ تعلقہ کنٹگی کی خدمات پٹواری گری کا بٹہ تھا اور نگرانی خواہ بوجہ ضعیف العمر ہونیکے اپنے بیٹے کوٹاجی راؤ نگرانی علیہ کو گماشتہ مقرر کیا تھا جو عرصہ (۲۰) سال سے اس خدمات کو انجام دیتا رہا۔

نگرانی بناراضی تجویز جناب صاحب صوبہ دار صاحب صوبۂ گلبرگہ شریف مورخۂ ۲۵ ر امرداد ۱۳۴۶ف۔

چندر راؤ
بنام
کوٹاجی راؤ

۱۳۴۵ ف میں بوجہ ختم مدت گماشتہ گری و باہمی ناچاقی نگرانی خواہ نے ذریعہ درخواست یہ استدعا کی کہ مواضعات نمبر (۱ تا ۳) کی خدمت پٹواری گری کی نسبت مسمیٰ اڑویا چاری گماشتہ مقرر کیا جائے اور مواضعات نمبر (۴ و ۵) کی گماشتہ گری دیو راؤ کو دیجائے۔

مندرجۂ بالا درخواست کے پیش ہونے پر نگرانی علیہ کوٹاجی راؤ نے عذرداری پیش کی کہ وہ عرصہ (۲۰) سال سے اس خدمت کو انجام دیتا رہا ہے و نیز نگرانی خواہ نے جن اشخاص کو گماشتہ مقرر کرنے کی استدعا کی ہے۔ منجملہ ان کے ایک شخص دیوراؤ ناخواندہ ہے اور اڑویا چاری کے متعلق سابق میں تحصیل سے اس کو گماشتگی نہ دینے کی نسبت احکام صادر کئے گئے ہیں۔ کوٹاجی راؤ نے مسلسل کارگزار کی حیثیت سے خود کے تقرر کی استدعا کی تحصیلدار صاحب نے بعد ملاحظہ کاغذات پیشکردہ یہ رائے ظاہر کی کہ:-

اڑویا چاری کی گماشتہ گری نامنظور اور دوسرا قابل کار گماشتہ پیش کرنے کے لئے پٹہ دار کو ہدایت دیجائے۔ دیوراؤ کے گماشتہ گری کی نسبت تحصیلدار صاحب نے ایک سال کے لئے تقرر کر کے ضلع سے منظوری چاہی اس عرصہ میں تحصیل کی تجویز سے ناراض ہوکر کوٹاجی راؤ نگرانی علیہ نے محکمۂ ضلع میں مرافعہ پیش کیا اور یہ ظاہر کیا کہ وہ پٹہ دار کا فرزند حقیقی ہے اور مسلسل (۲۰) سال سے خدمت کو انجام دیتا آرہا ہے۔ پٹہ دار کو چند بداندیشوں نے ورغلاتا ہے جس کی بناء پر اُس نے یہ درخواست پیش کی ہے اول تعلقدار صاحب ضلع نے یکطرفہ بحث سماعت فرماکر یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ نگرانی علیہ جو (۲۰) سال سے بحیثیت گماشتہ خدمت انجام دیا ہے۔ اس کو الگ کر کے دوسرے کو گماشتہ مقرر کرنا غور طلب ہوجاتا ہے۔ نگرانی خواہ کا مجرد بیان ناتفاقی یا عدم پرورش کے مدنظر گماشتہ گری سے اس کا انکار وہ بھی ایک مدت کے بعد یہ نگرانی خواہ کا ایک ایسا فعل ہے جس کے اسباب کوٹاجی راؤ فرزند کی جانب سے جو بیان کئے گئے ہیں اُن کے باور کرنے کے لئے کافی وجوہ ہوسکتے ہیں۔ شاستراً بیٹے کا حق پیدائش سے ہی پیدا ہوجاتا ہے۔

باپ اپنے بیٹے کی موجودگی میں وطن کسی اور کے نام منتقل کراسکتا ہے اور نہ کسی کی

چندر راؤ بنام کوٹاجی راؤ

شکمی قائم کراسکتا ہے باپ کی عدم پرورشی کا انسداد اس طرح ہوسکتا ہے کہ کوٹاجی راؤ فرزند کو گماشتہ منجانب سرکار مقرر کیا جائے جس کو دو ثلث اسکیل ملیگا اور باپ کو ایک ثلث حصہ بطور حق مالکانہ ملیگا ۔لہذا مرافعہ منظور۔

تجویز ضلع کی ناراضی سے چندر راؤ نگرانی خواہ نے محکمۂ صوبہ داری میں مرافعہ ثانی پیش کیا جناب صوبہ دار صاحب نے یہ فیصلہ فرمایا کہ نزاع فیمابین فرزند و پدر ہے ۔ زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ ایک ہی فرزند ہے جو بحیثیت گماشتہ عرصہ (۲۰) سال سے خدمت انجام دیرہا ہے معلوم نہیں کہ کیا تکلیف اپنے پدر کو اس نے پہونچائی ہے کہ وہ علحدہ اپنے پسر کو کرکے دیگر گماشتہ پیش کرنا چاہتا ہے اوطان کے تقرر کے وقت ہم کو زیادہ تر انتظامی نقطۂ نظر پر توجہ کرنا چاہیئے اور اسی اصول کو تعلقدار صاحب نے پیش نظر رکھا ہے مرافع (۸۰) سالہ ضعیف اور ناخواندہ ہے اسلئے اپنے جانب سے پسر کو سابق میں گماشتہ گری کی خدمت کے لئے پیش کیا تھا ۔بہرحال ایک اسّی سالہ پدر کو (۲۰) سالہ کارگزار لڑکے کی علحدگی کی درخواست پیش کرنا ضرور سخت تکلیف پہونچنے کا نتیجہ ہے ۔

لیکن تعلقدار صاحب نے جو تصفیہ کیا ہے وہ انتظامی نقطۂ نظر سے درست ہے ۔ ایسی حالت میں کسی قسم کی دست اندازی کی ضرورت نہیں پائی جاتی ۔لہذا مرافعہ نامنظور۔

تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے چندر راؤ نے محکمۂ ہذا میں درخواست نگرانی پیش کی جس کے اہم عذرات حسب ذیل ہیں ۔

عذرات

(۱) یہ کہ ایک عام مسلمہ اصول یہ ہے کہ خلاف مرضی وطندار اس کا مقرر کردہ گماشتہ ہرگز مامور بکار نہیں رہ سکتا ۔

(۲) یہ کہ متعدد نظائر میں یہ طے کیا گیا ہے کہ بٹہ دار کے خلاف مرضی کوئی شخص گماشتہ مقرر نہیں کیا جاسکتا ۔

(۳) یہ کہ صوبہ داری و ضلع سے ایک ایسا اختیار عمل میں لایا گیا ہے جو قانون کی رو سے حاصل نہ تھا اس لئے بصیغۂ نگرانی دست اندازی لازمی ہے ۔

چندر راؤ
بنام
کوناجی راؤ

حکم عالیجناب صدرالمہام بہادر مال۔

تمہید۔ وکیل صاحبان فریقین کی بحث بتاریخ ۱۸ اردی ۱۳۴۷ف سماعت کی گئی۔ تقرر گماشتہ منجانب اصلدار کی بحث ہے۔ لیکن گماشتہ اصلدار کا فرزند اور (۲۰) سال سے ان خدمات کو بحیثیت گماشتہ منجانب اصلدار انجام دیا ہے ختم مدت پر اس کو علحدہ کر کے دوسرے اشخاص کا نام پیش کیا گیا جس کو تحصیل نے منظور کیا۔ ضلع نے بصیغۂ مرافعہ فرزند کی گماشتگی حسب سابق قائم رکھکر ایک ثلث حصہ بابتہ حق مالکانہ راست خزانۂ تحصیل سے اصلدار کو دلانے کا تصفیہ فرمایا صوبہ داری نے بھی بصیغۂ مرافعہ اس تجویز ضلع کو بحال رکھا ہے۔ جس کی ناراضی سے یہ نگرانی پیش ہوئی ہے اس میں شک نہیں ہے کہ پیش سازی گماشتہ اور اس کی علحدگی کا اقتدار بالکلیہ اصلدار کو حاصل ہے۔ لیکن یہاں اصلدار کی پیرانہ سالی کی وجہ سے ضلع اور صوبہ داری نے خاص حالات کے تحت اصلدار کی مرضی کے خلاف اس کے فرزند کو مامور کرنے کی تجویز کی ہے جو انتظامی نقطۂ نظر سے نامناسب نہیں ہے۔ لہذا تجویز تحت میں بصیغۂ نگرانی دست اندازی کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ پس

حکم ہوا کہ

نگرانی نامنظور۔

مرافعہ صیغۂ مال

۱۳۴۷ف
نشان مثل ۳۱ / ۴۷-۸
منفصلہ ۲۳ اردی بہشت ۱۳۴۷ف

رگھوناتھ — مرافع بوکالت مولوی سراج الحسن صاحب وکیل

بنام

چتربھوج — مرافعہ علیہ بوکالت مولوی عبدالقوی صاحب وکیل

ڈگریدار نے باجازت عدالت بولی بولی ہو تو اُس میں کوئی بیضابطگی نہیں ہوتی۔

تجویز ہوئی کہ جس ڈگری عدالت کی بنا پر اراضیات کا ہراج ہوا اور باجازت عدالت ڈگریدار کو بولی بولنے کا موقع دیا گیا۔ چنانچہ ڈگریدار کے نام سے ضلع سے سہ بارہ منظور ہوا اس میں کوئی بیضابطگی نہیں ہوئی ہے۔ جسکی نسبت دست اندازی کی جاسکے۔

رگھو ناتھ بنام چتربھوج

مختصر واقعات مقدمۂ ہذا یہ ہیں کہ مرافعہ علیہ نے مبلغ ۶۱۲۸ روپیہ ۶ آنہ کی ڈگری بمقابلہ مرافع عدالت سشن اورنگ آباد سے حاصل کی۔

دفتر ضلع میں ڈگری بغرض تعمیل وصول ہوئی۔ اول تعلقدار ضلع اورنگ آباد نے بذریعہ مراسلہ ۶۷۵ مورخہ ۲۰ فروردی ۱۳۴۲ ف تحصیل اورنگ آباد کو ڈگری مذکورۂ بالا کی تعمیل کے لئے حکم دیا۔

رگھوناتھ مرافع مدیون نے بذریعہ درخواست مورخہ ۹ شہریور ۱۳۴۳ ف تحصیل میں رجوع ہو کر مستدعی ہوا کہ تحت دستور العمل کاشتکاران وہ رقم ڈگری بذریعہ اقساط ادا کرنا چاہتا ہے اور قانوناً دستور العمل امداد کاشتکاران مستفید ہونے کا مستحق ہے۔

اس درخواست پر تحصیلدار صاحب نے ذریعہ مراسلہ ۲۶ مورخہ ۶ آذر ۱۳۴۳ ف صاحب ضلع کو توجہ دلائی کہ:-

" مدیون تحت قانون کاشتکاران سے مستفید ہونا چاہتا ہے۔ زر مالگزاری اندرون (ماصہ) ادا کرتا ہے۔ اس لئے کارروائی لائق واپسی عدالت مجاز ہے "

تحریک تحصیل بالا کا جواب صاحب ضلع نے ذریعہ مراسلہ ۹۶۹ مورخہ ۷ خورداد ۱۳۴۳ ف حسب ذیل دیا۔

" مدیون بضمن اقساط کا تصفیہ عدالت میں رجوع ہو کر کرا سکتا ہے اور تحصیل کو ضابطہ کے تحت کارروائی کرنا چاہئے "

من بعد تحصیلدار صاحب نے تختہ جات اجازت نیلام روانہ صدر کئے جس کی منظوری جناب صوبہ دار صاحب نے بتاریخ ۳۰ فروردی ۱۳۴۲ ف صادر کی۔

حسبہ تحصیل سے نیلام اراضی مدیون کی کارروائی کی گئی اور اس کے اراضیات مرافعہ علیہ کے نام برقم (سمعہ) دوبارہ ہراج کیا۔ لیکن ہنوز سہ بارہ کی منظوری ضلع سے صادر نہ ہونے پائی تھی کہ مدیون نے ضلع میں بتاریخ ۳۱ شہریور ۱۳۴۴ ف بدیں مضمون درخواست پیش کی کہ:-

" دراصل یہ اراضیات زائد قیمت کی اس وقت ہیں اور اگر ہنگام پر یہ اراضیات ہراج ہوں

رگھوناتھ
بنام
چتربھوج

تو اس سے زائد رقم آسکتی ہے۔ بہرحال اس وقت جو نیلام ہوا ہے وہ کسی طرح قابل بحالی نہیں ہے۔ ان اراضیات کے خواہشمند بہت ہیں وغیرہ" اس لئے نیلام کے ملتوی کرنے کی استدعا دکی۔

ضلع سے ذریعہ مراسلہ ۱۰۰۷ مورخہ ۱۱ آبان ۱۳۴۴ف سہ بارہ کی منظوری صادر کی گئی۔ مندرجۂ بالا تجویز ضلع کی ناراضی سے رگھوناتھ مدیون نے محکمۂ صوبہ داری میں مرافعہ پیش کیا چونکہ موجودہ صوبہ دار صاحب نے اس کارروائی کا تصفیہ بحیثیت صاحب ضلع کیا تھا اور وہ اپنی تجویز کا مرافعہ سماعت کرنے کے مقتدر نہ تھے۔ اس لئے صاحب موصوف نے کارروائی کو محکمۂ ہذا میں بغرض تصفیہ روانہ کیا۔

مرافع کے عذرات اہم حسب ذیل ہیں۔

عذرات

(۱) یہ کہ نیلام کی منظوری اور سہ بارہ نیلام دونوں بیضابطہ ہیں۔

(۲) یہ کہ اراضیات بہت قیمتی ہیں اور ڈکریدار نے چالاکی سے اپنے نام بولی بولکر اراضیات خریدا ہے جس سے مدیون پر بیجا سختی ہوئی ہے۔ لہذا

استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ تجویز تحت منسوخ فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب منصرم صدرالمہام بہادر مال۔

تمہید ۱۳۴۷ف - بوجہ غیرحاضری مرافع وکیل صاحب مرافعہ علیہ کی یکطرفہ بحث بتاریخ ۸ رفروردی سماعت کی گئی۔

ڈکری عدالت کی بناء پر اراضیات مبحوثہ کا ہراج ہوا اور باجازت عدالت ڈکریدار کو ہراج میں بولی بولنے کا موقع دیا گیا۔ چنانچہ ڈکریدار کے نام سہ بارہ ضلع سے منظور ہوا۔ اس کی ناراضی سے صوبہ داری میں مدیون ڈکری نے مرافعہ کیا۔ لیکن چونکہ جناب صوبہ دار صاحب نے بحیثیت تعلقدار ضلع منظوری سہ بارہ کی تجویز صادر فرمائی تھی۔ اس لئے مرافعہ یہاں منتقل ہوا۔

کارروائی ہراج میں کوئی بیضابطگی نہیں پائی گئی۔ اعذار مرافعہ قابل لحاظ نہیں پائے جاتے

پس حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور۔

نگرانی صیغۂ مال

سنہ ۱۳۴۶ ف
نمبر مقدمہ ۵۴/۸۹
منفصلہ ۱۴ ؍ اسفندار ۱۳۴۷ ف

گوپال راؤ — نگرانی خواہ بوکالت مولوی میر اکبر علیخاں صاحب کونسل

بنام

ناگو راؤ — طرفثانی بوکالت مولوی سید سراج الحسن صاحب ترمذی وکیل

راست وارث کو ترجیح دیجانا۔ پیدائش کے ساتھ حقوق کا حاصل ہونا۔ باپ کی موجودگی میں فرزند کلاں کے انتقال کا کوئی اثر نہ ہونا۔

تجویز ہوئی کہ وراثت میں راست وارث کو دیکھا جاتا ہے اور اہل ہنود میں پیدائش کے ساتھ ہی وراثت کے حقوق اُس کی جائداد موروثی میں حاصل ہو جاتے ہیں باپ کی موجودگی میں فرزند کلاں کے انتقال سے اس کے ورثاء اپنے حقوق وراثت سے محروم نہیں ہوتے ہیں۔

شجرۂ خاندان حسب ذیل ہے۔

مہپت رنگناتھ راؤ

مادھو راؤ فوت — گوپال راؤ نگرانی خواہ — گوبند راؤ

(مادھو راؤ فوت:) ناگو راؤ نگرانی علیہ — وشنو

واقعات مقدمۂ ہذا یہ ہیں کہ مہپت راؤ شفیع پورہ مالیگاؤں ڈھوکا لکا پٹہ دار پٹواری تھا ابتداءً اس نے بحین حیات منتقلی وطن کی درخواست بدیں استدعا پیش کی کہ موضع مالیگاؤں کا پٹہ ناگو راؤ نگرانی علیہ کے نام اور شفیع پور کا پٹہ گوپال راؤ فرزند (نگرانی خواہ) کے نام کیا جا کر اول الذکر کے ساتھ وشنو کی شکمی اور آخر الذکر کے ساتھ گوبند راؤ کی شکمی قائم رکھکر اس کی منظوری چاہی۔ لیکن اس منتقلی کی منظوری صادر نہ ہونے پائی تھی کہ درخواستگذار کا انتقال ہو گیا اور کارروائی

نگرانی بناراضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبۂ اورنگ آباد مورخۂ ۹ مہر ۱۳۴۶ ف۔

گوپال راؤ
بنام
ناگو راؤ

منتقلی وطن ختم کی جا کر کارروائی وراثت آغاز کی گئی دوران کارروائی وراثت میں گوپال راؤ رجوع ہو کر اپنے متوفے والد کی درخواست کے مطابق تصفیہ کرنے کی خواہش ظاہر کی لیکن ناگوراؤ نگرانی علیہ نے درخواست پیش کی کہ درخواست منتقلی وطن اس کے بلا علم پیش کی گئی ہے۔ لہذا اس پر عمل نہ فرمایا جائے۔ کیونکہ تصفیہ بلحاظ کلانیت ہونا چاہئے۔

تحصیلدار صاحب نے بعد قلمبندی اظہار و عوبداران یہ رائے دی کہ وراثت میں وارث قریب دیکھا جاتا ہے۔ ناگوراؤ نگرانی علیہ نبیرہ وارث قریب اور بوجہ کلانیت مستحق وراثت ہے پٹہ اس کے نام ہو اور فرزندان گوپال راؤ وغیرہ اس کی شکمی میں رہیں گے و نیز دشنو اپنے برادر کلاں کی شکمی میں رہکر حصہ پائے گا۔

رائے تحصیل سے ڈویژن افسر صاحب نے بھی اتفاق کیا۔

تجویز ڈویژن کی ناراضی سے محکمۂ صوبہ داری میں مرافعہ پیش ہوا جو حالیہ احکام مرممہ قانون مالگزاری کے تحت ضلع میں منتقل کیا گیا۔

صاحب ضلع نے اس توجیہ سے کہ فرزندان متوفے تین ہیں۔ اوطان صرف ۲ دو ہیں اس لحاظ سے تقسیم ناممکن ہے مرافعہ نامنظور فرمایا۔

ضلع کی تجویز کی ناراضی سے محکمۂ صوبہ داری میں مرافعہ ثانی دائر کیا گیا۔

جناب صوبہ دار صاحب نے یہ فیصلہ فرمایا کہ تقسیم اوطان کوئی لازمی نہیں ہے اور جبتک بمصالح انتظام اسکی ضرورت نہ ہو اس پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے ان واقعات کے لحاظ سے تجویز ضلع درست ہے۔ لہذا نامنظور۔

فیصلہ صوبہ داری کی ناراضی سے گوپال راؤ نگرانی خواہ نے محکمۂ ہذا میں درخواست نگرانی پیش کی ہے جس کے اہم عذرات حسب ذیل ہیں۔

عذرات

(۱) یہ کہ دستور العمل پٹیل پٹواریاں میں اس کی صراحت ہے کہ جب ایک سے زیادہ اوطان ہوں تو ان کی تقسیم کردیجا سکتی ہے۔

(۲) یہ کہ بلحاظ حالات خاندانی اور عمل تقسیم جو بزمانہ مورث فریقین ہوا تھا اوطان کی

گوپال راؤ
بنام
ناگوراؤ

تقسیم کر دینا قرین صواب تھا جس سے نہ صرف خواہش مورث کی منظوری ہوتی بلکہ کاروبار سرکاری میں بھی سہولت ہوتی۔

حکم عالیجناب صدر المہام بہادر مال۔

تمہید - وکیل صاحبان فریقین کی بحث بتاریخ ۱۰ اردی بہشت ۱۳۴۷ف سماعت کی گئی۔

وراثت میں راست وارث دیکھا جاتا ہے اور اہل ہنود میں پیدائش کے ساتھ ہی وراثت کے حقوق اس کی جائداد موروثی میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ باپ کی موجودگی میں فرزند کلاں کے انتقال سے اُس کے ورثا اپنے حقوق وراثت سے محروم نہیں ہوتے ہیں اس لحاظ سے فرزند کلاں کے بیٹے کے نام وراثتاً اوطان کا بٹہ منظور کر کے اسکی نشکی میں اُس کے چچاؤں کا نام شریک کیا گیا ہے اور اس رائے سے سلسلہ وار صوبہ داری تک اتفاق کیا گیا ہے اور تقسیم اوطان کے متعلق جن وجوہ پر انکار کیا گیا ہے وہ بھی واجبی ہیں پس

حکم ہوا کہ

نگرانی نامنظور۔

مرافعہ صیغۂ مال

۱۳۴۶ف
فشان مثل ۶۹/۸۷
منفصلہ ۱۶ ماردی بہشت ۱۳۴۷ف

محمد وزیر مرافع بوکالت مولوی سید احمد صاحب وکیل

بنام

سرکار عالی مرافعہ علیہ بوکالت مولوی عبد اللہ پاشا صاحب وکیل

سرکار کے خلاف حق ثابت کرنے کا بار ثبوت دعویدار پر ہونا - بار ثبوت -

تجویز ہوئی کہ جبکہ کوئی اراضی عرصۂ دراز سے سرکاری قبضہ میں ہو اور سرکار ہی اُس سے فائدہ اُٹھا رہی ہو تو ایسی صورت میں دعویدار جاگیردار کا یہ فرض ہے کہ اُس کے خلاف اپنے استحقاق کو ثابت کرے۔

واقعات مقدمۂ ہذا یہ ہیں کہ محمد وزیر وغیرہ مرافعان نے جو کہ خادمان درگاہ حضرت شیخ جلال الدین ہے بتاریخ ۴ اسفندار ۱۳۴۳ف اول تعلقدار صاحب ضلع اورنگ آباد

مرافعہ بنا راضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبہ اورنگ آباد مورخہ ۳ ہر تیر ۱۳۴۶ف

محمد وزیر
بنام
سرکار عالی

کی خدمت میں ایک درخواست بدیں مضمون پیش کی کہ :-

موضع سولی بھن جاگیر معہ مزرعہ ذریعہ منتخب نمبر (۱۱۲۶) بابتہ ۱۲۹۸ف کاملاً بحال ہے اس موضع کے پہاڑوں کے بالائی سطحی حصہ میں گھانس ہوتی ہے جو رمنہ جات جنگلات سولی بھن کے نام سے موسوم ہے۔

قبل ازیں سرکار نے ضرورتاً چند رمنہ جات علاقہ دیوانی وغیرہ کو محفوظ فرمایا تھا جس میں یہ رمنہ جات بھی شریک ہیں چونکہ اب سرکار کو حفاظت کاہ کی ضرورت نہیں ہے اور سرکاری رمنہ جات بھی موجود ہیں اس لئے دیگر علاقہ کے رمنہ جات یعنی رمنہ چوکہ دیڑور حال ہی میں مسترد کر دئے گئے ہیں اس طرح ہمارے رمنہ جات کے استرداد کے لئے بھی حکم صادر فرمایا جائے۔

اس درخواست کے پیش ہونے پر صاحب ضلع نے تحصیل کو بعد تحقیقات رپورٹ روانہ کرنے لکھا۔

تحصیلدار صاحب تعلقہ اورنگ آباد نے جو رپورٹ روانہ کی اس کا ماخذ حسب ذیل ہے

"موضع سولی بھن تعلقہ اورنگ آباد کے حدود میں آخری سرحد پر واقع ہے اور اس کے مزرعہ کی پیمائش نہیں ہوئی۔ اس جاگیر کے حدود میں دو رمنہ جات ہیں۔ شہادت لسانی و دستاویزی سے ہر دو رمنہ جات جاگیر میں واقع ہونا اور قبل از تصرف سرکار جاگیرداران یعنی خدامان کا قبض و تصرف ثابت ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کنٹنجنٹ کے زمانہ میں ان رمنہ جات کو باغراض فوج لیا گیا تھا جب کنٹنجنٹ کی فوج برخاست ہوگئی تو اس کے بعد سے ان رمنہ جات کا گھانس سرکار کی جانب سے ہراج ہوتا ہے۔ خدام اب بیدار ہوئے ہیں۔ اور اپنے حقوق کے طالب ہیں بروئے سند کامل موضع بلا مداخلت سرکار بحال ہوا ہے معلوم نہیں کہ کن احکام کی بناء پر اور کن شرائط کے تحت یہ رمنہ جات کنٹنجنٹ کو دئے گئے تھے اور بعد برخاست کنٹنجنٹ بحق جاگیر کیوں مسترد نہیں ہوئے اور سرکار سے کس بناء پر اس کا ہراج کیا جارہا ہے۔ ان رمنہ جات میں سے ایک رمنہ کا ۱۳۲۲ف میں بوجہ قحط محفوظ کیا جاکر سرکار کی جانب سے گھانس کٹائی ہونا ظاہر ہے تحصیلدار صاحب کی رائے میں

محکمۂ وزیر بنام سرکارعالی

رمنہ جات مذکور الصدر بحق جاگیر واگذاشت ہونا پایا گیا۔

مندرجۂ بالا رپورٹ کے پیش ہونے پر صاحب ضلع نے بتاریخ ۲۵ر امرداد ۱۳۴۳ف یہ تجویز کی کہ :۔

" خدام کو چاہیئے کہ اول اس موضع مزرعہ کی پیمائش باقاعدہ کرائیں اس کے بعد یہ رمنہ جات اگر حدود موضع میں برآمد ہوں تو اُس وقت اس کے استرداد کے واقعات پر سابقہ کارروائی کے لحاظ سے غور ہو سکتا ہے جبتک باقاعدہ پیمائش بندوبست نہ ہو کوئی لحاظ نہیں ہو سکتا "

تجویز ضلع کی ناراضی سے خدامان نے محکمۂ صوبہ داری میں مرافعہ پیش کیا۔

جناب صوبہ دار صاحب (نواب فخر جنگ بہادر مرحوم) نے بتاریخ ۲۵ر امرداد ۱۳۴۴ف بعد سماعت بحث حسب ذیل فیصلہ کیا۔

" صاحب ضلع نے جو تجویز فرمائی کہ قابضان موضع کو چاہیئے کہ اس موضع کی پیمائش کرائیں وہ بلحاظ مسئلہ زیر بحث خلاف انصاف ہے اس موضع کے اطراف چونکہ خالصہ کے مواضعات ہیں اس لئے خالصہ کے مواضعات کے حدود میں اگر یہ رمنہ جات داخل نہیں ہیں تو لازماً یہ نتیجہ نکلیگا کہ یہ رمنہ جات موضع سولی بھمن ہی کے حدود میں واقع ہیں "

اب رہی یہ بات کہ رمنہ کس زمانہ سے اور کن وجوہ کی بناء پر منجانب سرکار ہراج ہو رہے ہیں مناسب ہوگا کہ تحصیل کی سابقہ کردیوں اور دیگر کاغذات سے اس کا پتہ چلایا جائے اور دیکھ لیا جائے کہ ان رمنوں کو کیا سرکار نے کچھ معاوضہ دیکر جاگیر سے حاصل کیا تھا یا کیا ہے لہذا حکم ہوا کہ مرافعہ ترمیماً منظور۔

مندرجۂ بالا فیصلہ صوبہ داری کی بناء پر بتوسط ضلع تحصیل سے مکرر دریافت عمل میں آئی۔

تحصیل نے ذریعہ مراسلہ نمبر ۱۰۴۸ مورخۂ ۱۳ر اسفندار ۱۳۴۵ف ضلع کو یہ جواب دیا کہ :۔

" کردیات و کاغذات سابقہ محکمۂ ہذا کی تلاش کی گئی محکمۂ ہذا میں ایسا کوئی مواد برآمد نہیں ہوا جس سے یہ خیال کیا جاسکے کہ ہر دو رمنہ جات واقع موضع سولی بھمن سرکاری معاوضہ دیکر لئے گئے ہوں اگر سرکار سے کوئی معاوضہ رمنہ جات زیر بحث کا دیا گیا ہوتا یا علاقہ جاگیر سے

محمد وزیر بنام سرکار عالی

بحق سرکار یہ رمنہ جات لئے گئے ہوتے تو لازماً کاغذات و نقشہ بندوبست میں اس کا داخلہ ہوتا اور صحیح رقبہ اور پیمائش کا سروے نمبر اور اس رمنہ جاگیری کو کسی علاقہ سرکار عالی سے تعلق تبلایا جاتا باوجود مکرر تلاش کے بھی کوئی ایسا داخلہ یا مواد ہمدست نہیں ہوا جسکی بناء پر ان رمنہ جات کا معاوضہ دیا جانا یا علاقہ خالصہ میں شریک کیا جانا ثابت ہوسکے بلکہ اس کے خلاف اسناد و منتخب انعام و منتخب بحالی کامل موضع و دیگر شہادت لسانی و تحریری سے یہ ہر دو رمنہ جات موضع سولی ہمن جاگیر کے ہونا ثابت ہے اس لئے بوجوہات بالا ہر دو رمنہ جات بحق جاگیر لائق واگذاشت ہیں۔

اس رپورٹ کے پیش ہونے پر صاحب ضلع نے سررشتۂ جنگلات سے بھی دریافت کرنے حکم دیا اور سررشتہ جنگلات نے اس کے متعلق اس کے پاس کوئی مواد نہ ہونا تبلایا۔

تحصیل کی رپورٹ اور سررشتۂ جنگلات کے جوابات وصول ہونے کے بعد صاحب ضلع نے ذریعہ مراسلہ ۱۵۸۲ مورخۂ ۲۹ر خورداد ۱۳۴۶ف جناب صوبہ دار صاحب کو توجہ دلائی کہ محکمۂ گرامی نے رمنہ جات کو جاگیر کی ملکیت قرار فرمایا ہے اس لئے ان رمنہ جات کے واگذاشت بحق جاگیر کی منظوری صادر فرمائی جائے یہ رمنہ جات حدود جاگیر میں واقع ہیں اور کسی دوسرے متصلہ موضع کے کاغذات یا نقشہ میں بھی ان کا اندراج نہیں ہے۔

اس مراسلہ کے وصول ہونے پر محکمۂ صوبہ داری سے ذریعہ مراسلہ ۱۵۵۰ مورخہ ۳ر تیر ۱۳۴۶ف حسب ذیل جواب ادا کیا گیا۔

"جب ایک عرصہ سے یہ رمنہ جات منجانب سرکار سراج ہو رہے ہیں اور جاگیر کی طرف سے یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ ان کے علاقہ سے کب اور کن حالات کے تحت خارج ہوئے تو اب ان رمنہ جات کو علاقہ جاگیر میں مسترد نہیں کیا جاسکتا۔

علاقہ جاگیر کا ادعاء بالکل ضعیف اور ناقابل قبول ہے۔ اس لئے باجرائی فہمائش کارروائی ختم کی جائے۔ رمنہ جات بدستور علاقۂ دیوانی میں رہیں گے۔"

محمد وزیر
بنام
سرکار عالی

مندرجۂ بالا تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے محمد وزیر وغیرہ نے محکمۂ ہذا میں مرافعہ پیش کیا جس کے عذرات اہم حسب ذیل ہیں۔

عذرات

(۱) یہ کہ جبکہ کامل موضع جاگیر اور بروئے اسناد دریافت انعام بذریعہ منتخب ع ۱۱۶۶ بابتہ ۱۲۹۸ف تاریخ عطاء سے آج تک بحال و برقرار چلا آرہا ہے اُس کے ایک جزو پر قبضہ کرلینا اور اُس کے استرداد سے انکار فرمانا شریک خالصہ کرنے کے مماثل ہے جس کا حق و اختیار صوبہ دار صاحب کو نہیں ہے۔

(۲) یہ کہ اس جزو جاگیر کے نہ تو شرکت خالصہ کا حکم ہے نہ کوئی معاوضہ دیا گیا نہ سرکار کو رمنوں کی کوئی ضرورت باقی رہی تو اُس کی واپسی سے انکار منشار عطاء و اسناد شاہی کے منافی ہے۔

حکم عالیجناب منصرم صدر المہام بہادر مال۔

تمہید۔ وکیل صاحبان فریقین کی بحث بتاریخ ۱۶ اردی بہشت ۱۳۴۷ف سماعت کیگئی۔ جاگیر غیر بندوبست شدہ ہے۔

رمنہ زیر بحث جاگیر کا ثابت نہیں ہے گو حدود جاگیر میں مرافعہ ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن سرکاری قبضہ میں عرصہ سے ہے اور سرکار ہی اس سے استفادہ کررہی ہے۔ اب جاگیردار کا یہ فرض ہے کہ اس کے خلاف اپنے استحقاق کو ثابت کرے جاگیر کی جانب سے قرار واقعی ثبوت ایسا بہم نہیں پہونچایا گیا ہے جس سے جاگیر کا حق استفادہ و ملکیت مستنبط ہو۔ ایسی حالت میں تجویز صوبہ داری ناقابل دست اندازی اور مرافعہ ناقابل منظوری پایا جاتا ہے پس حکم ہوا کہ مرافعہ نامنظور۔

نگرانی صیغہ مال

محمد حسین نگرانی خواہ بوکالت مولوی محمد جان صاحب قریشی وکیل
بنام
محمد عبدالرحمن طرفثانی بوکالت مولوی محمد عبدالرحمن صاحب وکیل

۱۳۴۶ف
نشان مثل ۲۹/۸۹
منفصلہ ۲۳ر اسفندار ۱۳۴۷ف

نگرانی بناراضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبۂ میدک مورخۂ ۹ر خورداد ۱۳۴۶ف۔

محمد حسین
بنام
محمد عبدالرحمن

قانون مرمہ مالگزاری نشان (۴) بابتہ ۱۳۴۵ف کا دفعہ (۵۴) قانون مالگزاری پر اثر ۔

تجویز ہوئی کہ اس قیاس کے قائم کرنے کی کوئی وجہ پائی نہیں جاتی ہے کہ قانون مرمہ مالگزاری نشان (۴) بابتہ ۱۳۴۵ف کے ذریعہ ان ابتدائی اصولوں کی جو دفعہ (۵۴) قانون مالگزاری اراضی میں درج ہیں تنسیخ عمل میں آئی ہے یا یہ کہ اپنے صوابدید پر کسی خاص درخواستگزار کا انتخاب کرنے میں عہدہ داران مال کو آزادی دی گئی ہے ۔

واقعات مقدمۂ ہذا یہ ہیں کہ اراضی سروے نمبر (۱۴۴) موازی (۱۵ عہ گنٹہ) محاصلی (للعہ) تری تحت تالاب خارج از کھاتہ واقع موضع گنٹگور تعلقہ نلگنڈہ کے پٹہ کے متعلق تحصیل میں منجانب گوپال راؤ و من بعد محمد حسین و عبدالرحمن درخواستیں پیش ہوئیں اولاً ضلع سے محمد حسین کو تا تصفیہ پٹہ یکسالہ کاشت کی منظوری دی ۔ من بعد ضلع سے ذریعہ مراسلہ نمبر ۶۶۵ مورخہ ۱۳ ارتیر ۱۳۴۵ف تحت دفعہ (۵۴) کارروائی کرنے کا حکم صادر کیا گیا۔

تحصیل سے یہ استفسار کیا گیا کہ اولاً محمد حسین کو کاشت یکسالہ کی اجازت دی گئی اور اس کے بعد تحت دفعہ (۵۴) عمل کرنے حکم ہوا ہے اور اس حکم سے محمد حسین کو جو اجازت دی گئی ہے وہ کالعدم تصور کی جائے یا کیا؟ ۔

جواباً ضلع نے یہ حکم دیا کہ اگر قبل از ہراج ہو جائے تو اجازت کالعدم ورنہ بعد درو فصل ہراج گیرندہ کو قبضہ دلایا جائے گا ۔

بہ تعمیل حکم ضلع تحصیل سے ہراج حق مقابضت کا اشتہار اجرا کیا گیا بتاریخ ۲۰ شہریور ۱۳۴۵ف محمد حسین نے ضلع میں درخواست پیش کی اور یہ ظاہر کیا کہ گوپال راؤ برادر حلدار پٹواری و عبدالرحمن دیسمکھ ذی اثر وطندار ہیں اگر اراضی نیلام ہو جائے گی تو سائل محروم ہو جائے گا نیز وہ دو سال سے قابض رہکر رقم سرکاری ادا کر رہا ہے ۔ ضلع سے اصل درخواست بدیں شرح تحصیل کو روانہ کی گئی وہ مقبوضہ نمبر ہے اور دو سال سے قبضہ ہے تو ہراج کے کون وجوہ ہیں رپورٹ کی جائے اور بصورت قبضہ دو سالہ درخواستگزار (محمد حسین) کے نام بلا ہراج پٹہ کیا جائے ۔

محمد حسین
بنام
محمد عبدالرحمن

حسبۂ تحصیل سے اراضی مابہ البحث کا پیٹہ محمد حسین کے نام کیا گیا ۲۲۸۱ مورخہ ۲۰ شہریور ۱۳۴۵ ف ۔

بنا راضی تجویز تحصیل عبدالرحمن نے ضلع میں مرافعہ دائر کیا ضلع نے یہ تجویز کی کہ قبل ازیں احکام قطعی ہو چکے ہیں اور عبدالرحمن کا قبضہ نہیں رہا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ متمول اشخاص اپنی مضرت رساں کارروائی کی بناء پر تحت دفعہ (۵۴) کارروائی کی جائے ۔ لہذا مرافعہ نامنظور ۔ تجویز تحصیل بحال رہے ۔

برطبق مرافعہ ثانیہ صوبہ دار صاحب نے یہ تجویز فرمائی کہ :-

ضلع کی ابتدائی تجویز مندرجۂ مراسلہ ۶۶۵ مورخہ ۱۲ اسفندار ۱۳۴۵ ف موسومہ تحصیل نیلام حق مقابضت کی ایک صحیح اور مطابق قانون تجویز تھی ۔ محمد حسین مرافعہ علیہ کے نام بطور عارضی ایک سالہ لاؤنی کے احکام کا یہ منشاء نہ تھا کہ بموجودگی تجویز بالا اس کے کوئی مستقل حقوق تسلیم کر لئے گئے بلا اجراج پٹہ بنام محمد حسین کر دیا جانا ناجائز اور مناسب نہیں تھا ۔ کسی اراضی کو بلا معاوضہ مفت پٹہ پر دینے کا طریقہ غیر صحیح ہے ۔ بالخصوص جبکہ متعدد خواہشمند موجود ہوں لہذا مرافعہ منظور بقرارداد تاریخ واجرائی اشتہار وفراہمی خواہشمندان حق مقابضت کا نیلام کیا جائے ۔

بنا راضی فیصلہ صوبہ داری محکمۂ ہذا میں منجانب محمد حسین نگرانی پیش ہوئی ہے جس کے عذرات اہم حسب ذیل ہیں ۔

عذرات

(۱) ۔ یہ کہ دو سالہ قبضہ اجازتی سررشتۂ مال کے احکام کی رو سے حقیت پیدا کر سکتا ہے ۔ البتہ غیر اجازتی قبضہ عارضی قبضہ تصور کیا جا سکتا ہے ۔ چنانچہ عارضی قبضہ حقیت پیدا نہیں کر سکتا ۔

(۲) ۔ یہ کہ نگرانی علیہ ذی اثر وطندار و دیسمکھ اور اجارہ دار ہے ۔ چنانچہ ایسے ذی اثر وطندار مستحق پٹہ نہیں ہو سکتے ۔

(۳) ۔ نگرانی علیہ کو اس امر کی ضد ہو گئی ہے کہ اراضی زیر بحث کو کسی حالت سے

محمد حسین
بنام
محمد عبدالرحمن

نیلام کرواکر خود زیادہ بولی بولکر اپنی نام پٹہ کروا لینے کی کوشش کررہا ہے تاکہ نگرانی خواہ کو اراضی سے محروم رکھا جائے ۔ لہذا

استدعا ہے کہ بمنظوری نگرانی فیصلہ صوبہ داری منسوخ اور فیصلہ ضلع بحال و برقرار رکھا جائے ۔

حکم عالیجناب صدرالمہام بہادر مال ۔

تمہید ۔ آج مثل پیش ہوئی وکلاء فریقین کی بحث سماعت کی گئی سوال صرف اس قدر ہے کہ آیا قانون مرمہ مالگزاری نشان (۴) بابتہ ۱۳۴۵ف کی رو سے نگرانیخواہ کے نام نزی اراضی موازی (۱۰ گنٹہ) کی جو منظوری دی گئی وہ قانوناً جائز تھی یا نہیں جبکہ حسب منشاء قانون مذکور عطائے پٹہ اراضیات کے متعلق بموجب قواعد منظورہ سرکار عالی عمل کرنے محکوم کیا گیا ہے اور ایک سے زائد درخواستگزار کی موجودگی میں ہراج کی کارروائی آغاز کرنے کا لزوم بھی برقرار نہیں رہا ہے ۔ نگرانی خواہ کا دعوےٰ یہ ہے کہ :-

وہ بحیثیت ایک سالہ کاشتکار دو سال سے قابض ہے اور وہ اس امر پر زور دیتا ہے کہ اس کا فریق مقابل ایک متمول دیسمکھ ہے برخلاف اس کے وہ ایک غریب کاشتکار ہے اس قیاس کے قائم کرنے کی کوئی وجہ نہیں پائی جاتی ہے کہ مرمہ قانون کے ذریعہ سے ان ابتدائی اصولوں کی جو دفعہ (۵۴) قانون اراضی مالگزاری میں درج ہیں تنسیخ عمل میں آئی ہے یا یہ کہ اپنی صوابدید پر کسی خاص درخواستگزار کا انتخاب کرنے میں عہدہ داران مال کو آزادی دی گئی ہے ۔ عدالت ماتحت کی تجویزیں بصیغہ نگرانی مداخلت کرلے کے لئے کوئی وجہ نہیں پائی جاتی ۔ لہذا حکم ہوا کہ درخواست نگرانی نامنظور ۔

مرافعہ صیغہ مال

گوئندراؤ .... مرافع بوکالت

بنام

دتاتری راؤ .... مرافعہ علیہ بوکالت

نشان مثل
۸۱/۴ سنہ ۱۳۴۶ف
منفصلہ ۱۶ اردی بہشت سنہ ۱۳۴۶ف

مرافعہ بنا راضی تجویز جناب اول تعلقدار صاحب ضلع اورنگ آباد مورخہ ۱۳ اسفندار سنہ ۱۳۴۴ف ۔

گوئندراؤ
بنام
ونا ترسی راو

قبضہ کی بنا ثابت نہ ہونے کی صورت میں ہراج منسوخ نہ کیا جانا۔

تجویز ہوئی کہ اراضیات مبحوثہ کا ہراج پانچسال کے لئے بقایا کی علت میں تحصیل نے کیا تھا۔ عذر دار اس عذر سے رجوع ہوا ہے کہ اُس کو عدالتی حکم کی بناء پر قبضہ حاصل ہوا ہے مگر قبضہ عدالتی کا کوئی ثبوت مثل میں موجود نہیں ہے ایسی صورت میں ہراج منسوخ نہیں کیا جاسکتا۔

واقعات مقدمہ ہذا یہ ہیں کہ جیونت راؤ سروے نمبرات ۱۵۹-۱۶۵-۱۶۷ موقوعہ موضع گھوڑے گاؤں تعلقہ گنگاپور کا پٹہ دار تھا۔ ۱۳۴۳ ف میں بعلت عدم ادائی مالگزاری سرکار تحصیلدار صاحب تعلقہ گنگاپور نے اراضیات صدر کو منجانب سرکار ضبط کرکے حق مقابضت کا ہراج مرافعہ علیہ ونا ترسی ایشونت کے نام کیا و نیز اس سے رقم مالگزاری حاصل کی بموجب دفعہ (۱۲۴) قانون مالگزاری پانچسال کے لئے اراضیات لاؤنی پر دیدی گئیں۔ اور اس کا قبضہ بھی کرادیا گیا۔

من بعد گوئندراؤ مرافع نے سروے نمبر (۱۵۹) کی نسبت ایک عدالتی ڈگری حاصل کی اور قبضہ کا خواہشمند ہوا۔

تحصیلدار صاحب نے منصف صاحب گنگاپور کو جنہوں نے ڈگری صادر کی تھی۔ توجہ دلائی کہ بقایائے مالگزاری کے ادائی کی غرض سے ہی لاؤنی کا انتظام کیا گیا ہے چنانچہ ڈگریدار کو طلب کرکے دریافت کیا گیا جس پر اس نے جواب دیا کہ وہ ادائی رقم مالگزاری کے لئے آمادہ نہیں ہے اور لاؤنی کے انتظام کی نسبت خواہش ظاہر کی۔ لہذا ایسی حالت میں تا ختم مدت لاؤنی اراضی ڈگریدار کے قبضہ میں نہیں دیجاسکتی۔

چند روز تک منصف صاحب و تحصیلدار صاحب کے مابین مراسلت ہوتی رہی ایک طرف منصف صاحب ڈگری کی تعمیل پر زور دے رہے تھے تو دوسری طرف تحصیلدار صاحب اپنی سابقہ رائے پر قائم تھے۔

بالآخر بتاریخ ۴ اسفندار ۱۳۴۴ ف تحصیلدار صاحب نے بعد سماعت بحث فیصلہ کیا کہ ڈگریدار نے اراضیات کی لاؤنی کا انتظام کرنے کے قبل ہی عدالت سے ڈگری حاصل کی

گونڈراؤ
بنام
دناتری راؤ

لیکن ڈگریدار نے قصداً اراضیات پر اس وقت تک قبضہ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ جبتک تحصیل سے لاؤنی کا انتظام نہیں کرایا گیا۔

ڈگریدار نے ڈگری حاصل کی اور خاموشی سے تحصیل نقل و حرکت کا معائنہ کرتی رہی۔ اور یہ سمجھتا رہا کہ بقایا کی رقم جس وقت ادا ہو جائیگی اُس وقت عدالتی ڈگری کی تعمیل کروائی جائیگی۔ لہذا

حکم ہوا کہ ڈگریدار کو سررشتہ مال سے قبضہ نہیں دلایا جاسکتا پنجسال تک لاؤنی دار اراضیات مذکور پر قابض و متصرف رہیگا اس کے بعد اراضیات ڈگریدار کے حوالہ کردیجائینگی۔

بنا راضی تجویز تحصیل گونڈراؤ نے محکمۂ ضلع میں مرافعہ پیش کیا۔

تعلقدار صاحب نے بتاریخ ۴ امرداد ۱۳۴۲ف یہ فیصلہ کیا کہ مرافع گونڈراؤ کو چاہیے تھا کہ جب اراضی زیر بحث کے قبضہ کے متعلق تحصیل میں کارروائی ہو رہی تھی تو مرافع کو اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے چارہ کار اختیار کرنا چاہیے ایک قانونی ضرب المثل ہے کہ قانون غافل کی مدد نہیں کرتا یہ اس مقدمہ سے متعلق ہے سررشتۂ مال پر وصول بقایا کی بڑی ذمہ داری ہے اگر مرافع وقت پر رجوع ہوتا تو یہ ممکن تھا کہ بقایا ادا کرنے کا اس کو کوئی موقع دیا جاسکتا اب چونکہ سررشتۂ مال سے ایک تعہد کی تکمیل ہو چکی ہے اس لئے بد عہدی کا موقع نہیں ہے۔

تعلقدار صاحب کے فیصلہ کی ناراضی سے گونڈراؤ مرافع نے محکمۂ صوبہ داری میں مرافعہ پیش کیا۔ چونکہ موجودہ صوبہ دار صاحب نے اس مقدمہ کا تصفیہ بحیثیت اول تعلقدار ضلع کیا تھا۔

لہذا صاحب موصوف نے مثل محکمۂ ہذا میں بغرض تصفیہ روانہ کی۔ اہم عذرات مرافعہ حسب ذیل ہیں۔

عذرات

(۱) یہ کہ بوقت قبضہ دہانی اراضیات پر کوئی بقایا سرکاری نہ تھا اور قبل ازیں بھی

گوئند راؤ بنام دتاتری راؤ

من مرافع نے قبضہ دہانی کی کوشش کی تھی اور بوجہ کاشت اراضیات پر قبضہ نہیں ہوسکا مکرر حکمنامہ جات جاری کراکے قبضہ ذریعہ عدالت دیوانی من مرافع نے حاصل کیا ہے۔ لیکن محکمۂ تحصیل سے خلاف ضابطہ من مرافع کا قبضہ برخواست کرایا جاکر مرافعہ علیہ کا قبضہ ناجائز کرادیا گیا جو صحیح نہیں ہے۔

(۲) یہ کہ محکمۂ تحصیل سے سرسری کارروائی بغیر حاضری من مرافع کی جاکر مرافعہ علیہ کا قبضہ اراضیات پر کرادیا ہے۔ حالانکہ ایسا کوئی حق قانوناً محکمۂ مال کو حاصل نہ تھا۔

حکم عالیجناب منصرم صدرالمہام بہادر مال۔

تمہید۔ فریقین غیر حاضر ہیں۔ لہذا روئداد پر تصفیہ کیا جاتا ہے اراضیات متنازعہ کا ہراج (۵) سال کے لئے بقایا کی علت میں تحصیل نے کیا مرافع نے بحیثیت قابض ضلع میں مرافعہ پیش کیا جو نا منظور ہوا اب اس کی ناراضی سے صوبہ داری میں مرافعہ پیش ہوا۔ لیکن یہ تجویز جناب صوبہ دار صاحب نے بحیثیت تعلقدار ضلع عائد کی تھی اس لئے مرافعہ یہاں منتقل ہوا ہے۔ مرافع کی حجت یہ ہے کہ اس کو عدالت دیوانی سے قبضہ ملا ہے۔ لیکن بعلت بقایا کارروائی ہراج ہیں اس لئے رجوع نہ ہونے سے ضلع نے قرار دیا کہ اس کو قبضہ حقیقی حاصل نہیں ہوا تھا اور نہ قبضہ عدالتی کا کوئی ثبوت مثل میں موجود ہے اس تجویز ضلع میں کوئی ایسی بات ظاہر نہیں ہوئی ہے جس سے اختلاف کی کوئی وجہ پیدا ہو۔ پس

حکم ہوا کہ

مرافعہ نا منظور۔

مرافعہ صیغۂ مال

نشان مثل ۵۸/۴۷ سنہ ۱۳۴۶ ف منفصلہ ۴ تیر ۱۳۴۷ ف

پیم نارائن — مرافع بوکالت رائے سورج چند صاحب وکیل

بنام

لنکا ویریا — مرافعہ علیہ بوکالت مولوی آغا جعفر حسین صاحب وکیل

خریدار ہراج گیرندہ کی حیثیت۔

مرافعہ بناراضی تجویز چندرت نارائن راؤ صاحب صوبہ دار صوبۂ ورنگل مورخہ ۱۲ امرداد ۱۳۴۶ ف۔

یم نارائن
بنام
سکاویریا

تجویز ہوئی کہ خریدار ہراج گیرندہ کی حیثیت شخص ثالث کی ہے اُس کی
قانونی حیثیت محکمۂ مال میں کوئی قرار نہیں پاسکتی اس لئے اُس کو مرافعہ کو)
چاہئے کہ وہ بمقابلہ ہراج گیرندہ چارہ کار ضابطہ اختیار کرے۔

واقعات مقدمہ ہٰذا یہ ہیں کہ سکاویریا پٹہ دار باقیدار انجمن تھا اس کی نادہندگی کی وجہ اس کے مقابلہ میں انجمن سے ڈگری ہوئی اور اُس کے مقبوضہ اراضیات اور مکان مسکونہ کے ہراج کی کارروائی ہوئی حسب قاعدہ تختہ جات نیلامی وصول ہوئے اور محکمۂ صوبہ داری سے منظوری ہو جانے کے بعد ڈویژن کو ہراج کا حکم دیا گیا تھا۔ ڈویژن میں ہراج شروع ہوا اور دوبارہ کی نوبت پر باقیدار نے ضلع میں درخواست کی کہ نمبر (۱۳۲) اور مکان ہراج نہ کیا جائے کیونکہ نمبر مذکور میں بکثرت درختان سیندھی لگائے گئے ہیں اور رقم ہراجی بالکل کم آرہی ہے۔ اس لئے اس نمبر کی حد تک قسط بندی فرمائی جائے ضلع سے مشروطی تجویز ہوئی کہ:

اگر ایک قسط نقد داخل کرے تو قسط بندی کی جائے۔ باقیدار کی جانب سے رقم داخل نہیں ہوئی اور ہراجی کارروائی جاری رہی اس کے بعد ڈویژن سے ہراج کی توثیق ہی چاہی گئی اور اسکی منظوری ضلع سے ۸ ؍ اسفندار ۱۳۴۵ف کو ہوئی۔ اس کے بعد باقیدار رجوع ہو کر اُس کی اراضی بہت کم قیمت میں ہراج ہوئی ہے۔ لہٰذا رقم ہراج اس سے داخل کرائی جا کر اراضی مذکور اس کے حق میں واگذاشت فرمائی جائے اسپر ضلع سے مشروطی تجویز ہوئی کہ ہراج گیرندہ کی رضامندی سے رقم ہراج داخل کرائی جا کر اراضی واگذاشت کی جائے۔

اس تجویز ضلع کی نسبت ضلع میں منجانب نارائن سامی عذرداری ہوئی تو ضلع سے یہ تجویز ہوئی کہ واقعات بالا سے حسب ذیل امور اصولی و قانونی قرار پاتے ہیں۔

(۱) بوجہ بقایا انجمن نیلام اراضی کا قطعی تصفیہ اقتداری تحصیل نہیں ہے۔

(۲) تاوقتیکہ عہدہ دار ہراج کنندہ ہراج گیرندہ کی درخواست پر دوسرے کے نام منتقلی ہراج کی منظوری نہ دے تحصیل کا عمل منتقلی خلاف اختیار ہے۔

نارائن بنام تکاویریا

(۳) نیلام اراضی کی ابتدائی منظوری اختیاری صوبہ داری ہے مگر دوران نیلام یا ختم نیلام پر سماعت عذرداری اور تنسیخ نیلام کا اختیار ضلع کو حاصل ہے۔

(۴) ختم نیلام کے ساتھ ہی ایک ربع رقم ہراج گیرندہ کو داخل کرنا لازمی ہے۔

(۵) ہراج گیرندہ بوقت ہراج یا ختم ہراج پر کسی اور شخص سے خانگی معاہدہ ادخال رقم ہراج یا منتقلی نام کا کرے تو سرکاری محکمہ میں غیر شخص سوائے ہراج گیرندہ کے جس نے ہراج پٹی پر دستخط کئے ہوں فریق کی حیثیت نہیں رکھتا ہے اور جبتک درخواست کے ذریعہ منتقلی نام کی منظوری باضابطہ حاکم مجاز نہ دے غیر شخص کو کوئی حق پیدا نہیں ہوسکتا۔

اس مقدمہ میں ابتدائی کارروائی نیلام ڈویژن سے ہوئی اور نیلام کی توثیق کے لئے تحریک ڈویژن ۴ر آذر ۱۳۴۵ف کو ضلع میں وصول ہوئی درمیانی اعتراضات کے تصفیہ کے بعد توثیق نیلام ضلع سے بتاریخ ۸ر اسفندار ۱۳۴۵ف کی گئی۔

اس کارروائی میں باقیدار نیلام تکاویریا ہے ہراج گیرندہ دیورکنڈہ ویریا اور عذردار نارائن سوامی ہے۔

نارائن سوامی عذردار کا یہ عذر ہے کہ ہراج گیرندہ نے عذردار کے ایماء سے جلسہ ہراج میں شرکت کی اور رقم بھی عذردار کی جانب سے داخل ہوئی اور منتقلی نام کی منظوری تحصیل سے عذردار کے نام ہوئی ہے مراسلہ تحصیل ۱۶۵۱ مورخہ یکم شہریور ۱۳۴۵ف سے ظاہر ہے کہ عذردار نے رقم ۲۸ر آذر ۱۳۴۵ف کو داخل کی۔ گو توثیق نیلام سے (۳) ماہ قبل رقم داخل ہوئی اور تحصیل نے باختیار خود بر بنا درخواست ہراج گیرندہ بنام نارائن سوامی عذردار منتقلی کی اجازت بھی دی اس کا یہ نتیجہ ہے کہ حاکم ہراج کنندہ کے بلا منظوری تحصیل نے عمل منتقلی نام کیا جو خلاف اختیار تھا علاوہ اس کے نیلام کی توثیق بھی ضلع سے نہیں ہوئی تھی۔ اس عمل منتقلی خلاف ضابطہ کے بعد خود ہراج گیرندہ نے بذریعہ درخواست فسخ منتقلی کی کارروائی تحصیل میں کی اور درخواست میں یہ صراحت ہے کہ وہ رقم داخل کرنے آمادہ ہے۔ اراضی بحق باقیدار واگذاشت کی جائے۔

اسپر ضلع کے تصفیہ کے لحاظ سے کہ باقیدار سے رقم لیکر اراضی واگذاشت کیجائے تحصیل نے

یم نارائن
بنام
تکاویریا

ڈویژن کو یہ تحریک کیا کہ باقیدار خود رقم داخل کرنا نہیں چاہتا بلکہ دوسرے شخص سے داخل کراکے اس کے نام منتقلی چاہتا ہے اور حالت یہ ہے کہ عذرداران نارائن سوامی داخل کرچکا ہے اور تحصیل سے منتقلی کی منظوری دی گئی ہے جس کی حیثیت مشتری کی قرار پاتی ہے اسپر ڈویژن نے ۵ر شہریور ۱۳۴۵ف کو یہ تصفیہ کیا کہ جس کے نام ڈویژن سے ہراج ہوا ہے اور جسکی منظوری ضلع سے ہوچکی ہے تو منتقلی غیر شخص کے نام سے نہیں ہوسکتی اور تحصیل کا عمل منتقلی محتاج منظوری ڈویژن تھا - اب حسب تصفیہ ضلع باقیدار سے رقم بقایا لیکر اس کے حق میں اراضی واگذاشت کی جائے ضلع کی منظوری متعلقہ واگذاشت اراضی اس شرط سے تھی کہ ہراج گیرندہ رضامند ہو بحق باقیدار رقم لیکر عمل واگذاشت کیا جائے اس کی پابندی تحصیل سے نہیں کی گئی -

ماسوا اس کے جبکہ ایک مرتبہ ہراج گیرندہ منتقلی سے رضامندی ظاہر کیا اور اُس کے چار ماہ بعد تنسیخ کی درخواست بھی پیش کیا تو حسب گشتی ۲۳ ۱۳۲۷ف معتمدی مالگزاری ہراج گیرندہ کو حق رجوع حاصل ہے کیونکہ جمعبندی میں عمل ہونے اور عمل دخل کے قبل ایسی درخواست پیش ہوئی ہے اگر تھوڑی دیر کے لئے عمل دخل ہوا بھی ہے تو منتقلی غیر اختیار تحصیل ہونے سے بجائے خود کالعدم ہے گو راضی نامہ کو منظور کرنے اور عمل منتقلی کرنے کا اختیار تحصیل کو حاصل ہے مگر بصورت عذرداری ایسی کارروائی ڈویژن میں ہوگی مگر اس کارروائی کی صورت دوسری ہے کیونکہ ہراج اراضی جس کی توثیق بھی ضلع سے نہ ہوئی ہونہ ڈویژن کو قطعی تجویز کا اختیار ہوسکتا ہے اور نہ تحصیل سے عمل منتقلی کی تجویز ہوسکتی ہے - لہذا درخواست عذرداری نارائن سوامی نامنظور باقیدار سے رقم بقایا لیکر اراضی اس کے حق میں واگذاشت کیجائے اور اگر باقیدار کسی دوسرے کے نام منتقلی کی رضامندی ظاہر کرے تو باقیدار کے نام پٹہ حسب سابق قائم ہوجانے پر اس کو باختیار تحصیل تصفیہ کرانے کا اختیار حاصل ہوگا -

اسی تجویز ضلع کی ناراضی سے محکمۂ صوبہ داری میں مرافعہ ہوا تو صوبہ دار صاحب نے یہ فیصلہ کیا جس کا اقتباس یہ ہے کہ :-

بس تا وقتیکہ مرافع ہراج گیرندہ کا قائم مقام قانونی بنکر رجوع نہ ہو اس کو کوئی حق مرافعہ بھی

یم نارائن بنام ستکادیریا

حاصل نہیں ہوسکتا۔
واقعات کے لحاظ سے بھی کارروائی ہراج یقیناً ناقص پائی جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہراج گیرندہ جس کے نام ہراج کی توثیق ہوئی ہے اُس کی جانب سے تجویز ضلع زیر مرافعہ کے خلاف کوئی دادخواہی نہیں ہورہی ہے۔
بہرحال تجویز ضلع میں کسی دست اندازی کی وجہ نہیں پائی جاتی۔ لہذا مرافعہ نامنظور۔
اب بنارا مئی تجویز صوبہ داری محکمۂ ہذا میں مرافعہ پیش ہوا ہے جس کے عذرات اہم یہ ہیں۔

عذرات

ف ۱۔ تحصیلدار صاحب کے روبرو ہراج گیرندہ نے درخواست منتقلی پیش کی اور وہ منظور ہوکر مرافع کے نام منتقلی کا حکم دیا۔ عہدہ داران تحت کا یہ اصرار کہ تحصیلدار صاحب کو ایسا اختیار حاصل نہیں ہے خلاف قانون ہے۔
ف ۲۔ یہ کہ محکمۂ اول تعلقداری سے ہراج منسوخی کا حکم اس طرح ہوا ہے کہ باقیدار رقم داخل اور ہراج گیرندہ رضامند ہو تو نیلام منسوخ کیا جائے روئداد مثل سے یہ ظاہر ہے کہ باقیدار خود رقم داخل کرکے اپنے لئے اراضی رکھنا نہیں چاہتا بلکہ محض مرافع سے خانگی خصومت کی وجہ اس کو اراضی حاصل نہ ہو کارروائی کی جارہی ہے۔
ف ۳۔ ہراج کی جزأ تنسیخ اور وہ بھی حسب خواہش باقیدار کسی طرح جائز نہیں ہے جبکہ نیلام کی توثیق ہوچکی ہو۔
لہذا استدعا ہے کہ مرافعہ منظور فرماکر تنسیخ منتقلی کی کارروائی منسوخ فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب منصرم صدر المہام بہادر مال۔

تمہید ۔ وکیل صاحبان فریقین کی بحث بتاریخ ۲۹ ر آبان ۱۳۴۶ف سماعت کی گئی مرافع نے ہراج گیرندہ سے اپنے نام اراضی زیر بحث کی منتقلی کی کارروائی کی تحصیل نے منظوری دی لیکن ڈویژن نے اس کو نامنظور کردیا۔
ادھر مدیون کی درخواست پر حسب رضامندی ہراج گیرندہ منسوخ ہوگیا اس تنسیخ ہراج کی کارروائی

پیم نارائن بنام سکاویریا

کی بیضابطگی کے اظہار سے مرافع چاہتا ہے کہ اس کے نام ہراج قائم رکھا جائے ضلع وصوبہ داری نے اس کے خلاف تصفیہ کیا ہے - مرافع شخص ثالث ہے اس کی قانونی حیثیت محکمۂ مال میں کوئی قرار نہیں پا سکتی - اس لئے مرافع کو چاہئے کہ وہ بمقابلہ ہراج گیرندہ چارہ کار ضابطہ اختیار کرے -

ضلع اور صوبہ داری نے جو تصفیہ کیا ہے وہ درست اور ناقابل دست اندازی پایا جاتا ہے - پس

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور -

مرافعہ صیغۂ مال

خواجہ بایزید خاں وغیرہ مرافعان بوکالت مولوی محمد وسیع صاحب وکیل

بنام

سرکار عالی مرافعہ علیہ بوکالت مولوی محمد فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ

نشان مثل ۱۴۲ سنہ ۱۳۴۲ ف — منفصلہ ۲۶ اردی بہشت سنہ ۱۳۴۷ ف

دفعہ (۳۲) قانون اراضی مالگزاری -

تجویز ہوئی کہ سنہ ۱۳۲۹ ف میں جبکہ سررشتہ جات مال و جنگلات کا نظم و نسق نہایت غیر مستحسن تھا - اُس وقت پٹہ دینے کے لئے محکمۂ جنگلات سے حسب دفعہ (۳۲) قانون اراضی مالگزاری مشورہ نہ کرنے میں جو دفتری فروگذاشت ہوئی وہ ابتدائی پٹہ جات کی تنسیخ کے لئے کافی وجہ قرار نہیں دیجا سکتی -

حکم عالیجناب منصرم صدر المہام بہادر مال -

تمہید - وکلاء صاحبان فریقین کی بحث بتاریخ ۱۳ شہریور سنہ ۱۳۴۲ ف سماعت کیجا چکی ہے اور اس اثناء میں کارروائی کی مزید جانچ عمل میں لائی گئی -

مختصر واقعات یہ ہیں کہ سنہ ۱۳۲۹ ف میں (۔ ۔ یکر) کے تین قطعات پٹہ پر دئے گئے اور سنہ ۱۳۳۰ ف میں اسی قدر رقبہ کے مزید دو قطعات کا پٹہ دیا گیا - سنہ ۱۳۳۵ ف میں (۔۔۔ یکر) زائد مقبوضہ رقبہ پر رقم قائم کرنے کی کارروائی ہوئی -

مرافعہ بنا راضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبۂ ورنگل مورخہ ۲۷ شہریور سنہ ۱۳۴۱ ف -

خواجہ بایزید خاں
بنام
سرکار عالی

اس تجویز کو تعلقدار صاحب نے اس بناء پر منسوخ فرمایا کہ -

ان اراضیات کی حدبندی معقول طریقہ پر نہیں ہوئی ۱۳۳۷ف میں مددگار صاحب جنگلات نے شکایت کی کہ ایک نائب امین نے بلا مشورہ سررشتہ جنگلات اپنے رشتہ داروں کے نام پٹہ حاصل کیا ہے اور یہ کہ جنگل برباد کیا جارہا ہے -

صوبہ دار صاحب نے اس پر رپورٹ طلب کی - اس اثناء میں تعلقدار صاحب نے ضمیمہ سیتوار کے ذریعہ زائد رقبہ کے پٹہ کی منظوری بھی دیدی اور اس طرح بشمول رقبہ سابقہ (ما ص) جملہ رقبہ (صمالہ بعہ ایکر ۳۸ گنٹہ) ہوگیا اس سے ظاہر ہوگا کہ زائد رقبہ تقریباً وہی تھا جو ۱۳۳۵ف میں برآمد ہوا تھا - ۱۳۳۹ف میں حین تنقیح دفتر ضلع صوبہ دار صاحب نے جملہ کارروائی کو بیضابطہ قرار دیکر تمام پٹہ جات بتاریخ شہریور ۱۳۴۱ف منسوخ کردئے تنسیخ پٹہ کی ایک اہم وجہ یہ قرار دی گئی ہے کہ بتحت دفعہ (۳۲) قانون اراضی مالگزاری سررشتہ جنگلات سے مشورہ کرنا ضروری تھا -

اس دفعہ کے تحت جو امور ضروری ہیں وہ یہ کہ "حدود مجوزہ" ہوں اور بیرون حدود مجوزہ صحرائی یا قیمتی درخت موجود ہوں اس خصوص میں جو شہادت پیش ہوئی ہے وہ ناقص اور متضاد اور جو کچھ بھی کہا جاسکتا ہے وہ صرف یہی ہے کہ سررشتہ جات مال اور جنگلات کا نظم ونسق اس وقت اس ضلع میں بدیہی طور پر نہایت غیر مستحسن تھا اور مشورہ نہ کرنے میں جو دفتری فروگزاشت ہوئی ہے وہ ابتدائی پٹہ جات موازی (ما ص ایکر) کی تنسیخ کے لئے کافی وجہ قرار نہیں دیجاسکتی - بالفاظ دیگر یہ پٹہ جات تحت ضابطہ تھے -

دوسری وجہ یہ پیش کی گئی ہے کہ اس نمبر کی اراضی کے لئے متعدد درخواستگزار تھے دفعہ (۵۴) قانون اراضی مالگزاری کے تحت جو معیار قائم کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ آیا کسی اراضی کے لئے ایک سے زائد خواہشمند موجود نہیں یا کیا - کارروائی ہذا میں نمبر تو وہی ہے - لیکن اراضی وہی نہیں ہے جہانتک واقعات سے ثابت ہورہا ہے (ص ص ایکر) کے (ص) قطعات کے پٹہ جات جو منظور ہوئے ہیں وہ میرے نزدیک بیضابطہ نہیں ہیں - لہذا یہ پٹہ جات برقرار رہیں -

خواجہ بایزید خاں
بنام
سرکار عالی

وہ زائد رقبہ (جس کا رقبہ اراضی پٹہ شدہ سے بھی بڑھکر ہے) اس کی نوعیت بالکل جداگانہ ہے اس کے قبضہ کی نسبت ۱۳۳۵ف میں ہی اعتراض اُٹھایا گیا تھا۔ لیکن بانتظار پختہ پیمائش بیدخلی عمل میں نہ آسکی - یہ پیمائش ۱۳۳۷ف میں تکمیل پائی اور بصیغہ لیا ناڈ ریکارڈ اس کی منظوری ضلع سے بتاریخ ۲۴ فروردی ۱۳۳۸ف دی گئی لیکن صوبہ داری سے جو پٹہ بتاریخ ۲۳ خورداد ۱۳۳۸ف کالعدم قرار دیا گیا باوجود اس کے کہ بوقت جمعبندی فیصل پٹی میں تحصیلدار نے بحوالہ احکام صوبہ داری زائد رقبہ موازی (۳۶۳ یکر ۲ گنٹہ) کی نسبت رقم سوائے جمعبندی معہ تاوان وصول کرنے کی سفارش کی تھی -

لیکن تعلقدار صاحب نے یہ تجویز فرمائی کہ سروے نمبر (۱۷/۱۴) موازی (۳۶۳ یکر ۲۰ گنٹہ) محاصلی (۳۶۳/۱۲) کی نسبت کسی مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کے لئے ضمیمہ سیتوار مرتب ہوا اس سے صاف ظاہر ہے کہ تعلقدار صاحب نے احکام صوبہ داری کا کوئی لحاظ نہیں فرمایا - اور نہ یہ کہ پٹہ کی کارروائی تحت قانون اراضی مالگزاری عمل میں لائی گئی - پس ایسی صورت میں یہی کہا جائے گا کہ اس زائد رقبہ کی منظوری کسی وقت بھی صادر نہیں ہوئی ہے اور یہ کہ قابضین موجودہ کی حیثیت محض سوائے جمعبندی کاشتکاران کی ہے - لہذا صوبہ داری سے تنسیخ پٹہ کی جو تجویز ہوئی ہے وہ درست ہے - اور اس زائد فارغ القبضہ رقبہ کا تصفیہ سرکار عالی کے صوابدید پر منحصر ہے -

یہ امر کہ اس رقبہ کو کس طرح پٹہ پر اُٹھایا جائیگا - اور کالریز کیلئے حصول اراضی کی کارروائی کس طریقہ پر عمل میں لائی جائے گی - یہاں پر تصفیہ طلب نہیں ہے - تعلقدار صاحب خود معائنہ موقع فرماکر ان امور کا منصفانہ تصفیہ فرماسکتے ہیں - لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ ترمیماً منظور - پٹہ جات تا بحد (۱۵ یکر) جن کی منظوری ۱۳۲۹ف اور ۱۳۳۰ف میں دی گئی ہے - بحال رہے -

نشان مثل ۶۱/۸۷ ۱۳۴۶ ف
منفصلہ ۲۸ اردی بہشت ۱۳۴۷ ف

مرافعہ صیغۂ مال

کستورچند مرافع بوکالت پنڈت سری پت راؤ صاحب ایڈوکیٹ

بنام

کاشی ناتھ راؤ مرافعہ علیہ بوکالت پنڈت وامن راؤ صاحب وکیل

دفعہ (۷) دستور العمل انتقال جائداد۔

تجویز ہوئی کہ دستور العمل انتقال جائداد کی دفعہ (۷) کی رو سے مرتہن (۲۰) سال اراضی کے زرلگان و منافع سے مستفید ہو تو (۲۰) سال کے ختم پر اراضی مرہونہ راہن کو واپس دیدی جائیگی۔

واقعات مقدمۂ ہذا یہ ہیں کہ کاشی ناتھ مرافعہ علیہ نے محکمۂ ضلع اورنگ آباد میں بتاریخ ۲۶ مہر ۱۳۴۵ ف بدیں مضمون درخواست پیش کی کہ :۔

"اراضی سروے نمبر (۴۴) موقوعہ موضع گھاری گاؤں تعلقہ اورنگ آباد کا پٹہ سائل کے نام ہے اور اراضی مذکور (۲۲) سال کے لئے بادائی قرضہ کستورچند کے قبضہ میں دی گئی تھی جس کی مدت بھی ختم ہو چکی۔ لیکن وہ اراضی واپس نہیں کرتا بلکہ بدنیتی سے اُس نے عدالت دیوانی منصفی اورنگ آباد میں استقرار حق پٹہ کا دعوےٰ کیا تھا جو ۱۳۴۲ ف میں خارج ہو کر یہ تصفیہ ہوا کہ اراضی مذکور کستورچند کے پاس (۲۲) سال کے لئے رہن رکھی گئی ہے چونکہ سائل قوم کا مانگ ہے جو محفوظ اقوام کا رکن ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اراضی مذکور پر تحت دفعہ (۷) دستور العمل انتقال اراضی بتوسط تحصیل قبضہ دلوایا جائے"

بتاریخ ۴ ماہ دے ۱۳۴۶ ف منجانب کستورچند عذرداری پیش ہوئی کہ ۱۔ پدر مدعی (مرافعہ علیہ معتمدی مال) نے ہمال ۱۳۲۵ ف میں اراضی مذکور بمعاوضہ (للعہ) روپیہ سکہ کلدار زبانی معاہدہ کی بنا پر بیع کر دی اور قبضہ بھی اپنی حیات میں کرا دیا۔ اور تاریخ بیع سے وہ بحیثیت مالکانہ بادائی مالگزاری قابض و متصرف ہے و نیز پدر مدعی سے پٹہ کا بھی معاہدہ تھا اور صرف پٹہ منتقل کر دینا باقی تھا۔ لیکن بوجہ فوتی پٹہ نہ ہو سکا

مرافعہ بنا راضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبۂ اورنگ آباد مورخہ ۳۰ خورداد ۱۳۴۶ ف۔

کستور چند
بنام
کاشی ناتھ راؤ

مدعی اپنے پدر کا تمام لین دین کا بروئے شاستر پورا پابند ہے وغیرہ۔ اُس نے دعوائے مدعی خارج کرنے کی استدعا کی۔

کستور چند مرافع نے اپنے قبضہ و تصرف کے متعلق رسائد مالگزاری و دیگر کاغذات بھی ضلع میں پیش کئے۔

بتاریخ ۱۸ بہمن ۱۳۴۶ف اول تعلقدار صاحب اورنگ آباد نے بعد سماعت بحث حسب ذیل فیصلہ کیا۔

"مدعی علیہ کستور چند نے اس اراضی کے پٹہ کرا پانے کی نالش عدالت دیوانی میں کی تھی۔ عدالت نے دعوائے مدعی خارج کیا اور اراضی مدعی علیہ کے قبضہ میں رہن ہونا ثابت قرار دیا۔

۱۳۲۵ف سے یہ اراضی مدعی علیہ کے قبضہ میں ہونا مقبولہ مدعی علیہ ہے اس لحاظ سے زائد از بست سال اس زمین سے مدعی علیہ نے استفادہ کیا۔ لہذا حکم ہوا کہ حسب منشاء دفعات (۷-۸) دستور العمل انتقال اراضی مدعی علیہ کا قبضہ برخاست کیا جائے اور اراضی بعد درو فصل بشرطیکہ فصل موجود ہو بقبضہ مدعی دیجائے"

بنا راضی تجویز صاحب ضلع کستور چند مرافع نے محکمۂ صوبہ داری میں مرافعہ پیش کیا۔

جناب صوبہ دار صاحب نے بتاریخ ۳۰ خورداد ۱۳۴۶ف یہ فیصلہ کیا کہ مرافعہ علیہ کے مدخلہ نقل فیصلہ عدالت مشمولۂ مثل ضلع سے واضح ہے کہ اس معاملہ کو عدالت نے محض رہن تسلیم کیا ہے اور دفعہ (۱۷) انتقال اراضی بھی اس خصوص میں واضح طور پر اس سے منطبق ہے کہ رہن کا معاملہ اس میں داخل ہے راہن و مرتہن کا تعلق مختلف طبقوں سے ہے۔

ان واقعات کے لحاظ سے ضلع سے قانون انتقال اراضی کے تحت جو کارروائی کی گئی ہے وہ درست ہے اور تجویز ضلع ناقابل دست اندازی ہے۔ لہذا مرافعہ نامنظور کیا جاتا ہے۔ تجویز تحت بدستور بحال رکھی جاتی ہے۔

مندرجۂ بالا تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے کستور چند مرافع نے محکمۂ ہذا میں مرافعہ

کستورچند بنام کاشی ناتھ راؤ

پیش کیا جس کے عذرات اہم حسب ذیل ہیں ۔

عذرات

(۱) یہ کہ مرافع کے حق میں پدر مدعی مرافعہ علیہ نے اراضی سال ۱۳۲۵ف میں قطعاً بیع کر کے اُسی وقت مرافع کا قبضہ اراضی پر کرادیا اور چوپڑی بھی مرافع کے حوالہ کی گئی ۔ محکمہ ماتحت نے اسپر مطلق غور فرمایا نہ اسکی تحقیقات فرمائی ۔

(۲) یہ کہ مرافع بحیثیت مالکانہ بربنا بیع قابض ہے تو تحت دفعات (۷ و ۸) دستورالعمل انتقال اراضی مرافعہ علیہ مستفید نہیں ہوسکتا اور نہ ایسے معاہدات میں اراضی مسترد ہوسکتی ہے

(۳) یہ کہ مرافعہ علیہ جبتک تحت دستورالعمل رہن ثابت نہ کرے اراضی پر بصیغہ مال دخل مرافعہ علیہ کو قانوناً نہیں دیا جاسکتا ۔

لہذا استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ فیصلہ زیر مرافعہ منسوخ فرمایا جائے ۔

حکم عالیجناب منصرم صدرالمہام بہادر مال ۔

تمہید ۔ وکیل صاحبان فریقین کی بحث بتاریخ ۱۳ بہمن ۱۳۴۷ف سماعت کی گئی دستورالعمل انتقال اراضی کے دفعہ (۷) کے تحت تعلقدار صاحب ضلع اورنگ آباد نے مرتہن کا قبضہ زائد از بست سالہ ہونے کی وجہ سے اس کو برخاست کر کے راہن کے قبضہ میں اراضی دینے کی تجویز کی اور برطبق مرافعہ صوبہ داری نے اس تجویز کو بحال رکھا ہے ۔ جس کی ناراضی سے مرافعہ پیش ہے ۔

دستورالعمل انتقال اراضی کا نفاذ ضلع اورنگ آباد میں ہوچکا ہے اور اس کے دفعہ (۷) کے بموجب مرتہن (۲۰) سال اراضی کے زرلگان و منافع سے مستفید ہو تو (۲۰) سال کے ختم پر اراضی مرہونہ راہن کو واپس دیدیجائے گی ۔

صوبہ داری نے بربنا فیصلہ عدالت اس کو رہن قرار دیکر تجویز ضلع بحال رکھی ہے جو درست تھا ۔ پس

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور ۔

نشان مثل ۲۹ ۱۳۴۷ف / ۸۹
منفصلہ ۳۰ اردی بہشت ۱۳۴۷ف

نگرانی صیغۂ مال

محمد عبد النبی نگرانخواہ بوکالت مولوی عبد الرحمٰن صاحب وکیل

بنام

سرکار عالی طرفثانی بوکالت مولوی عبد اللہ پاشاہ صاحب وکیل

مشترکہ ذریعہ ہو تو معافی ممنوع ہے ۔

تجویز ہوئی کہ فقرہ (۵۴) قواعد مہ بندوبست کی رو سے ذریعہ مشترکہ کے تحتی اراضیات کی معافی ممنوع ہے ۔

واقعات مقدمۂ ہذا یہ ہیں کہ سروے نمبرات (۳۵۰-۳۵۲) تری تحتہ تالاب دباولی مشترکہ موقوعہ موضع منیچال تعلقہ باغات کی نسبت گرداور حلقہ نے تنقیح چارماہی میں یہ تصدیق کی کہ بوجہ سقامت ہنگام تالاب میں پانی نہ ہونے سے ذریعہ باولیات متعلقہ فصل تابی شالی زار مزروع کی گئی ۔

تحصیل سے بربناء تصدیق گرداور فیصل پٹی پر یہ تجویز ہوئی کہ حسب دفعہ (۵۴) محاصل مقررہ لیاجانا مناسب ہے حسبہ نظامت جمعبندی سے منظوری دیدی گئی ۔ عند المرافعہ محکمۂ تعلقداری ضلع سے ۳ دے ۱۳۴۶ف کو جو فیصلہ صادر ہوا اُس کا اقتباس یہ ہے کہ مشترکہ ذرائع کے متعلق جبکہ فصل مزروع ہو مگر کسی ذریعہ آبپاشی سے مدت آبپاشی کم و بیشی کا سوال پیدا ہو تو عام طور پر فقرہ (۵۴) کے مطابق تصفیہ ہوا کرتا ہے ۔ مقدمۂ ہذا میں اس کے خلاف کوئی حکم نہیں دیا جاسکتا ۔ لہذا مرافعہ نامنظور ۔

مرافعہ ثانیہ میں محکمۂ صوبہ داری سے مرافعہ نامنظور فرمایا گیا ۔

بناراضی فیصلہ صوبہ داری محکمۂ ہذا میں نگرانی پیش ہے جس کا عذر اہم حسب ذیل ہے

عذرات

ف ۔ دفعہ (۵۴) قواعد بندوبست کا کوئی تعلق اس مقدمہ سے نہیں ہے سقامت ہنگام کی وجہ تالاب میں پانی نہ آنا مسلمہ ہے اور کسی عرصہ کے لئے بھی پانی نہیں لیا گیا ۔ ایسی صورت میں جبکہ ابتدائی کاشت ہے تالاب سے پانی نہ لیا جائے اور ذریعہ باولی کاشت

نگرانی بناراضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبۂ میدک مورخہ ۲۰ خورداد ۱۳۴۶ف ۔

محمد عبدالنبی
بنام
سرکار عالی

ہو تو محولہ گشتیات و نظیر کے لحاظ سے معافی دیجانا انصافاً ضروری ہے۔

لہذا استدعا ہے کہ منظوری نگرانی تجویز تحت منسوخ فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب منصرم صدر المہام بہادر مال۔

تمہید۔ وکیل صاحبان فریقین کی بحث بتاریخ ۶ بہمن ۱۳۴۶ف سماعت کی گئی۔

تالاب میں پانی نہ آنے کی وجہ سے ذریعہ باؤلی کاشت کرنے کی تصدیق ہوئی ہے لیکن ذریعہ مشترکہ ہونے کی وجہ سے جمعبندی ۱۳۴۵ف میں معافی و رعایت سے انکار کیا گیا۔ ضلع و صوبہ داری سے بصیغہ مرافعہ بحوالہ فقرہ (۵۴) قواعد مرمت تجویز نظامت جمعبندی بحال رکھی گئی ہے جس کی ناراضی سے یہ نگرانی پیش ہوئی ہے۔ فقرہ (۵۴) قواعد مرمت کی رو سے ذریعہ مشترکہ کے تحتی اراضیات کی معافی ممنوع قرار دی گئی ہے اور فقرہ (۵۸) کو غیر متعلق قرار دینے کے لئے جو بحث تجویز ضلع میں کی گئی ہے وہ درست ہے۔

پس حکم ہوا کہ

نگرانی نامنظور۔

سنہ ۱۳۴۷ف
نشان مثل ۷۶/۸۴۷
منفصلہ ۳۰ سر
اردی بہشت
سنہ ۱۳۴۷ف

مرافعہ صیغہ مال

مہالسا بائی **مرافعہا بوکالت پنڈت لچھمی کانت راؤ صاحب وکیل**

بنام

وامن راؤ **مرافعہ علیہ بوکالت پنڈت کیشو راؤ صاحب وکیل**

نامنظوری درخواست استجازت تبنیت۔

تجویز ہوئی کہ جب سابق میں ایک وقت درخواست استجازت تبنیت نامنظور ہو کر تجویز قطعی ہو چکی ہو تو پھر دوبارہ ایسی درخواست قابل سماعت قرار نہیں دیجا سکتی۔

واقعات مقدمۂ ہذا یہ ہیں کہ موضع مانگ بڑگاؤں تعلقہ مومن آباد کا اصلدار مالی پٹیل رام راؤ تھا۔ رام راؤ کے لاولد فوت ہونے کی وجہ سے اس کی وراثت اس کی والدہ مہالسا بائی مرافعہا کے نام تاجیات ۱۳۱۱ف میں ڈویژن سے منظور ہوئی۔

مرافعہ بناراضی تجویز جناب صاحب صوبہ دار صاحب صوبۂ اورنگ آباد مورخہ ۴ تیر ۱۳۴۶ف۔

مہالسا بائی
بنام
وامن راؤ

۱۳۴۲ف میں مرافعہا مہالسا بائی نے اپنے بھائی کے بیٹے کو متبنے لینے کی درخواست تحصیل میں پیش کی اور تحصیل سے اشتہار عذرداری جاری ہوا ۔

تحصیل میں منجانب مرافعہ علیہ عذرداری بتاریخ ۱۶ ماہ تیر ۱۳۴۲ف پیش ہوئی کہ درخواستگزارہ خاندان مشترکہ کی بیوہ ہے اور بعد فوتی فرزند اس کے نام جو پٹہ ہوا ہے اُس کے حقوق محدود ہیں ۔شوہر کی جائداد اُس کو نہیں ملی ۔ وطن مشترکہ ہے اُس کی تقسیم نہیں ہوئی اُس کو شوہر کی اجازت ہے نہ اُس کو قانوناً متبنے لینے کا حق ہے نہ بھائی کا لڑکا شاستراً متبنے لیا جا سکتا ہے ۔لہذا استدعا ہے درخواست مہالسا بائی خارج کی جائے ۔

بعد سماعت بحث فریقین تحصیلدار صاحب نے بتاریخ ۴ ماہ اردی بہشت ۱۳۴۳ف جو فیصلہ صادر کیا ہے اُس کا خلاصہ حسب ذیل ہے ۔

امر فیصلشدہ عارض ہے خاندان مشترکہ ہے بلحاظ شاستر بھائی کا بیٹا متبنے نہیں لیا جا سکتا درخواستگزارہ اپنی زندگی تک صرف ٹیلگی کی مستحق ہے ۔لہذا حکم ہوا کہ درخواست تبنیت مہالسا بائی خارج کی جائے ۔

جب کارروائی ڈویژن میں وصول ہوئی تو ڈویژن افسر صاحب نے بھی بعد سماعت بحث بتاریخ ۲۹ ماہ امرداد ۱۳۴۳ف تحصیل کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے ضلع سے توثیق چاہی ۔

اول تعلقدار صاحب ضلع نے ۸ ماہ آذر ۱۳۴۴ف جو فیصلہ صادر کیا ہے اُس کا ماخذ حسب ذیل ہے ۔

درخواستگزارہ سپنڈوں میں سے اجازت لیکر متبنے لے سکتی ہے ۔بلا اجازت سپنڈوں کے متبنے نہیں لے سکتی "

تجویز مندرجۂ بالا کی ناراضی سے مہالسا بائی مرافعہا نے محکمہ صوبہ داری میں مرافعہ پیش کی ۔

جناب صوبہ دار صاحب نے بعد سماعت بحث فریقین بتاریخ ۴ ماہ تیر ۱۳۴۶ف جو فیصلہ صادر کیا اُس کا خلاصہ حسب ذیل ہے ۔

مہالسا بائی
بنام
وامن راؤ

"تختہ مرتبہ تحصیل منظورہ ڈویژن بابتہ ۱۳۱۱ف کے معائنہ سے واضح ہے کہ وطن تاحیات مرافعہا کے نام منظور رہا ہے - اس تختہ کے معائنہ کے بعد اب کوئی موقع بحث کا نہیں رہتا ہے - اس وطندار کے حقوق صرف تاحیات تسلیم کئے جا چکے ہیں جس کی نسبت کوئی چارہ کار اختیار نہیں کیا گیا - اس لحاظ سے تبنیت کی استدعا نامنظور کیجاتی ہے کارروائی ختم کی جائے مرافعہ نامنظور کیا جاتا ہے "

اس تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے مہالسا بائی مرافعہا نے محکمۂ ہذا میں مرافعہ ثانی پیش کیا ہے جس کے عذرات اہم حسب ذیل ہیں -

عذرات

(۱) یہ کہ عدالت تحت نے محض اس خیال سے کہ مرافعہا کے بیٹے کے نام وطن ہوجانے کے بعد پھر مرافعہا کے نام بحیثیت ماں کے یہ وطن وراثتاً تاحیات منظور ہوچکا ہے تبنیت کی استدعا نامنظور فرمائی ہے جبکہ دھرم شاستر میں صاف حکم ہے کہ جب بیوہ اپنے بیٹے کی وارث ہوا اور وہ اپنے متوفی شوہر کے لئے بیٹا بتنے لے تو ایسی تبنیت جائز ہوگی تو استدعا اجازت تبنیت نامنظور فرمانا صحیح نہیں ہے -

(۲) مرافعہا کا وطندار مالی پٹیلی ہونا مسلمہ ہے اور سرکار سے وطن قابل توریث و انتقال قرار دیا گیا ہے اور وطنداروں کی تبنیت تابع منظوری سرکار ہے تو پھر بیوہ کو بروئے احکام دھرم شاستر اجازت دینے میں کوئی امر مانع نہیں ہے بخلاف اس کے تبنیت میں لینے سے سائلہ کو روکنا سختی ہے -

لہذا استدعا ہے کہ فیصلہ عدالت ماتحت زیر مرافعہ منسوخ فرمایا جائے اور سائلہ کو اجازت تبنیت مرحمت فرمائی جائے -

حکم عالیجناب منصرم صدر المہام بہادر مال -

تمہید - وکیل صاحبان فریقین کی بحث بتاریخ ۱۵ بہمن ۱۳۴۷ف سماعت کی گئی وطندار کی درخواست اجازت تبنیت تحت میں نامنظور ہوچکی ہے جس کا یہ مرافعہ ہے ابتداءً ۱۳۱۱ف میں مرافعہ گزارہ کے نام اس کے بیٹے کا وطن تاحیات منتقل ہوا بعد میں ۱۳۴۳ف

مہالسابائی
بنام
واسن راؤ

مین تبنیت کی اجازت کی ان کی خواہش بھی نامنظور رہو کر یہ تجویز قطعی ہو چکی ہے انہیں کارروائیوں کے حوالہ سے صوبہ داری نے درخواست استجازت تبنیت نامنظور کر کے ختم کارروائی کا حکم دیا ہے جو درست ہے پس

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور۔

مرافعہ صیغہ مال

نشان مثل ۳۹/۸۷ ۱۳۴۶ف۔ منفصلہ ۲۳ اردی بہشت ۱۳۴۷ف

وشونادھم مرافع بوکالت مولوی محمد اسلم خاں صاحب وکیل

بنام

مہدی علی خاں مرافعہ علیہ بوکالت ....

سررشتۂ مال جاگیردار کا قرضہ ادا کرنے کا کب ذمہ دار ہے۔

تجویز ہوئی کہ جبکہ کسی ضبط شدہ جاگیر کے مالک کا قرضہ سرکار کا تسلیم کردہ نہ ہو تو ایسی صورت میں سررشتۂ مال اس کے ایفاء کر دینے کا ذمہ دار نہیں ہے۔

واقعات مقدمہ یہ ہیں کہ موضع جاگیر گوموارم علاقہ مہدی علیخاں صاحب تحت قرضہ نندلال ساہو بحکم عالیجناب صدر المہام بہادر سال ۱۳۴۵ف سے زیر نگرانی سرکار ہے زمانہ بحالی جاگیر ۱۳۴۳ف میں جاگیردار صاحب نے معاملہ آبکاری کا تعہد وشوناتھ نارائن کو برقم ([illegible]) سالانہ (۱۰) سال کے لئے دیا گیا تھا ضبطی جاگیر کے بعد دو ماہ کی رقم داخل نہیں کی گئی تو تحصیل سے مستاجر کی جائداد ضبط کی گئی اور جاگیردار صاحب نے معاملہ مذکور بعلت خلاف ورزی بہ ضبطی دھروت فسخ کر کے ذریعہ مراسلہ ۳۳ مورخہ ۲۴ شہریور ۱۳۴۵ف تحصیل کو مطلع کیا بخلاف حکم ضبطی مستاجر نے تحصیل میں درخواست پیش کی کہ معاملہ مذکور کی دھروت حسب معاہدہ (۲۰) ماہی مبلغ (اسماء) جمع ہیں رحالیہ احکام کے لحاظ سے معاملہ آبکاری تحت مدراس سسٹم ۱۳۴۶ف سے سرکار میں لیا جا رہا ہے۔ اس لئے سال حال کی رقم دھروت قابل مجرا ہے۔ ماہانہ قسط مقررہ (ماصہ) میں رقم قرضہ سائل ماہانہ (سہ) حسب معاہدہ باہمی بموجب

مرافعہ بنا راضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبۂ میدک مورخہ ۲۰ خورداد ۱۳۴۶ف۔

وشونا دھم بنام مہدی علی خان

تصفیہ دفتر تحصیل مجرا ہورہے ہیں مابقی رقم (للعہ) ماہانہ تحصیل میں داخل ہورہے ہیں۔ سال حال کے اقساط خورداد تک بیباق داخل ہوچکے ہیں۔ اب آئندہ ختم سال تک (ہ) اقساط کی رقم مبلغ (اعہ) باقی رہجاتی ہے۔

مجتمع دھڑوت سے مجرائی کے بعد (ماللعہ) سائل کو واپس ملنے اور جانور منضبط کے واگذاشت کا حکم صادر فرمایا جائے۔

بربناء درخواست جانوران منضبط باخذ ضمانت واگذاشت کردئے جاکر تحصیلدار صاحب نے یہ تجویز کی کہ معاملہ آبکاری ۱۳۴۶ف سے زیر انتظام آبکاری ہوگیا ہے اس لئے متاجر اپنی دھڑوت کی رقم اقساط آبکاری میں مجرا کررہا ہے جس کے متعلق جاگیردار صاحب نے اپنی تجویز کے ذریعہ حجت پیدا کی ہے کہ جس کا تصفیہ متعاقب ہوگا۔ جب متاجر کا معاملہ ختم ہوجارہا ہے تو اُس کی دھڑوت کی رقم قسط آبکاری میں مجرا کی جانی ضرور ہوگی۔ (سماء) دھڑوت اس میں شبہ نہیں ہے کہ جاگیردار صاحب نے ۱۳۴۳ف میں حاصل کیا ہے جس کی مجرائی ۱۳۴۵ف میں ہونے سے آمدنی جاگیر متاثر ہورہی ہے۔ اگر رقم دھڑوت کو آبکاری کے حساب سے جدا رکھی جائے تو تب بھی جاگیردار صاحب کو ۱۳۴۵ف کی آمدنی سے تقریباً (صماء) کی رقم پہونچنا مسلمہ ہے۔

مزید براں رقم مجتمعہ سے انہیں رقم ایصال کی جائے تو نہ ساہوکار کو اصل قسط قرضہ کی ادائی ہوسکیگی نہ سود میں ایک حبہ ملیگا۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ رقم قسط ساہو کی وید یجائے وغیرہ۔

چنانچہ تجویز تحصیل بغرض توثیق ضلع میں پیش ہوئی تو ۱۶ مہر ۱۳۴۵ف کو جناب تعلقدار صاحب ضلع نے تجویز فرمائی کہ سالانہ قسط ساہو کی (اعہ) اصل اور (اماللعہ) سود کی ادائی میں مقرر ہے اور یہ اقساط ادا کرنے کے لئے جاگیر زیر نگرانی میں آئی ہے سال حال ساہوکار کو صرف (للعہ) ادا ہوئے ہیں (اللعہ) جمع تحصیل ہیں حسب رائے تحصیلدار صاحب ساہوکار کو ادا کردئے جائیں۔

اس تجویز کے خلاف جاگیردار صاحب نے ضلع میں درخواست پیش کی کہ :-

وشنو ناد ھم بنام مہدی علی خاں

تمام آمدنی جاگیر تحت قرضہ وسود روک لی جائیگی تو ہماری گذر کیسے ہوگی ۔ سود کے تحت اس قدر سختی ہونا سائل کے حق میں ناانصافی ہے ۔ لہذا جمع شدہ رقم سے نصف رقم ایصال کرنے حکم صادر فرمایا جائے ۔

اس درخواست پر تعلقدار صاحب نے تجویز فرمائی کہ تجویز مورخہ ۱۶ ارمہر ۱۳۴۵ ف کے سلسلہ میں تھوڑی اصلاح کی ضرورت لاحق ہوئی ۔ کیونکہ جاگیردار صاحب نے بعض عذرات درخواست کے ذریعہ پیش کئے ہیں ۔ ساہو نے بھی اپنی ادائی کے بارے میں پیروی کی ۔

کل ٹھیراؤ بابتہ ۱۳۴۵ ف	[illegible]
وصول وجمع	[illegible]
بقیہ	[illegible]
اخراجات دیہی کا جمع خرچ	[illegible]
باقی	[illegible]

تفصیل باقی

۱ بذمہ مستاجر آبکاری	۲ ذمہ مستاجر کنچہ	۳ وصول طلب	۴ بابتہ معاوضہ بھٹی شراب
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

رقم نمبر (۱) کو مستاجر نے روک رکھا ہے اس بناء پر کہ دھڑوت کی بابتہ ([illegible]) جاگیردار صاحب کے ذمہ ہیں اور ([illegible]) کو مستاجر اس لئے ادا نہیں کیا کہ جاگیردار صاحب نے مستاجر سے قرضہ لیا تھا ۔ دھڑوت کی رقم کو مجرا کر لینا درست ہے اور جاگیردار صاحب کو اس کا اقرار ہے کہ مستاجر نے دھڑوت داخل کیا تھا ۔ یہ جاگیر نگرانی میں آنے کے پہلے کا واقعہ ہے گویا ([illegible]) جاگیردار صاحب کو ادا ہونا تصور کیا جائے گا مگر قرضہ کی بابتہ جاگیردار صاحب کہتے ہیں کہ مستاجر کو رقم روکنے کا حق نہیں ہے ۔ تحصیل نے محاصل کی ضبطی کے وقت مستاجر کے حق میں مجرا دہی کا عمل کیا تھا ۔ مگر اب جبکہ جاگیر ضبطی میں آگئی ہے تو مستاجر کے مجرد مطالبہ پر کوئی رقم اس کو مجرا نہیں دیجا سکتی وہ بمقابلہ جاگیردار چارہ کار اختیار کر سکتا ہے مستاجر کی مقررہ قسط اس سے وصول کی جانا چاہئے وغیرہ ۔

دشونادھم
بنام
مہدی علی خاں

بناراضی تجویز ضلع وشوناتھ نارائن مستاجر نے محکمۂ صوبہ داری میں مرافعہ پیش کیا تو محکمۂ صوبہ داری سے یہ تجویز ہوئی کہ زمانہ ضبطی میں معاہدہ قرضہ کی پابندی کے لئے سررشتۂ مال مجبور نہیں کیا جاسکتا اور نہ مرافع رقم آبکاری میں بطور خود مجرائی اور وضعات کا عمل کرسکتا ہے۔ صحیح چارہ کار مرافع کے لئے یہ ہے کہ عدالت دیوانی میں رجوع ہوجائے اور ڈگری مرافعہ علیہ کے خلاف حاصل کرے۔ لہذا مرافعہ نامنظور۔

بناراضی تجویز محکمۂ صوبہ داری محکمۂ ہذا میں مرافعہ پیش ہوا ہے جس کے اہم عذرات حسب ذیل ہیں۔

عذرات

ف ۱۔ یہ کہ تجویز جناب تعلقدار صاحب بلا اخذ جواب سائل یکطرفہ مبہم اور خلاف قانون ہے اور نامنظوری مرافعہ کی تجویز صوبہ داری بھی یکطرفہ بلا سماعت بحث مصدرہ خلاف ضابطہ اور روئداد وشل ہے جس کی وجہ ہردو محکمہ جات تحت کو واقعات پر روشنی ڈالنے کا موقع نہیں ملا اور تجویز خلاف مرافع صادر فرمادی گئی جو لائق تنسیخ ہے۔

ف ۲۔ معاملات جاگیر جو قبل ضبطی وقوع میں آچکے ہوں اس میں صیغۂ مال رد و بدل کرنے کا قانوناً مجاز نہیں۔ خصوصاً معاہدات رجسٹری شدہ کی پابندی میں اور نہ کوئی جاگیردار اپنے معاہدہ کے خلاف صیغۂ مال سے کسی قسم کی مدد حاصل کرسکتا ہے۔

ف ۳۔ یہ کہ جاگیرات کی آبکاری ختم ۱۳۴۵ف میں زیر نگرانی سرکار لے لی گئی تو اس نوبت پر ماضیہ عمل مجرائی اقساط کی نسبت کوئی حکم خلاف شرائط تعہد تکمیل کردہ جاگیردار منافی صیغۂ مال دینے کا مجاز نہیں اور نہ من شخص ثالث پر ایسے حکم کی تعمیل قانوناً واجب وغیرہ۔

استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ تجویز تعلقدار صاحب باغات منسوخ فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب منصرم صدر المہام بہادر مال۔

تمہید۔ تاریخ پیشی ۱۰؍ آبان ۱۳۴۶ف پر وکیل صاحبان فریقین نے ادخال صلحنامہ کے لئے موقع طلب کیا تھا۔ لیکن تاریخ مقررہ ۲۳؍ آبان ۱۳۴۶ف کو فریقین غیر حاضر رہے۔ لہذا روئداد پر تصفیہ کیا جاتا ہے۔

وشونادھم بنام مہدی علی خاں

مرافع نے مرافعہ علیہ جاگیردار سے زمانہ ضبطی کے قبل معاملہ آبکاری حاصل کیا تھا اور کچھ رقم ذریعہ دستاویز قرض دی تھی جس کی نسبت معاہدہ ہوا تھا کہ آمدنی آبکاری سے وضعات ہوتی رہے گی۔ ایک دوسرے قرضہ میں جس کی ضمانت سرکار نے کی تھی جاگیر ضبط ہوئی ہے۔ مرافع کا قرضہ سرکار کا تسلیم شدہ نہیں ہے اور سررشتہ مال اُس کے ایفاء کردینے کا ذمہ دار نہیں ہے۔ مرافع عدالت سے چارہ کار اختیار کرسکتا ہے۔ تجویز صوبہ داری ناقابل دست اندازی ہے۔ پس

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور۔

مرافعہ صیغۂ مال

رام جی مرافع بوکالت مولوی محمد عبدالصمد صاحب وکیل

بنام

چندی بائی مرافعہ علیہا بوکالت مولوی سید عبدالغنی صاحب وکیل

نشان مثل ۸۳ / ۸ ۱۳۴۶ف — منفصلہ ۱۶ خورداد ۱۳۴۶ف

نابالغ کے جائداد کی حفاظت۔

تجویز ہوئی کہ اغیار کے دستبرد سے جائداد کو محفوظ کرنے کی غرض سے اور نابالغ کے حق کی حفاظت کے خیال سے جو انتظام صوبہ داری نے فرمایا ہے وہ درست ہے۔

واقعات مقدمہ ہذا یہ ہیں کہ مسمی بھاؤلال کے نام دو اراضیات سروے نمبر (۱۶/۱) و ۳۵ کا پٹہ موقوعہ مواضع رام پورہ وبمپاپتی تعلقہ بھوکردن تھا۔ بھاؤلال کی وفات پر اُس کی زوجہ چندی بائی مرافعہ علیہا اس کی وارث قرار پائی۔

بتاریخ ۲۳ امرداد ۱۳۴۳ف چندی بائی مرافعہ علیہا نے صاحب ضلع اورنگ آباد کی خدمت میں بولایت پدر حقیقی بدیں مضمون درخواست پیش کی کہ:۔

فدوی کی دختر مسماۃ چندی زوجہ بھاؤلال نابالغہ معمر (۹) سالہ ہے اور اس کے دو ۲ نمبرات واقع موضع رام پورہ وبمپاپتی میں واقع ہیں مسماۃ مذکورہ میرے زیر پرورش ہے اور ان نمبرات کا

مرافعہ بناراضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبۂ اورنگ آباد مورخہ ۸ امرداد ۱۳۴۶ف۔

رام جی
بنام
چندی بائی

پٹہ تحصیل وڈ دیڑن سے نابالغہ کے نام ہو چکا ہے کورٹ آف وارڈز زیر نگرانی سرکار لیا جائے اوران نمبرات کو سرکار لاؤنی کے واسطے دیں - اس کے ذریعہ نابالغہ کی پرورش ہوا کرے - وغیرہ - جس میں استدعا کی کہ :-

تحصیلدار صاحب بھوکردن کیے نام حسب ضابطہ نمبرات کو بہ نگرانی کورٹ آف وارڈز لئے جانیکے متعلق احکام صادر فرمائے جائیں -

مذکورہ بالا اصل درخواست کو تعلقدار صاحب نے تحصیلدار صاحب کے پاس بغرض رپورٹ روانہ کیا - تحصیل میں مسمی رام جی مرافع نے ذریعہ درخواست ۱۲ ؍ شہریور ۱۳۴۴ ف عذر داری پیش کی کہ :-

اراضیات مذکور الصدر بربناء بیعنامہ تکمیل کردہ مسماۃ ننھو بائی برقم (صہ) کلدار اس کے قبض و تصرف میں دیدئے گئے ہیں - اس لئے ہر دو اراضیات کا پٹہ اس کے نام کیا جائے -

تحصیلدار صاحب نے بعد تحقیقات ذریعہ مراسلہ ۵۵۳ مورخہ ۱۳ اسفندار ۱۳۴۵ ف جو رپورٹ کی اس کا ماحصل یہ ہے کہ :-

دو مسمی بھاؤلال کے نام موضع بمپانتی میں سروے ۱۶ اور موضع رام پورہ میں سروے ۳۵ کا پٹہ تھا پٹہ دار فوت ہونے کی وجہ سے ان اراضیات کا پٹہ ورانتاً ۱۳۴۲ ف میں اُس کی زوجہ مسماۃ چندری بائی کے نام ہوا - مسماۃ ننھو بائی زوجہ جے رام (جو دستاویز میں شوہر پٹہ دار کی دادی درج ہے) نے ان دونوں نمبرات کو بحق رام جی پٹہ دار کو نوائی پٹیل برقم (صہ) کلدار بیع کر کر مشتری مذکور کے قبض و تصرف میں دیدی - اب اراضیات مذکور پر رام جی ہی قابض ہے - میری رائے میں پٹہ دارہ نابالغہ ہونے سے رام جی پٹیل نے (جو باثر شخص ہے) قبضہ غاصبانہ کیا ہے - لہذا حسب دفعہ (۲۶) قانون کورٹ آف وارڈز بعد تحقیقات اراضیات مذکور زیر نگرانی سرکار لیجاکر کاشت کا انتظام کیا جائے تو نابالغہ کے حقوق کی حفاظت ہوگی "

مندرجہ بالا رپورٹ کے وصول ہونے پر صاحب ضلع نے بتاریخ ۱۷ ؍ بہمن ۱۳۴۶ ف بعد سماعت بحث فریقین یہ تصفیہ کیا کہ " مالیت جائداد بہت قلیل ہے اس لئے کورٹ آف وارڈز کی

رام جی بنام چندی بائی

نگرانی میں نہیں لیجا سکتی ۔

بنا راضی تجویز صاحب ضلع چندی بائی مرافعہ علیہا نے محکمۂ صوبہ داری میں مرافعہ پیش کیا۔ جناب صوبہ دار صاحب نے بتاریخ ۸ ر امرداد ۱۳۴۶ف جو فیصلہ کیا اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے ۔

تعلقدار صاحب نے فیصلہ زیر مرافعہ میں زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز کی تجویز کو اس بناء پر نامنظور کیا ہے کہ آمدنی بالکل قلیل ہے اس کی نسبت واقعہ یہ ہے کہ اولاً قانوناً کورٹ آف وارڈز سرکار عالی میں کوئی قید آمدنی جائداد کی نہیں ہے ۔ بریں ہم ذریعہ گشتی نمبر (۳) ۱۳۳۶ف کلیات دفتر سرکار سے یہ مزید وضاحت کی گئی ہے کہ آمدنی اگر کم بھی ہو تو تعلقدار ضلع اپنے صوابدید سے کارروائی کر سکتے ہیں ۔

اس مقدمہ کا محور دراصل یہ ہے کہ :-

(۱) جائداد کا پٹہ دار کون ہے اور

(۲) پٹہ دار کی حالت کیا قانون کورٹ آف وارڈز کے تحت داخل ہے یہ دونوں صورتیں یہاں موجود ہیں نابالغہ ہے اور یہ پٹہ دار ہے ۔ جائداد گو قلیل ہے لیکن دست برد کا اندیشہ ہے اس لئے اس کی ضرورت ہے کہ نابالغہ کے حقوق کی حفاظت کی جائے جب پٹہ نابالغہ کے نام ہو چکا ہے تو اس کے شوہر کی دادی کو فروخت کرنے کا حق نہیں ہے لہذا درخواست مرافعہ منظور کی جاتی ہے ۔ حسب احکام کورٹ آف وارڈز جائداد کو نگرانی میں لینے کی کارروائی کی جائے ۔ تحصیلدار صاحب تعلقہ اپنے صوابدید سے مقامی انتظام نگرانی کا اور اس سے آمدنی کا کر سکتے ہیں ۔

صوبہ دار صاحب کی تجویز کی ناراضی سے رام جی مرافع نے محکمۂ ہذا میں بعذرات ذیل مرافعہ پیش کیا ہے ۔

عذرات

ف ۱ - یہ کہ من مرافع کا قبضہ اراضیات مابہ البحث پر بربنا بیع بحیثیت مالکانہ ثابت ہے سرکاری محاصل بھی مرافع ہی ادا کرتا ہے ۔ باوجود اس کے حکم نگرانی قابل غور ہے ۔

رام جی
بنام
چیندی بائی

۲) - یہ کہ مرافعہ علیہانے باغوا وچند مخالفین محض من مرافع کو پریشان کرنے اور نقصان پہونچانے کے لئے یہ کارروائی کی جو بعد ثبوت قبضہ من مرافع کسی طرح قابل لحاظ نہ تھا - لہذا استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ حکم زیر مرافعہ منسوخ اور تجویز محکمۂ ضلع بحال فرمائی جائے -

حکم عالیجناب منصرم صدر المہام بہادر مال -

تمہید - وکیل صاحب مرافع کی غیر حاضری کی وجہ سے وکیل صاحب مرافعہ علیہ کی یکطرفہ بحث بتاریخ ۹ر فروری ۱۳۴۷ف سماعت کی گئی اور اعذار مرافعہ و روئداد شمل پر غور کیا گیا -

نابالغہ کے حقوق کی حفاظت کے مدنظر اس کے پٹہ کے اراضیات کو نگرانی سرکار میں لینے کا حکم صوبہ داری نے دیا ہے -

مرافعہ گزار اپنے کو خریدار اور قابض بتلاتا ہے جس کو صوبہ داری نے اپنی تجویز میں ناجائز قرار دیا ہے -

اغیار کے دست برد سے جائداد کو محفوظ کرنے کی غرض سے اور نابالغہ کے حق کی حفاظت کے خیال سے جو انتظام صوبہ داری نے فرمایا ہے وہ درست ہے - پس

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور -

مرافعہ صیغۂ مال

۱۳۴۶ف
نشان مثل ۵۴/۸۷
منفصلہ ۲۳ر اسفندار ۱۳۴۷ف

انتال تلیا مرافع بوکالت پنڈت سورج چند صاحب وکیل

بنام

بنڈہ پلی ویریا مرافعہ علیہ بوکالت پنڈت سرینواس راؤ صاحب وکیل

سیت سندھی گری کے عوض میں اراضی کا طلب کیا جانا -

تجویز ہوئی کہ سیت سندھی گری کی نقد معاش کے عوض میں کوئی شخص استحقاقاً کسی خاص اراضی کے لئے دعوے نہیں کرسکتا بلکہ اس کا عطاء کرنا بالکلیہ

مرافعہ بنا راضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبۂ ورنگل مورخہ ۲۶ر اردی بہشت ۱۳۴۶ف -

انتال تیا
نام
بنڈرہ پلی ویریا

سرکار کے صوابدید پر منحصر ہے ۔

واقعات یہ ہیں کہ تحصیل کھمم سے تختہ جات تکمیلہ معاش اراضی سیت سندھی موضع وینکٹائی پالم مرتب ہوکر بہ ثبت ۴۲۰ مورخہ ۸ ر فروردی ۱۳۴۵ف ڈویژن میں اس رائے کے ساتھ بھیجے گئے کہ مسمی انتال تیا سیت سندھی موضع وینکٹائی پالم نے بوجہ کمی موجودہ معاش تکمیلہ معاش کی درخواست پیش کی ہے کہ اس وقت سیت سندھی کے نام اراضی خشکی سروے نمبر (۱۵۱۸) موازی (۳ ایکر ۱۳ گنٹہ) رقمی (للعہ) روپیہ کا انعام بحال ہے اور (للعہ) کی تکمیل ہونا باقی ہے ۔ دفتر سوبی کی کیفیت سے واضح ہے کہ اراضی نشاندادہ سروے ۳۴۷ موازی (۱ ایکر ۳۶ گنٹہ) پرمپوک اندرون آیاکٹ تالاب ہے چونکہ یہ جیدہ اور چھوٹا قطعہ ہے اور یہ ۳۹ سے بہ درخواست کاشت ہوکر بمد سوائے جمعبندی ہورہا ہے ۔ درخواست مکرر بھی اس نمبر کے متعلق پیش ہوئی ہے چونکہ تکمیلہ معاش میں مجوزہ اراضی دیجائے تو مقررہ رقم کے منجملہ بعد تکمیلہ انعام میں محسوب ہوکر مابقی رقم سیت سندھی سے نقد وصول کرلی جاسکتی ہے ۔ لہذا سروے نمبر (۳۴۷) موازی (۱ بیگہ ۳۶ گنٹہ) پرمپوک کو تکمیلہ انعام سیت سندھی منظور فرمایا جائے ۔ ڈویژن سے باتفاق رائے تحصیل تختہ جات ضلع میں روانہ کئے گئے ۔

ضلع سے بواپسی تختہ جات ذریعہ مراسلہ نشان ۴۳۵ مورخہ ۱۰ ار اردی بہشت ۱۳۴۵ف ڈویژن کو یہ لکھا گیا کہ مسمی بنڈرہ پلی ویریا رعایا نے درخواست پیش کی ہے جس کی نقل باہذا مرسل ہے جس سے ظاہر ہے کہ نمبر زیر بحث قلیل الرقبہ پرمپوک ناقابل زراعت قرارداده بندوبست کو باد خال درخواست عطاء پٹہ بحصول اجازت محنت وصرفہ زرکثیر قابل کاشت تری بتاکر رقم سرکاری عرصہ (۷) سال سے داخل کررہا ہے جس کا عمل بودرخواست کاشت ہونے سے بمد سوائے جمعبندی ہورہا ہے ۔ اس کی تصدیق رائے تحصیل سے ہوتی ہے اگر یہ امر واقعہ ہے تو بلحاظ گشتی معتمدی مال ۱۹ مورخہ ۷ رمہر ۱۳۳۹ف قبضہ جائز متصور ہوگا ۔

ف ۔ اسکیم سیت سندھیاں نافذ ہونے کے بعد (۲۰) سال تک سکوت اختیار کرکے

انتقال پتیا بنام بنڈہ پلی دریا

آج ایک ایسی زمین کے متعلق جس پر رعایا کا دیرینہ قبضہ ہے نشاندہی کرنا درپردہ کسی کے اغواء دہی کا پتہ دیتا ہے - دیرینہ قابض کے حقوق نظرانداز نہیں کئے جاسکتے اس لئے یہ آئین ونظائر مال کے خلاف ہے -

ف ۲ - بعد اسکیم تکمیلہ معاش کے تختہ جات عام طور پر مرتب وروانہ ارباب صدر ہو چکے ہیں جو زیر منظوری ہیں جس میں موضع وینکٹائی پالم بھی شریک ہے ایسی صورت میں مکرر یہ انفرادی طور پر تحریکات قابل غور ہیں - اگر صدور منظوری تک تامل نہیں کیا جاتا ہے بعد غور تختہ نمبر (۱۰) وہی فارغ القبضہ اراضی سے حسب ضابطہ تکمیلہ کرادیا جائے -

اس کے بعد بحین جمعبندی مثل ضلع بمقام دورہ تحصیل مدھیرہ پیش ہوئی تو تحصیلسی دست بدست کیفیت لیجا کر تعلقدار صاحب نے یہ تجویز صادر فرمائی کہ اراضی زیر بحث پر دریا کا (۸) سالہ قبضہ ہے اُس نے کثیر روپیہ صرف کرکے اراضی کو درست کیا ہے اگرچہ اُس کے نام پٹہ نہیں ہوا ہے یہ تحصیل کی غلطی ہے - کیوں اتنی مدت تک اراضی سے بیدخل نہیں کیا گیا سرکاری اغراض مقدم ہیں مگر انصاف کا خون کرکے سرکاری اغراض کی تکمیل کرنا مہذب گورنمنٹ کا شعار نہیں ہے اگر سیت سندھی کو تکمیلہ معاش کی ضرورت ہے تو کوئی دوسری اراضی دیدیجائے باضابطہ کارروائی کی جائے جو اراضی اس وقت بنڈی پلی دریا کے قبضہ میں ہے اس کو سیت سندھی کے لئے مختص کرنا مناسب نہیں پس حسبہٗ عمل کیا جائے -

تحصیل نے محکمہ ضلع کو یہ توجہ دلائی کہ محکمہ والا سے سیت سندھی کے لئے دوسری اراضی کا انتخاب کرنے اور اراضی زیر بحث کو دریا کے قبضہ میں دینے کا حکم ہوا ہے -

درخواست بنڈہ پلی دریا پر مکرر غور کیا گیا - درخواستگزار نے ایک درخواست اراضی پر مسبوک کو پٹہ پر حاصل کرنے کی دی اور ابھی مراحل ضابطہ تکمیل نہ پائے کہ اراضی پر قبضہ کرلیا اور کاشت شروع کردی - اور اب دعویدار اس امر کا ہو رہا ہے کہ سوائے اس کے اور کسی کے نام یہ اراضی پٹہ پر نہ دیجائے اس اراضی کے پٹہ پر اُٹھانے کا قاعدہ حسب ذیل ہے -

(۱) درخواست لاؤنی رعایا کی جانب سے پیش ہونا چاہئے -

انتقال پتیا
بنام
ہنڈہ پلی ویریا

(۲) تختہ جات لاؤنی مرتب ہو کر حسب قاعدہ وضابطہ ضلع و صوبہ داری یا معتمدی مال سے منظوری حاصل کی جانی چاہیئے۔

(۳) اس منظوری کے بعد تحت دفعہ (۹۴۵) قانون مال عمل ہوگا تاوقتیکہ تختہ جات لاؤنی کی منظوری نہ ہو نہ تو کوئی شخص کا قبضہ اراضی پرمپوک پر کرایا جاسکتا ہے اور نہ کسی شخص کے قبضہ کو جائز اور درست تصور کیا جاسکتا ہے۔ ایسی صورت میں درخواست ناقابل التفات ہے۔ اس اراضی کو سیت سندھی کے انعام میں اراضی کی شرکت سے درحقیقت اغراض سرکاری کی تکمیل ہوگی۔ سرکار ہر وقت ایسے امور کی تکمیل کی مجاز ہے حالیہ قاعدہ کے لحاظ سے سیت سندھی کو نقد معاش ایصال نہیں ہوسکتی۔ سیت سندھی کا معاوضہ اراضی ہی سے دیا جاسکتا ہے۔ پس جو حکم تحصیل سے قبضہ دھانی کا جاری کیا گیا ہے نادرست نہیں پایا جاتا۔ براہ کرم حسب تحریک سابقہ اراضی مذکور کو تکمیلہ معاش سیت سندھی میں دینے کی منظوری صادر فرمائی جائے۔

بضمن تنقیح ڈویژن کھمم آبان ۱۳۴۵ف صاحب ضلع نے بتاریخ ۳۰ مہر ۱۳۴۵ف کو یہ تجویز فرمائی کہ:-

تحریک تحصیل قابل لحاظ ہے سیت سندھی کی معاش کا تکمیلہ ضروری ہے حق ترجیح سیت سندھی کو حاصل ہے۔ پس اگر قابض ناجائز کو جس سے سوائے جمعبندی وصول ہو رہی ہے۔ لحاظ کرنا ہو تو تکمیلہ معاش کی حد تک چھوڑ کر اس کے بقیہ حصہ دیا جاسکتا ہے۔

اس تجویز ضلع کی ناراضی سے مسمی ہنڈہ پلی ویریا نے محکمہ صوبہ داری میں اپیل پیش کیا تو محکمہ صوبہ داری سے بدیں عذر مرافعہ پیش ہوا کہ:-

یہ نزاع ایسی اراضی پرمپوک سے متعلق ہے جس پر ایک رعایا، درخواست لاؤنی دیکر بلا انتظار حکم منظوری پٹہ قابض ہوگیا اور کئی سال تک کارروائی پٹہ کا دوران رہکر اس پر اس نے صرفہ کرکے اراضی کو کاشت کرکے مستفید ہوتا رہا تحصیل کا استدلال ہے کہ بلا منظوری قبضہ ہوا ہے جو ناجائز ہے اس کو بیدخل کردیا جائے۔

انتقال کیا
بنام
بنڈہ پلی ویریا

مگر ظاہر ہے کہ بیدخلی محض اس وجہ سے نہیں کی جا رہی ہے کہ اراضی پر مبوک ہے اور سرکاری نقطۂ نظر سے اُس میں کاشت قابل اعتراض ہے بلکہ غرض بیدخلی یہ ہے کہ اراضی کو سیت سندھی کے نام پٹہ کر دیا جائے تا اُس کے انعام کا تکملہ ہو جب اراضی لاؤنی میں سرکار کو عذر نہیں ہے تو قانوناً کسی قابض کو بیدخل کرنا درست نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ وہ تاوان مقررہ ادا کرتا رہے تحت میں لاؤنی کی کارروائیوں میں تاخیر عموماً ہوا کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر عملدرآمد یہ پڑگیا ہے کہ درخواست دیگر رعایا، قابض ہو جاتی ہے اور بعدہ اُس کے نام قیام پٹہ کا تصفیہ ہوتا ہے اس میں بھی سر امر رعایا، خود ہی ذمہ داری لیتی ہے کہ یکطرفہ تاوان اُس کو ادا کرنا پڑتا ہے۔

اور دوسری جانب متعدد خواہشمندان پیش ہوں تو ہراج میں اُس کو اراضی حاصل کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے رعایا رکی بیدخلی جائز نہیں متصور ہو سکتی تا وقتیکہ اراضی میں کاشت خلاف اغراض سرکاری اور ممنوع قرار نہ دیجائے۔ ضلع نے ابتداءً ذریعہ تجویز مورخۂ ۱۶ امرداد ی بہشت ۱۳۴۵ف جو تصفیہ کیا تھا اصولاً درست تھا جس سے بصیغۂ اپیل اتفاق کیا جاتا ہے۔ بعد تکمیل مراتب ضابطہ اراضی متنازعہ کا پٹہ تحت دفعہ (۵۴) کردیا جائے اس حکم کی ناراضی سے انتال نتیا ملازم سیت سندھی نے بعذرات ذیل محکمۂ معتمدی مال میں اپیل پیش کیا ہے۔

عذرات

(۱) یہ کہ جناب تعلقدار صاحب نے جو تجویز ۳۰ مہر ۱۳۴۵ف صادر فرمائی ہے وہ اصولاً انصاف پر مبنی ہے۔ محکمۂ صوبہ داری سے تجویز ضلع مورخۂ ۱۶ امرداد ی بہشت ۱۳۴۵ف کا حوالہ دیتے ہوئے جو تجویز فرمائے ہیں وہ کسی طرح صحیح نہیں ہے قابل تنسیخ ہے۔

(۲) یہ کہ بمنظوری محکمہ ضلع اراضی متنازعہ کا قبضہ بذریعہ گرداور اور مقدمان دیہی مرافع کو ملا ہے اور تعمیلی رپورٹ محکمۂ تحصیل میں ہو چکی ہے جو تجویز محکمۂ صوبہ داری سے یکطرفہ صادر ہوئی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

(۳) یہ کہ مرافع غریب ملازم سرکار سیت سندھی کثیر العیال ہے محکمہ تحصیل و ڈویژن و ضلع نے

انتقال تیقال
بنام
بنڈہ پلی ویریا

تحت ضابطہ تکمیلہ اراضی معاش کی منظوری صادر فرمائی ہے - بلحاظ اختیارات حاصلہ تجویز ضلع قطعی ہے جو کسی طرح منسوخ نہیں ہو سکتی -

(۴) یہ کہ بنڈہ پلی ویریا مرافعہ علیہ اراضی متنازعہ کے متعلق موضع کے مقدم کی سازش وطرفداری سے محکمۂ صوبہ داری میں مرافعہ پیش کیا - مقدم مذکور قابل تدارک سررشتۂ مال ہے -

(۵) یہ کہ حکم تحصیل کی بناء پر مرافع کا قبضہ اراضی متنازعہ پر موجود ہے - مرافع کی بیدخلی بر بناء فیصلہ صوبہ داری کسی طرح جائز نہیں ہو سکتی - لہذا

استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ تجویز تحت منسوخ فرمائی جائے - اراضی متنازعہ تکمیل معاش سیت سندھی میں بحق مرافع بحال و برقرار رکھی جائے -

حکم عالیجناب صدر المہام بہادر مال -

تمہید - وکلاء فریقین کی بحث سماعت کی گئی - سیت سندھی گودی کی نقد معاش کے عوض مرافع ایک ایسی اراضی کا خواہاں ہے جس پر مرافعہ علیہ کئی سال سے بحیثیت سوائے جمعبندی کاشتکار قابض ہے - عدالت ماتحت کی یہ رائے ہے کہ اس غرض کے لئے کوئی دوسری اراضی کی نشاندہی کیجائے -

مرافع استحقاقاً کسی خاص اراضی کے لئے دعوے نہیں کر سکتا بلکہ اس کا عطا کرنا بالکلیہ سرکار کے صوابدید پر منحصر ہے - پس ایسی حالت میں عدالت ماتحت کی رائے میں دست اندازی کے لئے کوئی معقول وجہ نہیں پائی جاتی ہے - لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور -

نگرانی صیغۂ مال

۲۴ سرخ
نشان مسل ۲۱/۴۹
منفصلہ ۴
تیر ۲۷ ۱۳۴۰ف

مہدپا — نگرانی خواہ بوکالت مولوی میر اکبر علی خان صاحب کونسل

بنام

ینکابائی — طرفثانیہ بوکالت مولوی حافظ ثابت علی صاحب وکیل

نگرانی بنا راضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبۂ اورنگ آباد مورخہ ۳ ردے ۱۳۴۷ف مسلہ ق -

مہدپا بنام ینکابائی

بیوہ کو چچا کے مقابلہ میں ترجیح ۔

تجویز ہوئی کہ اہل ہنود میں انقسام خاندان ثابت ہونے پر متوفی کے چچا کے مقابلہ میں بیوہ کو ترجیح حاصل ہے ۔

شجرہ خاندان حسب ذیل ہے ۔

بیراجی

سدپا — کامنا — ناگپا — ہنمنتا

کامنا ← بھیمنا ← ینکابائی و وٹھابائی زوجگان نگرانی علیہما

ناگپا ← مہدپا نگرانی خواہ

ہنمنتا لاولد فوت

واقعات مقدمۂ ہذا یہ ہیں کہ مسمی بھیمنا کوتوالی پٹیل موضع تمبور تعلقہ دیگلور کے انتقال کی اطلاع اہل دیہہ نے ذریعہ مراسلہ نشان (۵) م ۱۶ اسفندار ۱۳۴۱ ف دی اور اسی سال بعد کارروائی ضابطہ تحصیل سے متوفی کی وراثت ینکابائی بیوہ کلاں بشکمیداری وٹھابائی بیوہ خرد منظور کرنے کی سفارش کی گئی ۔

محکمۂ ڈویژن سے بتاریخ ۵ امرداد ۱۳۴۱ ف تحصیل کی رائے سے اتفاق کیا گیا ۔

من بعد بتاریخ ۷ آذر ۱۳۴۲ ف سدپا نگرانی خواہ نے ڈویژن میں حسب ذیل درخواست پیش کی ۔

(۱) یہ کہ پٹیل پٹواری موضع تمبور سے کہا جاتا رہا کہ کوتوالی پٹیلگی پر بلحاظ استحقاق وراثتاً سائل کے تقرر کے لئے رپورٹ کریں تو پٹیل پٹواری سائل کو اطمینان دلاتے رہے کہ خود محکمہ تحصیل سے اشتہار جاری ہو کر ورثاء کی طلبی ہوگی لیکن ابتک نہ کوئی اشتہار جاری ہوا اور نہ ورثاء متوفی کی طلبی عمل میں آئی اس لئے سائل کو شبہ ہونے سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سازش سے مخفی طور پر پٹیل پٹواری نے طرفثانیاں کے نام پٹیلگی کا پٹہ کرادیا ۔

مہدیا بنام بینکا بائی

(۲) یہ کہ سائل کے خاندان میں یہ ایک ہی وطن کو توالی ٹیپلگی موروثی ہے۔ میرے حقیقی دادا مسمی بیریا جی کے انتقال پر میرے چچا سدپا کا تقرر وراثتاً بوجہ کلانیت ہوا تھا اُس کے لاولد فوت ہونے کی وجہ سے مسمی بھیمنا متوفے کا تقرر بھی بلحاظ کلانیت ہوا متوفے اور سائل کا خاندان مشترکہ ہے۔ سائل کی موجودگی میں ممبر خاندان مشترکہ کی بیوگان کو بجز نان ونفقہ کے استحقاق وراثت حاصل نہیں ہے۔ لہذا

استدعا ہے کہ بعد تحقیقات کو توالی ٹیپلگی موضع تمبور پر وراثتاً سائل کا تقرر فرمایا جائے تاحیات طرفثانیاں کی پرورش سائل کرتا رہیگا۔

ڈویژن سے یہ اصل درخواست تحصیل میں بغرض تحقیقات واظہار رائے روانہ کردی گئی۔

مخانب فریقین شہادت تائیدی وتردیدی پیش ہونے کے بعد تحصیلدار صاحب نے بتاریخ ۲۷ تیر ۱۳۴۷ف یہ رائے ظاہر کی کہ۔

خاندان مشترکہ پایا جاتا ہے بیوہ کو صرف نان ونفقہ کا حق حاصل ہے۔ پٹہ مہدپا عذردار کے نام قابل منظوری ہے بلحاظ اشتراک خاندان اراضیات کا پٹہ بھی بنام عذردار قابل منظوری ہے۔

جبکہ کارروائی ڈویژن میں وصول ہوئی تو ڈویژن میں بھی فریقین رجوع ہوئے بعد سماعت بحث ڈویژن افسر صاحب نے بتاریخ ۱۰ شہریور ۱۳۴۷ف جو رائے ظاہر کی وہ حسب ذیل ہے۔

مہدپا عذردار کو حق ارجاع حاصل اور خاندان مشترکہ ثابت ہے اور خاندان میں ایک ہی وطن ہونے کے باعث ونیز وراثتاً مہدپا عذردار ہی مستحق ہے۔ لہذا حسب رائے تحصیلدار صاحب وراثت متوفے بھیمنا مقدم کو توالی موضع تمبور بنام مہدپا عذردار حقیقی کے چچازاد برادر متوفے منظور کی جاتی ہے زوجگان متوفے کی پرورش ذمہ مہدپا رہیگی۔

بنا راضی تجویز محکمہ ڈویژن بینکا بائی وو ٹھابائی نگرانی علیہما نے محکمہ ضلع میں مرافعہ پیش کیا۔

مہدپا
بنام
ینکابائی

بعد سماعت بحث جناب اول تعلقدار صاحب ناندیڑ نے بتاریخ ۱۶ اسفندار ۱۳۴۶ف جو فیصلہ صادر فرمایا اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

موازنۂ شہادت کے بعد تحصیل ڈویژن نے اشتراک خاندان کا جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ درست معلوم ہوتا ہے تقسیم وطن کے متعلق کوئی شہادت پیش نہیں ہوئی ہے اس کے علاوہ اس خاندان میں بھی ایک موروثی وطن ہے۔ پس وارث ذکور کی موجودگی میں بیوہ خاندان مشترکہ کو ترجیح نہیں دیجا سکتی ہے۔ لہذا حکم ہوا کہ مرافعہ نامنظور۔

اس تجویز ضلع کا مرافعہ منجانب ہر دو بیوگان محکمۂ صوبہ داری میں بھی ہوا۔

جناب صوبہ دار صاحب نے بتاریخ ۳ ردے ۱۳۴۷ف جو فیصلہ صادر فرمایا اس کا ملخص درج ذیل ہے۔

ابتدائی واقعات سے واضح ہے کہ ۱۳۱۸ف میں سرپا مورث جو لاولد تھا اس نے اپنے بھائی کے بیٹے بھیمنا کے نام وطن منتقل کیا جو منظور ہوگیا اور اس کا دوسرا بھائی جس کا بیٹا مہدپا ہے اسی وقت وہ محروم ہوگیا۔ تعلقدار صاحب نے اس کو موروثی وطن قرار دیکر مہدپا کے نام وراثت کی تجویز کی ہے لیکن یہ سلسلہ ورثاء اس وجہ سے قائم نہیں رہا ہے اس منتقلی کے سبب سے یہ ٹوٹ گیا ہے۔ ڈویژن نے بیوہ کے نام جو تجویز کی تھی وہ درست ہے اور اس نوبت پر اس سے اختلاف کی وجہ نہیں پائی جاتی بیوہ کا حق موجودہ حالت میں حین حیات ہے اس کی فوتی پر یا درخواست تبلیت پر یہ مقدمہ پھر تازہ ہو سکتا ہے کہ سرکار اس وطن کی مستحق ہے یا اور کوئی۔ بہرحال اس روئداد کے لحاظ سے درخواست مرافعہ منظور کی جاتی ہے اور وطن متوفی کا حین حیات بیوہ سماۃ ینکابائی کے نام حسب صراحت تجویز ڈویژن مورخہ ۵ امرداد ۱۳۴۶ف بموجب اشارات صدر منظور کیا جاتا ہے۔

بنا راضی تجویز صوبہ داری مہدپا نگرانی خواہ نے محکمۂ ہذا میں نگرانی پیش کی ہے جس کے عذرات اہم حسب ذیل ہیں۔

عذرات

(۱) یہ کہ مسئلہ زیر بحث یہ ہے کہ خاندان مشترکہ ہے یا منقسمہ۔ عدالت ہائے تحت نے

مہدیا
بنام
یبکا بائی

بالاتفاق یہ طے کیا کہ خاندان مشترکہ ہے اور نگرانی خواہ مستحق وطن ہے جناب صوبہ دار صاحب نے اس مسئلہ پر بلاکسی اظہار رائے کے سائل کو محروم کیا ہے جو بالکل ناواجبیت پر مبنی ہے

(۲) یہ کہ محکمۂ صوبہ داری نے منتقلی کو وجہ محرومی سائل ظاہر کیا ہے ۔ حالانکہ خاندان میں ایک رکن خاندان کا وطن دوسرے کو منتقل ہونے سے کسی وارث جائز کی محرومی نہیں ہوسکتی ۔

(۳) یہ کہ حالیہ پالیسی کے لحاظ سے ورثاء ذکور کی موجودگی میں ورثاء اناث کو کوئی حقیت حاصل نہیں ہے ۔ لہذا

استدعاء ہے کہ منظوری درخواست نگرانی تجویز تحت منسوخ فرمائی جائے ۔

حکم عالیجناب منصرم صدر المہام بہادر مال

تمہید ۔ وکیل صاحبان فریقین کی بحث بتاریخ ۲۹ ، اسفندار ۱۳۴۷ ف سماعت کی گئی یہ کارروائی وراثت وطن کوتوالی ٹیلی سے متعلق ہے ۔

ابتداً بیوہ کے نام وراثت منظور ہوئی تین سال کے بعد متوفی کا چچازاد بھائی بادعائے اشتراک خاندان رجوع ہوا اور اُس کے نام وراثت منظور ہوئی ۔ صوبہ داری نے بیوہ کے نام وراثت منظور کی ہے ۔ جس کی ناراضی سے یہ نگرانی پیش ہوئی ہے ۔

اس کارروائی میں اہم بحث اشتراک وانفصام خاندان کی ہے ۔ متوفی کے چچا نے جو وطندار تھا اپنی پیرانہ سالی کی وجہ سے وطن متوفی کے نام ۱۳۱۰ ف میں منتقل کیا ۔ تختۂ مرتبہ ۱۳۱۰ ف سے واضح ہے کہ اس وقت پر نگرانی خواہ کا باپ منتقل کنندہ و منتقل علیہ نے تقسیم کرکے علحدہ ہوچکا تھا ۔ علاوہ ازیں فیصلہ جات دیوانی منصفی وضلع سے بھی انفصام خاندان قرار پاچکا ہے ۔ ایسی حالت میں صوبہ داری نے بیوہ کو جو مستحق وراثت قرار دیا ہے وہ درست ہے ۔ پس

حکم ہوا کہ

نگرانی نامنظور ۔

نگرانی صیغۂ مال

نشان مثل ۲۹/۸۹ ۱۳۴۲ف منفصلہ ۳ مہر ۱۳۴۲ف

سدپا — نگرانی خواہ بوکالت پنڈت بلونت راؤ صاحب وکیل

بنام

سرکار عالی — طرفثانی بوکالت مولوی محمد عثمان صاحب وکیل

گشتی نشان (۲۹) بابتہ ۱۳۰۴ف۔ انضمام اوطان۔

تجویز ہوئی کہ انضمام اوطان کی صورت اُس وقت اختیار کی جاسکتی ہے جبکہ احکام کے تحت شرائط ثلاثہ بموجب گشتی (۲۹) بابتہ ۱۳۰۴ف موجود ہوں اور یہ انضمام کسی کی درخواست پر نہیں ہوتا۔ مصالح انتظامی اس کے مقتضی ہوں تو عہدہ داران متعلقہ مجاز تقرر اس پر بعد غور مناسب عمل کرسکتے ہیں۔

واقعات یہ ہیں کہ موضع ملکی دنی تعلقہ دیودرگ کا اصلدار مالی پٹیل مسمی لچھمیا (۳۰) شہریور ۱۳۴۱ف کو فوت ہوا باوجود اجراء اشتہار حضوری ورثا رحقداران کوئی رجوع نہ ہونے سے وطن مالی پٹیلی لاوارث قرار پایا مسمی سدپا نگرانی خواہ نے جو موضع مذکور کا پولیس پٹیل ہے مواضع کی آبادی و (۲۴) اور محاصل (۱۱۲۵ھ) اور شاہ راہ عام پر نہ ہونے سے حسب گشتی ۲۳ ۱۳۲۷ف انضمام اوطان کی درخواست دی۔

تحصیل نے بتائید درخواست گزار ڈویژن میں تحریک کی لیکن ڈویژن سے جواب دیا گیا کہ مالی پٹیلی پولیس پٹیلی میں ضم نہیں ہوسکتی خلاف احکام ہے لہذا تختہ جات گماشتہ گری جلد روانہ کئے جائیں۔

اس تجویز کا مرافعہ سدپا نے صوبہ داری میں کیا تھا جو بروئے احکام حالیہ مثل ضلع میں منتقل کی گئی۔

محکمۂ ضلع سے بعد سماعت بحث مرافعہ ترمیماً منظور کرکے بغرض تکمیل اخذ رائے تحصیل و نشاندہی احکام انضمام مثل واپس کردی گئی۔

تحصیل نے تقرر گماشتہ کے تختہ جات مرتب کرکے روانہ ڈویژن کئے اور سدپا پولیس پٹیل ہی کو گماشتہ منظور کرنے کی رائے دی گئی تھی۔

نگرانی بنار اضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبۂ گلبرگہ شریف مورخہ ۲۰ آبان ۱۳۴۶ف۔

سد پا
بنام
سرکار عالی

ڈویژن سے بموجب تجویز ۲۹؍آذر ۱۳۴۶ف نامنظور کی گئی اس کا بھی مرافعہ ضلع میں ہوا جو نامنظور رہا۔

حسب تجویز ضلع اول الذکر ڈویژن سے بعد تحقیق ذریعہ مراسلہ ۱۲۰ مورخہ ۲۵؍ردے ۱۳۴۶ف ضلع کو جواب دیا گیا کہ :-

تحصیلدار صاحب حال انضمام وطن کے مخالف ہیں اور گشتیات ۱۰۹ ۱۲۹۶ف ونشان ۲۹ ۱۳۰۴ف اس خصوص میں صاف ہیں اور ذریعہ تنقیح ۷۹ مورخہ مذکور تحصیل کو ہدایت کی گئی کہ مالی پٹیلی کو توالی پٹیلی میں ضم نہیں ہوسکتی۔ لہذا تختہ جات گماشتہ منجانب سرکار مرتب وروانہ کئے جائیں۔

مرافع سدپا نے تجویز ڈویژن مسطور بالا کی ناراضی سے مکرر محکمہ ضلع میں مرافعہ پیش کیا۔

جناب تعلقدار صاحب ضلع نے بعد سماعت بحث وکیل صاحب مرافع حسب ذیل تجویز فرمائی کہ :-

مستقل تحصیلدار صاحب کی رائے انضمام کی نہیں ہے اور ڈویژن افسر صاحب بھی اسپر مُصر ہیں تو ضلع کا اصرار اُس کے خلاف نہیں ہے کوئی اور گماشتہ منجانب سرکار مقرر ہوگا۔ بظاہر (۵) روپیہ اسکیل پر کوئی ایسا شخص نہ ملیگا جو موضع میں مقیم۔ ہکر فرائض انجام دینے آمادہ ہو یا اس کا پابند رہے تاکہ موضع ترقی کرے یا مرافع کا عمل لائق اعتراض قرار پائے بجائے کسی شخص غیر کے مرافع کو ہی بحیثیت گماشتہ منجانب سرکار پولیس پٹیلگی کے ساتھ فرائض مالی پٹیلی بھی انجام دینے کی اجازت دیجا سکتی ہے۔

احکام تائید کرتے ہیں بجز اُس کے کہ کوئی مستقل اہل آدمی اس فریضہ کو بحیثیت گماشتہ منجانب سرکار انجام دہی کے لئے میسر آجائے۔ صراحت بالا کے بعد حکم ہوا کہ مرافعہ ترمیماً منظور ہے۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے صوبہ داری میں مرافعہ ہوا تو صوبہ دار صاحب نے تجویز فرمائی کہ :-

"وکیل صاحب مرافع حاضر وہ کوئی احکام ادعاء وطن کی نسبت پیش نہیں کرسکتے۔ گشتی کے انضمام سے متعلق ہے وطندار اگر سابق میں اس وطن کا مستحق تھا اور کسی وجہ انتظامی سے علحدگی وطن کی ہوئی تھی تو ممکن تھا کہ حق کی بناء پر ادعاء کرتا۔ لیکن اس گشتی

سند یا بنام سرکار عالی

انتظامی کو ایسے حق کا فریضہ گردانکر جو رجوع ہوا ہے نا قابل قبول ہے ۔

تعلقدار صاحب نے بہت رعایت کی ہے اس کو منجانب گورنمنٹ گماشتہ منظور کیا۔ پہلے رجسٹر لاوارثی میں وطن کا اندراج کر کے عارضی طور پر اسی پولیس پٹیل سے کام لیا جائے اُس کو کوئی حق اجراء کار کی وجہ وطن پر پیدا نہ ہوگا ۔ تجویز تحت درست ہے ۔ لہذا مرافعہ نامنظور ہے۔

بناراضی تجویز صوبہ داری محکمۂ ہذا میں نگرانی بعذرات ذیل پیش ہے ۔

عذرات

(۱) تجویز تحت خلاف قانون ہے ۔

(۲) جبکہ وطن مالی پٹیلی لاوارث ہے اور شرائط سہ گانہ موجود نہیں ہیں تو حسب احکام کو توالی پٹیلی ضم ہونے پر کوئی امر مانع نہیں ہے ۔

(۳) گشتی ۲۲ ۱۳۲۷ف متعلق انضمام اوطان کی غلط تعبیر محکمہ جات تحت نے فرمائی ۔ منشاء احکام یہ نہیں ہیں ۔

(۴) (عہ) روپیہ کے سالانہ قلیل اسکیل میں تقرر گماشتہ کے لئے اصرار خلاف مصلحت انتظامی ہے بصورت موجودہ انضمام سے ایک وطندار بسر کر کے ہر دو خدمات ذمہ داری کے ساتھ انجام دے سکتا ہے ۔ لہذا

استدعاء ہے کہ بمنظوری نگرانی انضمام وطن کا حکم صادر فرمایا جائے ۔

حکم عالیجناب منصرم صدر المہام بہادر مال ۔

تمہید ۔ وکیل نگرانی خواہ حاضر نہیں اور وکیل سرکار حاضر کی بحث سنی گئی اور امثلہ تحت دیکھے گئے ۔ ایک وطندار مالی پٹیل لاوارث فوت ہوا ۔ کو توالی پٹیل نگرانی خواہ مصر ہوا کہ مالی پٹیلی اُس کے وطن کو توالی پٹیلی میں ضم کردیجائے اس کی یہ استدعاء صوبہ داری تک نامنظور ہوئی ۔ صوبہ داری کی تجویز کی ناراضی سے محکمۂ ہذا میں نگرانی پیش کی گئی ہے اعذار نگرانی قابل توجہ نہیں ہیں کہ کوئی عذر اس میں قانونی نہیں ہے ضلع اور صوبہ داری نے جو تجویز اس کے حق میں کی ہے وہی ایک اس کے حق میں رعایت کی صورت ہے اس پر اس کو قانع رہنا چاہیئے

سد باب
بنام
سرکار عالی

انضمام اوطان کی صورت اُس وقت اختیار کی جاسکتی ہے جبکہ احکام کے تحت شرائط ثلاثہ بموجب گشتی ۲۹ بابتہ ۱۳۰۴ف موجود ہوں اور یہ انضمام کسی کی درخواست پر نہیں ہوتا مصالح انتظامی اس کے مقتضی ہوں تو عہدہ داران متعلقہ مجاز تقرر اس پر بعد غور مناسب عمل کرسکتے ہیں - حاصل یہ کہ درخواست نگرانی قابل لحاظ نہیں ہے کہ عہدہ داران تحت انضمام وطن کو مناسب نہیں تصور کرتے ہیں - پس

حکم ہوا کہ

نگرانی نامنظور -

نگرانی صیغۂ مال

نشان مثل ۱۹/۸۹ ۱۳۴۱ف
منفصلہ ۱۴ امرداد ۱۳۴۷ف

نیورتی وغیرہ نگرانی خواہاں بوکالت پنڈت شنکر راؤ صاحب وکیل

بنام

بھیورو وغیرہ طرفثانیاں بوکالت پنڈت گنپت راؤ صاحب لاتورکر وکیل

گشتی نشان ۳/۷ مورخہ ۲۴ ر شہریور ۱۳۰۲ف - دھیڑوں کا تصفیہ پنچوں کے سپرد کیا جانا -

تجویز ہوئی کہ گشتی نشان (۳/۷) مورخہ ۲۴ ر شہریور ۱۳۰۲ف کی رو سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ جہاں دھیڑوں کی وطنداری کی نزاع پیدا ہو - پنچاں کے سپرد اُس نزاع کو کردیا جائے اور جو تصفیہ پنچ کریں - اُس کے بموجب عمل ہو -

واقعات یہ ہیں کہ مسمی بھیورو ولد تکارام ودیادو ولد وٹھوبا دھیڑاں موضع کڑپور تعلقہ احمدپور نے تحصیل میں بتاریخ ۵ ر شہریور ۱۳۴۲ف بدیں مضمون درخواست پیش کی کہ سائلان وطندار دھیڑ ہیں - مردار گوشت ہمارا حق ہے - اہل برادری کیربا - وٹھوبا - نیورتی وغیرہ دست تعدی کی وجہ ہمارے حقوق معرض بحث میں ڈالکر پریشان کرنا چاہتے ہیں - سرکاری احکام و گشتیات رعیت کی رضامندی کے متعلق جاری و نافذ ہیں - لہذا رعیت موضع کی رضامندی پر بلوتہ و مردار گوشت دئے جانے کا حکم پٹیل و پٹواری کے نام جاری فرمایا جائے -

بربنا درخواست پیش شدہ تحصیل میں عمال دیہہ سے واقعات دریافت کئے ہنوز جواب وصول نہیں ہوا تھا کہ اس خصوص میں چند رعایاء موضع نے بذریعہ ٹپہ درخواست روانہ کی کہ

نگرانی بنا راضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبۂ گلبرگہ شریف مورخہ ۱۱ ر آبان ۱۳۴۶ف -

نیورتی بنام بھیور

کڑپور میں دھیڑوں کے چار محلوں کی تقسیم سے ہر محلہ کے ہر سال دو دو دھیڑ کام پر کھڑے ہوا کرتے ہیں مگر گذشتہ دو سال کے اشتارہ سے وٹھل راؤ پٹواری معطل شدہ تیں محلوں کے دھیڑ نیورتی کیر باد ٹھوبا کو اپنے لئے رابطہ مقرر کرکے اونڈگے کی گلی والے بھیور یادو دمہادا۔ داجی رامیا وغیرہ کو بوجہ رابطہ نہ دینے کے کام کرنے کو منع کرکے گھر بٹھادیا ہے اور اسی طریقۂ عمل سے نیورتی کیر با و ٹھوبا وغیرہ بوجہ پٹواری کے طرفدار ہونے کے ہمارا چمڑا واپس نہیں دیتے۔ اور ہم سے بلوتہ بغیر ہمارا کام کئے ہوئے جبراً وصول کرتے ہیں جس کی وجہ ہم ناراض ہیں۔ لہذا اونڈگے کی گلی والے دھیڑوں کو کام کرنے کی اجازت دیجائے اسی سلسلہ میں یادو وغیرہ کی درخواست پیش ہوئی کہ رعایاء موضع کی پیش شدہ درخواست سے ہمارے وطندار ہونے کی تصدیق ہوتی ہے عمال دیہہ کو کام لینے کی نسبت حکم فرمایا جائے ''۔

من بعد وٹھل راؤ۔ رامراؤ وغیرہ رعایاء موضع نے تحصیل میں حاضر ہوکر اقرارنامہ پیش کیا کہ دھیڑاں ہماری خدمت اچھی کیا کریں اور ہمارے مردار جانور کا چمڑا ہم کو واپس دیدیں تو ہمیاں بھیور و مہادا وغیرہ محلہ اونڈگے گلی کو برابر ہر سال بلوتہ بلا عذر وحیلہ ادا کیا کریں گے علیٰ ہذا دھیڑان محلہ اونڈگے کی گلی والے نے بھی خدمت مفوضہ کو انجام دینے اور چمڑا واپس دینے کا اقرارنامہ داخل کردیا۔

'' اس نوبت کارروائی کے بعد نیورتی وکیرو با نے تحصیل میں رجوع ہوکر بتاریخ ۱۵ اسفندار ۱۳۴۴ ف درخواست پیش کی کہ درخواستگزاران موضع کڑپور کے (۱۶) وطندار دھیڑ ہیں جس کے متعلق بھیور کے والد کے زمانہ ۱۳۰۷ ف میں تصفیہ ہوگیا ہے بھیور وغیرہ وطندار نہیں ہیں چند رعیت کو ہموار کرکے پولیس پٹیل نے دھیڑوں سے درخواست دلائی۔ امر فیصل شدہ عارض ہے۔ لہذا ہم کو زمرۂ مدعی علیہم میں شریک فرماکر بعد ملاحظہ نقولات فیصلہ فرمایا جائے ''۔

منجانب یادو و بھیور وغیرہ جواب درخواست پیش ہوئی کہ امر فیصلشدہ کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی۔ موجودہ فریقین کو اس فیصلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ نقل فیصلہ تحصیل ۱۳۰۵ ف پیش کی جاتی ہے جس میں پنچوں کے ذریعہ بامقابلہ سابقہ فریقین نصف نصف کا حق قرار دیا ہے

نیورتی بنام بھیور

اس کو عدالت نے فیصلہ عدالتی قرار دیا ہے اور اس کی تعمیل بھی کی گئی ہے - لہذا بعد دریافت درخواست نیورتی خارج فرمائی جائے -

تحصیلدار صاحب نے بعد قیام تنقیحات و بعد اخذ شہادت تجویز فرمائی کہ :-

"یہ نزاع دیرینہ ہے اور سابق میں جو فیصلہ جات صادر ہوئے ہیں وہ مدعی علیہم کے موئد ہیں - چنانچہ وہ اس وقت کارگزار بھی ہیں اس کے برخلاف یادو وغیرہ اس وقت کارگزار نہیں ہیں تو بمقابلہ فیصلہ جات مشمولہ مثل بطور جدید امر فیصلشدہ تازہ نہیں ہوسکتا اور نہ روئداد موجودہ پر مدعیان سررشتہ مال سے کوئی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں ان کو اپنے حقوق کا چارہ کار عدالت مجاز سے کرنا چاہیئے لہذا دعوائے مدعیان بعدم ثبوت خارج "

بناراضی تجویز تحصیل ڈویژن میں مرافعہ ہوا تو دوم تعلقدار صاحب نے تجویز فرمائی کہ :-

"مقدمۂ ہذا کا تعلق صیغۂ مال سے نہیں ہے - حقیت کا تصفیہ عدالت سے ہوگا - اسبارہ میں فیصلہ تحصیل درست ہے صیغۂ عدالت سے حقیت کا تصفیہ کرایا جائے - لہذا مرافعہ نامنظور "

ضلع میں مرافعہ ہونے پر صاحب ضلع نے تجویز فرمائی کہ :-

"امر فیصلشدہ عارض تصور کرنے کے لئے یہ بات ثابت کرنا ضروری ہے کہ امر مابہ النزاع اس وقت ہے وہ اس سے قبل انہی فریقین یا ان کے مورثوں کے درمیان دریافت ہو کر تصفیہ پاچکا ہے نزاع زیر بحث مردار جانوروں کے گوشت وچمڑے کی ہے اور جو تصفیہ سابق میں ہوا ہے وہ حقوق وحصہ رسی کا تھا - مردار جانوروں کے معاملہ کو حقوق دھیڑگی اور وطنداری سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ ایک معاوضہ ہے جو رعایا، دھیڑوں کو چمڑا صاف کرنے دیتی ہے اُس کے متعلق یہ قرار دینا کہ وطندار دھیڑوں کے سوا، کسی اور سے یہ کام نہ لیا جائے قرین صواب نہیں ہے رعایا کو آزادی اس بات میں دی گئی ہے کہ خواہ دھیڑوں سے یہ کام لیں یا مانگوں سے یہ بالکل اجرت کا معاملہ ہے اور رعایا کی مرضی پر موقوف ہے سرکار کی جانب سے مداخلت کی ضرورت نہیں - نزاع کا تصفیہ بذریعہ پنچایت ہوگا اور وہ کافی ہے لہذا مرافعہ منظور - فیصلہ ڈویژن منسوخ معاملہ پنچایت کے سپرد کیا جائے "

تجویز ضلع کی ناراضی سے صوبہ داری میں مرافعہ ہوا تو بوجہ اس کے کہ :-

نیورتی بنام بھیور

مردار گوشت دبلوتہ وھیڑوں کا مرافعہ تجویز ضلع کی ناراضی سے کیا گیا ہے ۔ ضلع نے معاملہ پنچایت کے سپرد کرنے کی تجویز کی ہے جو بلحاظ احکام درست ہے ضلع کی اس تجویز کا مرافعہ نہیں ہو سکتا" مقدمہ نمبر پر نہیں لیا گیا ۔

بناراضی تجویز صوبہ داری محکمۂ ہذا میں نگرانی پیش ہوئی ہے ۔ اہم عذرات حسب ذیل ہیں ۔

عذرات

(۱) عدالت تحت نے بعد سماعت بحث مرافعہ نمبر پر لینے سے انکار فرمایا ہے جو مغائر انصاف ہے ۔

(۲) مقدمۂ ہذا میں امر فیصلشدہ عارض ہے ۔ ۱۳۰۷ف میں فریقین مقدمۂ ہذا کے مابین یہ تصفیہ ہو چکا ہے ۔ ۱۳۰۷ف سے نگرانی خواہاں بحیثیت مالک اپنی خدمت پر قابض و متصرف ہیں اور تاحال اپنے حقوق سے مسلسل مستفید ہوتے آئے ہیں ۔ سررشتۂ مال کو دیرینہ قابض کو بیدخل کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے ۔

(۳) شہادت پیش کردہ نگرانی خواہاں سے حقیت وھیڑوں کی بخوبی ثابت ہے ۔ لیکن عدالت تحت نے اس پر غور نہیں کیا ۔

(۴) نگرانی علیہم کو کوئی حق بمقابلہ رعایا ربلوتہ حاصل کرنے کا نہیں ہے ۔ محض نگرانی خواہاں کو نقصان پہونچانے کے لئے فرضی طور پر رعایا کی سازش سے بلوتہ دینے کی درخواست نگرانی علیہم نے پیش کی ہے اور باہمی سازش سے ایک دوسرے کو اقرارنامہ جات لکھدئے گئے ۔

استدعا ہے کہ بمنظوری نگرانی فیصلہ ضلع و صوبہ داری منسوخ اور فیصلہ ڈویژن بحال فرمایا جائے ۔

حکم عالیجناب منصرم صدر المہام بہادر مال ۔

تمہید ۔ وکلاء فریقین حاضر کی بحث سنی گئی اور تحت کی کارروائیوں پر غور رہا ۔ مابین وھیڑ بلوتہ دار اور رعایا ر مردار گوشت و بلوتہ کی نزاع ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ ان وھیڑوں کے نزاعات کا کوئی تصفیہ ۱۳۰۵ف و ۱۳۰۷ف میں ہوا ہے اور اب وہی نزاع تازہ ہوئی ہے ۔ صاحب ضلع نے اس نزاع کے تصفیہ کو ذریعہ پنچایت ہونا مناسب تصور کیا ۔ صوبہ داری میں

نیورتی
بنام
بھیور

بھی یہی تجویز ضلع برطبق مرافعہ بحال رہی۔

اس کی ناراضی سے محکمۂ ہذا میں نگرانی پیش کی گئی ہے۔ نگرانی خواہاں کا اہم عذر یہی ہے کہ یہ امور نزاعی پہلے ہی تصفیہ پاچکے ہیں پھر تازہ نہیں ہوسکتے یہ صحیح ہے کہ ایک مرتبہ کوئی نزاع تصفیہ پاجائے تو وہی نزاع تازہ نہیں ہوسکتی۔ بشرطیکہ فریقین مقدمہ وہی ہوں اور انہیں کے مقابلہ میں تصفیہ ہوا ہو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہی اشخاص باہم فریقین نہیں ہیں قطع نظر اس کے جو تصفیہ کا حوالہ دیا جاتا ہے اس کو ہوکر (۴۰) سال سے زیادہ عرصہ ہوا۔ ممکن ہے کہ وہ حالات ابتدار زمانہ کے لحاظ سے باقی نہیں رہے ہوں۔

یہ معاملہ مابین وھیڑوں کا ہے جس کا تعلق زیادہ تر بلوتہ سے ہے۔ گشتی ۳۰/۷ مورخہ ۲۴ شہریور ۱۳۰۲ف اس معاملہ میں صاف ہے۔ اس گشتی کے ذریعہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ جہاں وھیڑوں کی وطنداری کی نزاع پیدا ہو پنچان کے سپرد اس نزاع کو کردیا جائے اور جو تصفیہ پنچ کریں اس کے بموجب عمل آوری ہوئے۔ قرینۂ تجویز ضلع وصوبہ داری سے واضح ہوتا ہے کہ:۔

اس گشتی کے اتباع میں محکمۂ تحت کو حکم دیا گیا ہے کہ اس معاملہ کو پنچایت کے سپرد کردیا جائے جو تحت احکام درست ہے۔ بہر حال تجاویز تحت میں کوئی قانونی نقص نہیں ہے جو بصیغۂ نگرانی اس کی اصلاح کی جائے۔ چنانچہ محکمۂ ہذا کے متعدد مقدمات میں جو اس نوعیت کے تھے یہی طے کیا گیا ہے۔ پس

حکم ہوا کہ

نگرانی نامنظور۔

مرافعہ صیغۂ مال

نشان مثل ۲/۲۲ ۱۳۴۶ف ۸۷
منفصلہ ۳۰ ہر تیر ۱۳۴۷ف

قطب بی مرافعہا بوکالت پنڈت گوئندراؤ صاحب ناگاپور وکیل

بنام

گلاب بیگ مرافعہ علیہ بوکالت پنڈت شامراؤ صاحب وکیل

منتقلی اوطان۔

تجویز ہوئی کہ (۱) یہ صحیح ہے کہ قرابتدار قریب کے حق میں منتقلی ہوسکتی ہے۔

مرافعہ بناراضی تجویز مولوی غلام احمد خاں صاحب صوبہ دار اورنگ آباد مورخہ ۸ مہر ۱۳۴۶ف۔

قطب بی
بنام
گلاب بیگ

لیکن جہاں متعدد اشخاص اپنے حقوق کے اظہار کے ساتھ رجوع ہوں تو
ایسی صورت میں کارروائی منتقلی غور طلب ہو جاتی ہے۔

یہ کارروائی منتقلی پٹہ مالی وکوتوالی پٹیلگی موضع اول گاؤں خرد تعلقہ انبڑ سے متعلق ہے۔
واقعات اس کارروائی کے یہ ہیں کہ سماۃ قطب بی بیوہ امرو بیگ نے تحصیل انبڑ میں بتاریخ ۱۵ اسفندار ۱۳۳۸ف درخواست پیش کی کہ موضع اول گاؤں خرد کی مالی وکوتوالی پٹیلگی کا پٹہ فدویہ کے نام ہے اور مجھ کو اولاد ذکور نہیں ہے اور فدویہ ضعیف ہو گئی ہے۔ لہٰذا اپنے چچیرے بھتیجے یسین بیگ ولد اعظم بیگ کے نام پٹہ ہر دو خدمات کا منتقل کرنا چاہتی ہوں۔ اس لئے استدعا ہے کہ ہر دو خدمات کا پٹہ فدویہ کے بھتیجے یسین بیگ کے نام فرمایا جائے تو مناسب ہے۔ تحصیل سے حسب ضابطہ اشتہار اجرا اور ۷ اسفندار ۱۳۳۸ف کو تعمیل پایا۔ اندرون مدت اشتہار گلاب بیگ ولد عالم بیگ بادشاہ بیگ ولد غفور بیگ اور جانی بیگ ولد رضا بیگ کی جانب سے عذرداریاں پیش ہوئیں۔ گلاب بیگ اس عذر سے رجوع ہوا کہ:۔

"یسین بیگ خاندان خرد سے ہے اور وہ خاندان کلاں سے ہے وطن موروثی ہے بمقابلہ اس کے یسین بیگ مستحق نہیں ہو سکتا۔ محض نقصان پہونچانے کی غرض سے درخواست منتقلی دی گئی ہے۔ بعد دریافت درخواست قطب بی خارج ہو۔"

بادشاہ بیگ اس عذر سے عذردار رہا کہ جاں بیگ کی عذرداری یہ تھی کہ وطن پٹیلگی عذردار کا موروثی وطن ہے اور عذردار (۸/۱) کا حصہ دار ہے بلکہ کوتوالی پٹیلگی بالکلیہ عذردار کے چچا لال بیگ کے نام تھی جو چھوٹا موضع ہونے کی وجہ سے مالی پٹیلی میں ضم ہو گئی۔ جس کی علٰحدگی کی نسبت کارروائی کی جاتی ہے سماۃ قطب بی پٹہ دارہ از قسم ذکور لاولد ہے ایسی صورت میں آئندہ وطن کے مستحق اہل ذکور خاندانی اور یکجدی ہو سکتے ہیں بردئے احکام حالیہ منظورہ سرکار اہل وطن معاشدار کے حیات میں وطن کی منتقلی ممنوع قرار دی گئی ہے چونکہ منتقلی داخل تعریف تبنیت ہے اور اسلام میں تبنیت ناجائز ہے۔ بہمہ وجوہ درخواست منتقلی لائق اخراج ہے۔

قطب بی
بنام
گلاب بیگ

"زین بیگ ایک جو تھا عذر دار بیرون مدت ۲۳ ر شہریور ۱۳۳۶ف عذر داری پیش کیا کہ :
ہر دو مقدمات میں (ار-۲/۸ر) کا حصہ دار ہوں - آنہ واری میں میرے جد میاں بیگ
کا نام شریک ہے - میرے نام پٹہ ہو -
ان عذر داریوں کے بعد قطب بی درخواستگزار کا بیان لیا گیا جو معمر (۶۵) سالہ تھی
اس نے بیان کیا کہ :-
"موضع اول گاؤں خرد کی پٹہ دارہ مالی و کوتوالی پٹیل ہوں میرا ایک فرزند تھا جس کے فوت
ہو جانے کے بعد اعظم بیگ میرے دیور نے اپنے فرزند مسمی یسین بیگ معمرہ (۵) سالہ کو
میرے پاس رکھدیا جب سے وہ میرے پاس ہی ہے - میں نے اُس کی شادی کی ہے اُس
زمانہ میں میرے شوہر بقید حیات تھے - بعد وفات شوہر بھی میرا کاروبار کرتا ہے جس کی عمر اس
وقت (۴۰) سال ہے - پٹہ اس کے نام ہو -
اس کے بعد بواجہ عذر داران تحقیقات آغاز ہوئی - جوابات اور شہادت قلمبند کی گئی -
۱۲ ر بہمن ۱۳۴۱ف کو تحصیلدار صاحب نے تجویز کی کہ حسب حالیہ تصفیہ کانفرنس اور احکام
ضلع ۲۵/۵ مورخہ ۹ ر دے ۱۳۴۱ف اس کی تحقیقات کا اختیار عالیہ ضلع کو ہے - لہذا
یہ مثل وہاں منتقل کی جائے -
"لیکن ضلع سے ذریعہ مراسلہ ۱۷۸ مورخہ ۳۰ ر بہمن ۱۳۴۲ف ہدایت ہوئی کہ دریافت تحصیل
کے اختیار سے بقیہ کارروائی کے متعلق تجویز مختتم صادر کرنے کے بعد تختہ جات منتقلی وطن مرتب
کرکے بتوسط ڈویژن اس کی منظوری کی کارروائی عمل میں لائی جائے -
اس بناء پر مکرر تحصیل میں کارروائی آغاز ہوئی بعد تکمیل تحقیقات واقعات اور نظائر
سے بحث کرتے ہوئے تحصیلدار صاحب نے قطب بی کی درخواست منتقلی وطن مقدم مالی و
کوتوالی بنام یسین بیگ منظور کرنے کی رائے دی -
چنانچہ تحصیل سے تختہ جات انتقال مرتب ہو کر ذریعہ مراسلہ ۲۱/۰ مورخہ ۱۴ ر
اردی بہشت ۱۳۴۳ف ڈویژن میں بغرض منظوری روانہ کئے گئے -
دوم تعلقدار صاحب ڈویژن جالنہ نے تحصیل کی رائے سے اتفاق کرکے منظوری

قطب بی بنام گلاب بیگ

محتاج ضلع ہونے کی وجہ تختہ جات ضلع میں روانہ کردئے۔

ضلع میں گلاب بیگ نے درخواست عذرداری کی جس پر فریقین کی طلبی عمل میں آکر بعد سماعت بحث فریقین مددگار صاحب مال نے تجویز کی کہ :۔

"یہ معاملہ کبیر سنی منتقلی وطن کا ہے۔ وطن منتقل کرنے والی عورت ہے جس کی طرف سے گماشتہ کارگزار ہے۔ نظائر میں یہ طے کیا گیا ہے کہ اگر عذرداری پیش ہو جائے تو منتقلی کی کارروائی ختم کردینی چاہئے اس سے وراثت کی تحقیقات ملتوی ہو جاتی ہے۔ بنا برآں علیہ عذرداری قابل منظوری پائی جاتی ہے اور کارروائی منتقلی وطن قابل اختتام ہے۔ آئندہ ہرچہ ارشاد"

جناب تعلقدار صاحب نے بتاریخ ۳۰ اسفندار ۱۳۴۴ف اس سے اتفاق فرمایا۔

تجویز بالا کی ناراضی سے منجانب قطب بی بتاریخ ۲۶ امرداد ۱۳۴۴ف مرافعہ پیش ہوا تمادی عارض ہونے سے اس کے تصفیہ کے لئے تاریخ مقرر کی گئی۔ حلفنامہ پیش ہوا بتاریخ ۸ مہر ۱۳۴۶ف صوبہ دار صاحب نے تجویز فرمائی کہ :۔

"محض تمادی کے تصفیہ کے لئے دو سال کامل گزر گئے۔ روئداد پر غور کیا گیا۔ حلفنامہ مجرد معمولی علالت کا پیش ہوا ہے۔ کوئی طبی تصدیق بھی نہیں ہے چونکہ اس میں فریقین کے حقوق شامل ہیں۔ اس لئے اس ضعیف روئداد پر ایک فریق کے ساتھ باظہار ہمدردی تمادی معاف کرنا درست نہ ہوگا۔ لہذا درخواست نامنظور کی جاتی ہے۔"

تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے محکمۂ ہذا میں بعذرات ذیل مرافعہ پیش ہوا ہے۔

عذرات

(۱) تجویز تحت خلاف قانون و انصاف ہے۔

(۲) محکمۂ مرافعہ عنہا نے محض تمادی عارض قرار دیکر مرافعہ خارج کردیا گیا۔ حالانکہ تمادی قابل منظوری اور مرافعہ قابل منظوری تھا۔ چونکہ مرافعہا ضعیف اور ناتوان عورت ہے۔ جاڑہ اور بخار سے سخت علیل ہونے کی وجہ پیروی بروقت نہ کرسکی۔

(۳) فیصلہ ضلع چونکہ خود صوبہ دار صاحب نے بحیثیت تعلقدار صادر کیا تھا اس لئے صوبہ دار صاحب

قطب بی
بنام
گلاب بیگ

قانوناً مجاز سماعت نہ تھے ۔ ایسی صورت میں فیصلہ تحت منسوخ کر کے مجدداً فیصلہ حاکم مجاز سے ہونا چاہیئے ۔ پس مقدمہ قابل واپسی ہے ۔

(۴) مرافعہ علیہ نہ پٹہ دار ہے نہ پٹیگی میں حصہ داری ہے نہ آنہ داری نہ وہ وارث یا رشتہ دار قریب ہم خاندان مرافعہا ہے ۔ ایسی صورت میں اس کی عذرداری قابل اخراج ہے ۔ لہذا استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ کارروائی منتقلی بنام یسین بیگ منظور فرمائی جائے ۔

حکم عالیجناب آنمنصرم صدر المہام بہادر مال ۔

تمہید ۔ وکلائے فریقین کی بحث سنی گئی اور کارروائی تحت دیکھی گئی ۔

یہ منتقلی وطن کی کارروائی ہے ۔ ضلع میں منتقلی وطن (حالات کارروائی و واقعات پیش شدہ کے مدنظر) منظور نہیں کی ۔

اس تجویز ضلع کی ناراضی سے صوبہ داری میں مرافعہ کیا گیا ۔ میعاد عارض ہونے کی وجہ سے نامنظور کر دیا گیا ۔ اب محکمۂ ہذا میں مرافعہ ثانی پیش کیا گیا ہے ۔

اعذار مرافعہ پر غور ہوا ۔ اس منتقلی وطن کی کارروائی میں بہت سے عذردار ہیں منتقل کنندہ عورت ہے کارروائی تحت سے واضح ہے کہ عذرداران کے حقوق متاثر ہونے کا احتمال ہے یہ صحیح ہے کہ قرابتدار قریب کے حق میں منتقلی ہو سکتی ہے ۔ لیکن جہاں متعدد اشخاص اپنے حقوق کے اظہار کے ساتھ رجوع ہوں تو ایسی صورت میں کارروائی منتقلی غور طلب ہو جاتی ہے ۔ مگر کارروائی ہذا میں اس وقت غور کرنا غیر ضروری ہے ۔ اس وقت جو کچھ بحث ہے وہ یہ ہے کہ مرافعہ صوبہ داری میں بین المیعاد پیش ہوا تھا یا نہیں ۔ یہ تسلیم ہے کہ میعاد مرافعہ کے اندر درخواست مرافعہ نہیں پیش کی گئی ۔ لیکن وجہ عدم پیش سازی مرافعہ یہ ظاہر کی جاتی ہے کہ مرافعہ گزارہ علیل تھی ۔ صوبہ داری میں بصیغۂ مرافعہ بھی عذر کیا گیا ۔ لیکن صوبہ دار صاحب نے اس کو موجہ نہیں قرار دیا ہے ۔ جن وجوہ کے تحت اس کی تجویز ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ اس میں دست اندازی کی جائے ۔ لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور ۔

نشان مثل ۶ ۱۳۴۷ف / ۸۹ منفصلہ ۹ تیر ۱۳۴۷ف

نگرانی صیغہ مال

وٹھوبا — **نگرانی خواہ بوکالت پنڈت گوبند راؤ صاحب** اردھاپورکر وکیل

بنام

گنپتی — **طرفثانی بوکالت رائے گنپت لال صاحب ایڈوکیٹ**

وطندار مستقل حیثیت کے ساتھ وارث کا قرارداد ہوا ہو تو گشتی ۶ ۱۳۴۳ف متعلق نہ ہونا۔

تجویز ہوئی کہ گشتی نشان (۶) مورخہ ۲۷ تیر ۱۳۴۳ف ایسے اشخاص سے متعلق نہیں ہے جن کا کہ تقرر بعد دریافت ضابطہ وارث کے قرارداد کے ساتھ مستقل وطندار کی حیثیت میں کیا گیا ہو۔

یہ کارروائی وراثت مالی پٹیلگی سے متعلق ہے۔

واقعات یہ ہیں کہ بسواجی مالی پٹیل موضع پوٹہ تعلقہ مدگاؤں کے انتقال پر پٹواری نے تحصیل میں رپورٹ پیش کی اور اس میں یہ بتایا کہ اس کا فرزند گنپت وارث ہے تحصیل سے اشتہار اجراء ہوا تو گنپت دعویدار ہوا کہ سائل متوفی پٹہ دار کا فرزند صلبی ہے اور مستحق وراثت ہے۔ وٹھوبا کی جانب سے عذرداری پیش ہوئی کہ اصل پٹہ دار میرا باپ باپوجی تھا جو کسی الزام میں علحدہ کرکے بجائے اس کے برادر خورد بسواجی کا تقرر ۱۲۹۶ف میں کیا گیا تھا اور پٹہ بھی۔ جو تا حیات کارگزار رہا۔ چونکہ وطن موروثی اور عذردار شاخ کلاں کا رکن ہے اس لئے شاستراً وطن کا مستحق ہے۔ درخواست میں شجرہ ذیل بھی درج کیا۔

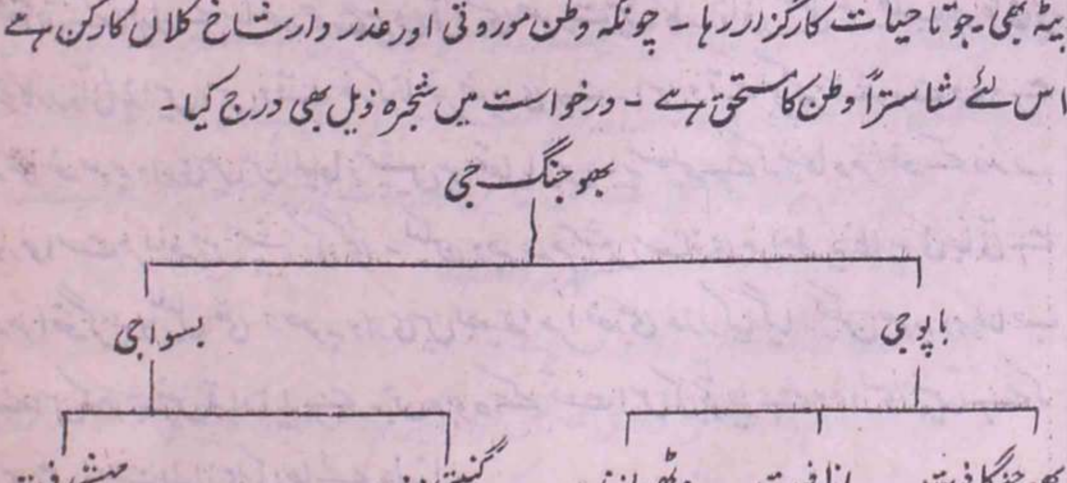

منجانب عذردار جواب عذرداری پیش ہوا۔ عذردار کی جانب سے جواب الجواب پیش نہیں ہوا تو تحصیلدار صاحب نے تجویز کردی کہ جب پٹہ دار کا فرزند صلبی موجود ہے تو وہ مستحق وراثت ہے۔

نگرانی بنا راضی تجویز مولوی غلام احمد خاں صاحب صوبہ دار اورنگ آباد مورخہ ۱۹ آبان ۱۳۴۶ف۔

دٹھو با بنام گنپتی

عذر داری ناقابل لحاظ ہے۔ تختہ بنام دعویدار مرتب ہوگا۔

بتجویز تحصیل کا مرافعہ منجانب وٹھو با ضلع میں پیش ہونے پر تعلقدار صاحب نے مرافعہ منظور کرکے فریقین کے بالمواجہ تکمیل تحقیقات کے بعد تختہ مرتب کرنے کا حکم دیا۔

اس تجویز کی ناراضی سے منجانب گنپتی صوبہ داری میں مرافعہ کیا گیا تو صوبہ دار صاحب نے مرافع کے عذر کو صحیح مان کر کہ "تحصیل سے صرف رائے کا اظہار کیا گیا ہے کوئی مختتم تجویز صادر نہیں ہوئی ہے جس کا مرافعہ قابل سماعت ہوتا" مرافعہ منظور فرما کر تجویز ضلع کو منسوخ فرمادیا۔ اس فیصلہ کے بعد بر بناء درخواست وٹھو با ڈویژن سے تحصیل کو تحقیقات کے لئے لکھا گیا۔ تحصیل سے بعد قیام تنقیحات وبعد اخذ شہادت لسانی ودستاویزی منجانب فریقین تجویز صادر ہوئی کہ بسواجی متوفی کا پٹہ باپوجی کے فرزند وٹھو با کے نام کیا جانا چاہئے۔

دوم تعلقدار صاحب نے بھی نظائر پر بحث کرتے ہوئے وٹھو با کے نام منظوری پٹہ کی تجویز کردی جس کی ناراضی سے صوبہ داری میں مرافعہ ہوا جو بغرض تصفیہ ضلع میں منتقل کردیا گیا۔

تعلقدار صاحب نے تجویز ڈویژن سے اتفاق فرمایا تو گنپتی کی جانب سے صوبہ داری میں مرافعہ پیش کیا گیا تو صوبہ دار صاحب نے تجویز صادر فرمائی کہ:۔

"ایک مالی پٹیل بسواجی فوت ہوگیا اس کی وراثت کی کارروائی ہے اس کا بیٹا رجوع ہوا اور ایک عذر دار وٹھو با نے یہ ادعا کیا کہ اصل میں وطن اس کے باپ باپوجی کا تھا اور وہ کسی الزام میں علحدہ کردیا گیا تھا۔ اس لئے اصل وارث وہ ہے۔ تحصیل ضلع اور ڈویژن نے اس سے اتفاق کیا اور اب مرافعہ متوفی کے بیٹے گنپتی کی طرف سے پیش ہوا ہے۔

اس مقدمہ کا محور ۱۲۹۶ف کا واقعہ ہے۔ اس سال ایک سند بنام بسواجی دیگئی۔ اس سند میں مرقوم ہے کہ بسواجی کا تقرر کیا گیا۔ اولاً تو خود سند کا دیا جانا منتقل حقوق پیدا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ وٹھو با کو اپنے حقوق کے تازہ کرنے کا موقع اس کے باپ باپو کے فوتی کے وقت تھا۔ یعنی باپو کی زندگی تک تو یہ خدمت نہیں پا سکتا تھا۔ لیکن ساتھ ہی اس کو رجوع ہونا چاہئے تھا۔ اس وقت اس کے حقوق تسلیم کرلئے جاتے اور کارگزار

وٹھوبا بنام گنپتی

شخص باپو کو مر کر عرصہ (۲۰) سال کا ہوتا ہے اس طویل مدت میں اُس کے بیٹے نے کوئی چارہ کار اختیار نہیں کیا - ان واقعات کے تحت راست وارث متوفی کا دیکھا جاتا ہے اور وہ اس وقت مرافع ہے - اس لئے درخواست مرافعہ منظور کی جاتی ہے تجاویز تحت منسوخ کئے جاتے ہیں ۔"

تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے منجانب وٹھوبا محکمۂ ہذا میں بعذرات ذیل نگرانی پیش کی گئی ہے -

عذرات

(۱) وجوہ فیصلہ صوبہ داری بھی صحیح نہیں ہے - قانونی نقطۂ نظر سے نگرانی خواہ ہی خدمت وطن پٹیلگی کا مستحق ہے -

(۲) محکمۂ صوبہ داری کا استدلال کہ سند بسواجی کے نام دی گئی ہے تو تقرر مستقل نہ سمجھا جائے گا قطعاً صحیح نہیں ہے اور نہ قانوناً یہ تقرر مستقلاً نہ سمجھا جاتا ہے بلکہ برطرف شدہ شخص کی حیات تک اور کارگزار شخص کی حیات تک ہی تقرر سمجھا جائے گا اس خصوص میں تجویز صوبہ داری صحیح نہیں ہے -

(۳) صوبہ داری کا استدلال کہ باپوجی کی وفات پر نگرانی خواہ کو رجوع ہونا چاہئے تھا مگر یہ استدلال صحیح نہیں ہے - کارگزار شخص علحدہ نہیں کیا جا سکتا - ایسی صورت میں تاوفات کارگزار بسواجی نگرانی خواہ کو انتظار کرنا ضروری تھا - اس خصوص میں تجویز صوبہ داری صحیح نہیں ہے - پدر نگرانی خواہ اصلدار پٹیل تھا - اُس کی علحدگی کی وجہ سے بسواجی کا تقرر ہوا یہ تقرر عارضی سمجھا جاتا ہے - اس سے حقوق مالکانہ حاصل نہیں ہو سکتے ہیں -

(۴) پدر نگرانی خواہ کی اصلداری صوبہ داری نے تسلیم فرمائی ہے - ایسی صورت میں نگرانی علیہ کو مستحق وراثت غیر صحیح استدلال پر قرار دینا صحیح نہیں ہے - پدر نگرانی علیہ کی حیثیت گماشتہ سے زیادہ نہیں تھی -

(۵) دیر سے رجوع ہونے سے غیر مستحق کو حق نہیں دیا جا سکتا ہے اور نہ مستحق شخص کے حقوق زائل ہو سکتے ہیں نگرانی خواہ دیر سے رجوع نہیں ہوا ہے بروقت رجوع ہوا ہی جس کی اجازت قانون نے دی ہے

دھوبا بنام گنپتی

استدعا ہے کہ نگرانی منظور فرمائی جاکر فیصلہ صوبہ داری منسوخ فرمایا جائے اور فیصلہ ضلع بحال رکھا جائے۔

حکم عالیجناب منصرم صدر المہام بہادر مال۔

تمہید۔ وکلاء فریقین حاضر ہیں ان کے مباحث تفصیل سے سنے گئے اور امثلہ تحت دیکھے گئے۔ کہا جاتا ہے باپوجی۔ بسواجی دونوں بھائی ہیں۔ باپوجی مالی ٹیل کی برطرفی خدمت پر ۱۲۹۶ف میں بعد دریافت ضابطہ تختہ تقرر ٹیلگی بنام بسواجی ضلع سے دی گئی۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حکم تقرر کی وہ عبارت جو تختہ مذکور کے خانہ (۱۰) میں مرقوم ہے درج کردیجائے۔

"۱۲۹۶ف ظاہر ہو کہ موضع مذکور مالی ٹیلگی کا کام تمہارے بھائی باپوجی کے طرف تھا وہ سرکاری الزام میں کم کیا گیا اس کے تم وارث بعد دریافت ظاہر ہوئے اس لئے اس سند کے ذریعہ موضع مذکور کی مالی ٹیلگی پر تقرر کیا گیا ہے آئندہ جو قانون اجراء ہوگا اس سے واقف رہکر نیک نامی حاصل کرنا تم کو اسکیل حسب ضابطہ بوقت تقسیم ملتی رہیگی"

بسواجی فوت ہوا اُس کا پسر نگرانی علیہ وراثت کے لئے رجوع ہوا۔ نگرانی خواہ عذر دار ہوا کہ بسواجی کا تقرر اس کے پدر باپوجی کی علحدگی کی وجہ سے ہوا تھا۔ لہذا اس کے نام تختہ تقرر منظور ہونا چاہئے۔ محکمہ جات نے نگرانی خواہ کی درخواست منظور نہیں کی۔ آخری تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے محکمۂ ہذا میں نگرانی پیش کی گئی ہے۔

لائق وکلاء فریقین نے اسبارہ میں متعدد فیصلہ جات نظیراً پیش کئے جو ملاحظہ کئے گئے نگرانی خواہ کو گشتی نشان (۶) م ۲۷ تیر ۱۳۴۳ف کے حوالہ سے اصرار رہا کہ نگرانی علیہ کے پدر کا تقرر عارضی تھا ایسے شخص کے وارث کا تقرر وراثتاً ٹیلگی زیر بحث پر نہیں ہونا چاہئے یہ صحیح ہے کہ گشتی مذکورہ کے ذریعہ سے طے کیا گیا ہے کہ تجویز برطرفی کے بعد کسی وطندار کے جگہ پر کوئی مامور ہو تو وہ عارضی متصور ہوگا۔ چنانچہ اس صورت کے نظائر بھی ہیں۔ لیکن یہاں یہ صورت نہیں ہے ۱۲۹۶ف میں جو سند متوفے کو ضلع سے دی گئی ہے اُس سے واضح ہے کہ بعد دریافت مستقل طور پر متوفے کو اُس کے حقیت کے لحاظ سے وطندار ٹیلگی زیر بحث قرار دیکر

وٹھوبا بنام گنپتی

سند وطن دی گئی ہے - ایسی صورت میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی حیثیت غیر حقدار غیر مستقل شخص کی ہے چنانچہ بمقدمہ گونڈ پورم بنام نائن کنشٹہ وینکٹ نارائن ریڈی محکمہ ہذا سے ۱۳۴۶ف میں طے کیا گیا ہے کہ تقرر کی حیثیت اصلداری کی صورت میں ہو تو وہاں صاف سید ھا جو وارث شخص متوفے کا ہو اُس کے نام وراثت متوفے منظور ہونا چاہیئے - ملاحظہ ہو فیصلہ مذکور مندرجہ جلد (۸) نظائرُ مال مالگزاری ص ۱۸۲ متوفے کا تقرر بحیثیت وارث ہوکر (۵۰) سال سے زیادہ عرصہ ہوا -

پدر نگرانی خواہ متوفے وطندار سے قبل فوت ہوا - نگرانی خواہ نے اس وقت کوئی چارہ کار اختیار نہیں کیا - قطع نظر اس کے جس گشتی ۶ پر استدلال کیا جاتا ہے وہ ایسے اشخاص سے متعلق نہیں ہے جن کا تقرر بعد دریافت ضابطہ وارث کے قرارداد کے ساتھ مستقل وطندار کی حیثیت میں کیا گیا ہو اور وہ پھر اتنے مزید عرصہ کے بعد زیر غور لایا جائے -

محکمہ جات تحت نے احکام توریث کے لحاظ سے جو سیدھے وارث کو اس پٹیلگی کے لئے درانتقاً نامزد کیا ہے وہ نامناسب نہیں ہے - حاصل یہ کہ تحت کے کارروائیات میں کوئی نقص ایسا نہیں ہے جو بصیغہ نگرانی اس کی اصلاح کی جا سکے - لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی نامنظور -

مرافعہ صیغہ مال

سنہ ۱۳۴۷ف
نشان مثل ۱۳/۱۳۴۷
منفصلہ ۲۹ اردی بہشت ۱۳۴۷ف

تمر نپا مرافع بوکالت مولوی خواجہ معین الدین صاحب وکیل

بنام

انپا مرافعہ علیہ بوکالت مولوی سید سعید الحسن صاحب رضوی وکیل

مدیون ڈگری کا ادائی کی نسبت عذر -

تجویز ہوئی کہ اگر مدیون ڈگری کا یہ عذر ہو کہ اُس نے زرڈگری ادا کر دیا ہے تو اُس کی نسبت وہ عدالت مجاز میں کارروائی کر سکتا ہے -

واقعات مقدمۂ ہذا یہ ہیں کہ ڈگریدار انپا ولد چنپا مرافعہ علیہ نے بمقابلہ تمرنپا (مرافع) پٹہ دار

مرافعہ بنا راضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبہ گلبرگہ شریف مورخہ ۲۱ م آبان ۱۳۴۶ف -

شرنپا
بنام
انپیا

پولیس پٹیل موضع خانہ پور مبلغ (الـ ۱۲۳۴) زرنقد کی ڈگری حاصل کی اس رقم کی ادائی نہ ہونے سے ڈگری معہ کاغذات متعلقہ بغرض نیلام سروے نمبر (۱) موازی (ایکر ۴ گنٹہ ۳۴) محاصلی (الـ) موقوعہ خانہ پور کے نیلام کے لئے عدالت نے سررشتہ مال یں (ضلع میں) روانہ کیا بعد تکمیل مراتب تحت گشتی ۱۶ آبان ۱۳۲۰ف تختہ نیلام مرتب ہوا اور محکمہ صوبہ داری سے ذریعہ مراسلہ ۴۵ مورخہ ۴ اردی بہشت ۱۳۲۶ف نیلام کی منظوری صادر ہوئی - بعد وصول تختہ نیلام منظورہ تحصیل میں نیلام نمبر کی کارروائی آغاز ہوئی دوران کارروائی ہذا مدیون شرنپا (مرافع) نے ۱۵ تیر ۱۳۲۶ف کو ضلع میں درخواست پیش کی کہ مبلغ (الـ) روپیہ ۲ تیر ۱۳۲۶ف کو ڈگریدار کو ایصال کرکے رسید حاصل کی گئی ہے - بذمہ مدیون کوئی رقم وصول طلب نہیں بعد تصدیق ڈگری خارج فرمائی ہے -

تحصیل نے برقم (لاکی) روپیہ نمبر مفروقہ عدالت مذکورہ دوبارہ ہراج کرکے بغرض منظوری سہ بارہ ضلع میں ذریعہ مراسلہ ۱۰۲۱ مورخہ ۲۱ تیر ۱۳۲۶ف بترسیل ہراج پٹی تحریک کی -

ڈگریدار (انپیا) نے رسید پیش شدہ ادائی رقم سے انکار کرتے ہوئے باظہار واقعات ایک طویل درخواست بتاریخ ۲۵ تیر ۱۳۲۶ف پیش کی اور مدیون کی پیشکردہ رسید کو جعلی ظاہر کرکے نیلام نمبر کی استدعا کی -

ان درخواستوں کی بناء پر بہ طلبی فریقین ضلع میں تحقیقات آغاز ہوئی -

جواب تردیدی وجواب الجواب کے پیش ہونے پر ضلع سے حسب ذیل تنقیحات قائم ہوئیں :-

(۱) کیا مدیون نے رقم ادا کردہ کی رسید حاصل کی ؟

(۲) مدعی کس دادرسی کا مستحق ہے ؟

ان تنقیحات کے ثبوت میں فریقین نے اپنی اپنی شہادت تائیدی وتردیدی پیش کی جو قلمبند کی گئی اور وکلاء فریقین کی بحث سماعت کرنے کے بعد جناب اول تعلقدار صاحب ضلع نے باظہار واقعات تفصیلی تجویز فرمائی جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے -

"نفس مقدمہ میں جبکہ تعمیل ڈگری کی کارروائی ہے جہاں کاشتکار کو بچانا اس عدالت کا فرض ہے وہاں حالات وواقعات تعمیل ڈگری بھی دیکھنا ازبس ضروری ہے -

تسرنپا بنام انپا

واقعات یہ ہیں کہ دعوے ۱۵ مہر ۱۳۳۸ف میں عدالت مجازمیں رجوع ہوا۔ بمبلغ (للعہ/ ۱۳ ۱) کا دعوے زر ڈکری بصورت عدم ادائی اراضیات کی ڈکری ہوئی۔ مدعی علیہ نابالغ تھا۔ دستاویز اس کے باپ کا لکھا ہوا تھا۔ وغیرہ مختلف وجوہات کے ساتھ عذرداری کیگئی عدالت نے دعوے ڈکری بحق ڈکریدار ۲۲ مہر ۱۳۳۹ف کو کردیا۔ مدیون نے اپیل کیا جو نامنظور ہوئی۔ قطعیت کی درخواست پیش ہوئی۔ مدیون نے اقساط کی درخواست پیش کی اقساط مقرر ہوئے۔ حسب وعدہ اقساط کی ادائی مدتوں نہ ہوئی۔ عدالت ضلع سے نیلام کی کارروائی شروع ہوکر تعمیل کے لئے محکمۂ ہذا میں مقدمہ منتقل ہوا۔ مدیون نے ۴ مہر ۱۳۴۵ف کو فاقہ کشی کے عذر سے مکرر اقساط کی درخواست کی جو عدالت نظامت سے نامنظور ہوئی۔ اس کی بھی اپیل ہوئی وہ بھی قریب قریب نامنظور رہی۔ پھر نیلام کی اجازت دی گئی مرافعہ نامنظور رہا۔ اراضی کا نیلام دوبارہ ۱۳ خورداد ۱۳۴۶ف کو ہوا۔ ڈکریدار نے یکم تیر کو بولی کی اجازت طلب کی جو عدالت سے دی گئی اور ۲ تیر ۱۳۴۶ف کو رقم ادا کی گئی۔ مدیون نے اظہار کیا۔ مقدمہ کی طوالت اور نوعیت سے ظاہر ہے کہ مدیون نے عدالت نظامت اور سشن میں کئی کروٹ لیا مہلت بھی لی۔ ادائی نہ ہوئی۔ پھر جب نیلام کی قطعیت ہوگئی۔ پہلو بدلکر ادائگی کامل کا بہانہ تراشا۔ یہانتک کارروائی کی نوعیت ظاہر ہوئی۔ اس کے بعد رقم یکمشت ادائی کا جہاں سوال ہوتا ہے وہاں پچھلے واقعات دیکھنا لازمی ہے۔ پہلے عدالت کی پلیڈنگ کا لحاظ کرتے مونگ پھلی وغیرہ کے ذریعہ کامل ادائگی مدیون بیان کرتے ہوئے (مامعہ) روپیہ باقی رہنے کا اظہار کیا پھر اقساط کے لئے تیار رہا گویا پہلی پلیڈنگ (مامعہ) روپیہ کے بقایا، کو نفی جانکر اقساط کے لئے تیار رہا۔ پھر اقساط کی ادائی نہ ہوئی۔ فاقہ کشی کا اظہار اُس کے افلاس ومفلوک ہونے کی دلیل ہے۔

ایسے شخص کو وقت واحد میں (الـ) کا میسر آنا قرین قیاس نہیں ہے اگر بالخصوص مان لیا جائے کہ اس نے رقم حاصل کی تو جبکہ اراضی مکفول تھی تو کسی ساہو کی یہ جرأت نہ ہوتی کہ (الـ) روپیہ دیتا دوسرا دستاویز پیشکردہ صحیح تسلیم کیا جائے تو یہ صرف پرامیسری نوٹ ہے جو صرف ساکھ رکھنے والے آسامیوں کے مابین لکھا جاتا ہے۔ خصوص جبکہ ساہو دوسرے کا قرضدار اور مدیون

شرنپا
بنام
انپا

کہ کبھی (صہ یا عہ) روپیہ سے زیادہ قرضہ نہ دیا ہو (سمکے) زائد رقم کس طرح مدیون نے حاصل کیا۔ کوئی ثبوت نہیں ہے۔ چونکہ دستاویز مندرجہ رجوع ہونے کے بعد ہوا اگر غور کیا جائے تو گواہان پیشکردہ سے رقم کسی طرح کس ردوقدح کے بعد ادا ہوئی۔ کوئی ایسی صورت پیش نہ ہوئی جو صحیح سمجھی جا سکے۔

چونکہ مدیون گاؤں کا پٹیل بتلایا گیا اُس کے زیراثر گواہان سمجھے جا سکتے ہیں۔ گواہوں نے یکمشت رقم ادا کرنا انپا کا مضمون لکھواتے ہوئے دیکھنا یا مضمون کا لکھوانا بیک وقت ختم ہونا بتلایا ہے جو قرین قیاس نہیں۔ گواہی کے فرضی سمجھنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے نفس معاملہ میں جہانتک روئداد و حالات کو دیکھی دستاویز بلا رسیدی ٹکٹ و بلا کسی کفالت جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے سا ہو جس نے کبھی مدیون کو (صہ یا عہ) سے زیادہ رقم نہ دی اور جس کے پاس کوئی باضابطہ رسید ہو اور نہ پیش کی ہو مزید (اللعہ صہ) روپیہ مدیون کا حاصل کرنا جو اقساط اور خانگی کا اظہار کیا ہو محض ڈگری کی تعمیل میں طوالت دینا اور ڈگریدار کو پریشان کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ تعمیل ڈگری میں کوئی امر مانع نہیں۔ مدیون کا عرصہ دراز سے تعمیل نہ ہونے دینا اور رکاوٹ پیدا کرنا اس کی غلطی اور موجب پریشانی ڈگریدار ہے۔ لہذا (اللعہ عہ) روپیہ ذریعہ نیلام اراضی سہ بارہ کی کارروائی کی جائے رقم ڈگریدار کو دلائی جائے۔

بنا راضی فیصلہ ضلع صوبہ داری میں مرافعہ پیش ہوا تو صوبہ دار صاحب نے تجویز فرمائی کہ:۔

"ابتدائی عذر قانونی لائق وکیل صاحب مرافعہ علیہ نے یہ پیش کیا کہ عذرات سررشتہ مال میں ساعت نہ ہوں گے اس کے لئے دفعہ (۳۶۵ و ۳۶۶) وغیرہ میں جس میں قواعد مرتبہ کی پابندی ہے دفعہ (۲۵۹) کے اختیارات عدالت مال سے متعلق نہیں ہیں۔ لائق وکیل مرافع نے دکن لا رپورٹ جلد ۲۶ ص ۲۸۴ سنہ ۱۳۴۵ف حصہ دیوانی پیش کیا ہے۔ لیکن اس میں بھی قواعد مرتبہ کے بموجب عذرات کے سماعت کا اختیار دیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ عذر ادائی رقم کی نسبت عدالت میں رجوع ہونا چاہیئے تھا۔ روئداد جو مرتب ہوئی ہے اس میں جس نتیجہ پر تعلقدار صاحب پہونچے ہیں اور حالات مقدمہ کے لحاظ سے بالکل واجبی ہے مرافع بلاوجہ تعمیل ڈگری میں رکاوٹ پیدا کر رہا ہے۔ لہذا حکم ہوا کہ مرافعہ نا منظور۔

شرنپا
بنام
انبا

تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے محکمہ ہذا میں مرافعہ بعذرات ذیل پیش ہے ۔

عذرات

(۱) رسید پیشکردہ کو غیر معتبر قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں لکھی گئی ۔

(۲) شہادت کو نامعتبر قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں بتلائی گئی ۔

(۳) صاحب ضلع کا فیصلہ محض قیاس پر مبنی ہے ۔

(۴) رسید ماہر فن کے پاس بغرض تصدیق روانہ فرمائی جاتی مرافعہ علیہ کا کام تھا ۔

(۵) مرافع کاشتکار ہے سوائے اس اراضی کے اور کوئی اراضی ذریعہ پرورشی نہیں ہے ۔ کسی قاعدہ سے بجز اقساط کے نیلام نہیں ہوسکتا ۔

لہذا استدعا ہے کہ مرافعہ منظور فرمایا جائے ۔

حکم عالیجناب منصرم صدر المہام بہادر مال ۔

تمہید ۔ مرافع حاضر ہے اور نہ اس کے وکیل حاضر ہیں ۔ حاضر وکیل مرافعہ علیہ کی بحث سنی گئی اور کارروائی تحت دیکھی گئی ۔ مرافعہ علیہ نے بمقابلہ مرافع زرنقد کی ڈگری ماہ مہر ۱۳۳۹ ف میں عدالت سے حاصل کی تعمیل ڈگری کے سلسلہ میں حسب تحریک عدالت مرافع کی مقبوضہ اراضی کے ہراج کی کارروائی شروع ہوئی جبکہ مرافع مدیون نے اقساط مقررہ متعلق ادائی کی پابندی نہیں کی ۔ بہرحال بعد کارروائی بسیار مرافع مدیون کی نیت ادائی دین نہ ظاہر ہونے پر خورداد ۱۳۴۶ ف کو حسب ضابطہ دوبارہ نیلام اراضی مقبوضہ مدیون کا کردیا گیا ۔ مدیون مرافع پھر اس عذر کے ساتھ رجوع ہوا کہ اس نے زر ڈگری ادا کردیا ہے اس کی باضابطہ تحقیقات کرنے کے بعد صاحب ضلع نے ایک تفصیلی تجویز کے ساتھ زر ڈگری کا ادا نہ ہونا قرار دیتے ہوئے تصفیہ فرمادیا مرافع صوبہ داری میں بصیغہ مرافعہ رجوع ہوا وہاں بھی ناکامیاب ہوا ۔

تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے محکمۂ ہذا میں مرافعہ گذرا ہے ۔ اعذار مرافعہ پر غور ہوا قابل لحاظ نہیں ہیں ۔ ۱۳۳۸ ف سے مرافعہ علیہ عدالت میں بمقابلہ مرافع دادرسی کے لئے رجوع ہوا عدالت میں اس کا دعوے ڈگری ہوا ۔ تعمیل ڈگری کا سلسلہ بھی اس کے بعد ہی شروع ہوا جو ابتک ختم نہیں ہوا ۔ جن وجوہ کے تحت صاحب ضلع نے مرافع کی مدد نہیں کی ہے وہ کارروائی

سشرنیا بنام انپا

تحت کے ملاحظہ سے بالکل حق بجانب معلوم ہوتی ہے ۔ مرافعہ گزار کسی امداد کا مستوجب نہیں ہے یہ کہنا کہ اس نے زرڈگری ادا کر دیا ہے اگرنی الحقیقت یہ صحیح ہے ۔ (گو تحقیقات میں غیر صحیح ظاہر ہوا ہے) تو اس کے لئے وہ عدالت مجاز میں رجوع ہو سکتا ہے ۔ لیکن بحالت روئداد کارروائی موجودہ وہ کسی رعایت کا مستحق نہیں ہے جو تجاویز تحت میں ہوئے ہیں وہ لائق دست اندازی نہیں ہیں بحال رہنا چاہیئے ۔ لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور ۔

مرافعہ صیغۂ مال

سنہ ۱۳۴۷ف
نشان مثل ۳۰ ۷۸
منفصلہ ۱۳ امرداد سنہ ۱۳۴۷ف

کرلیسما مرافعہا بوکالت مولوی سعید الحسن صاحب وکیل

بنام

سرکار عالی مرافعہ علیہ بوکالت مولوی فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ

لاوارثی وطن ۔ زوجۂ متوفی کی موجودگی میں وطن لاوارث نہ ہونا ۔

تجویز ہوئی کہ متوفی کی جب ایک زوجہ فوت ہوگئی اور دوسری باقی رہ گئی ہو تو اسی کے حق میں بحیثیت پسماندگی وطن رہے گا ۔ لاوارثی کا مسئلہ بوجود گی اُن کے زیر بحث نہیں آسکتا ۔

واقعات یہ ہیں کہ مسماۃ کرلیسما نے بتاریخ ۵ بہمن سنہ ۱۳۴۵ف ضلع میں بدین مضمون درخواست پیش کی کہ موضع سورور تعلقہ سیڑم کے وطن پولیس پٹیلی کا پٹہ شوہر سائلہ مسمی ستی آپا ولد رامنا کے نام تھا ستی اپا اپنے حین حیات وطن مذکور پر بلا شرکت غیرے قابض و متصرف تھا ستی آپا کے انتقال کے بعد کارروائی وراثت جاری ہوئی ۔ متوفی کی زوجہ کلاں ابنوا کے نام پٹہ اور سائلہ کے نام مساوی حصہ آنہ واری قائم ہوئی اور اراضیات کا پٹہ بھی ابنوا کے نام ہو کر سائلہ کی نصف شکمی قائم ہوئی اور مسماۃ ابنوا اور سائلہ باشتراک اراضیات وطن سے مستفید ہوتے رہے مسماۃ ابنوا نے سائلہ کو نقصان پہونچانے کی غرض سے ایک غیر شخص مسمی سائنت ویرپا کے نام مخفی طور پر وطن اراضیات کی منتقلی کی

کربسما بنام سرکار عالی

کارروائی کی اور پوشیدہ ساتھ ویرپا کے نام وطن اراضیات منتقل کردیا مساۃ ابنوا کا انتقال ہوچکا ہے سائلہ نے حصول پٹہ کے لئے کارروائی آغاز کرنا چاہی تو ان واقعات کا انکشاف ہوا ابنوا تنہا مالک بھی نہ تھی اس طرح وطن اراضیات پٹہ کی منتقلی خلاف ضابطہ جو قابل بحالی نہیں وطن دوسرے خاندان میں منتقل ہوگیا ہے خلاف ضابطہ ہے وطن پولیس پٹیلی موضع سوروادکا پٹہ سائل کے نام عطاء فرمایا جائے ۔"

بربنا درخواست ضلع نے تحصیل سے واقعات دریافت کئے ۔چنانچہ تحصیل سے ذریعہ مراسلہ ۸۳۰ مورخہ ۱۸ ہر تیر ۱۳۴۵ف جواب دیا گیا کہ سٹی اپا پٹہ دار وطن اراضیات فوت ہونے پر ۱۳۳۱ف میں وراثت اس کے دو زوجگان ابنوا کربسما کے نام اس طرح منظور ہوئی کہ زوجہ کلاں ابنوا پٹہ دار رہے اور زوجہ خورد کربسما بحصہ ساوی شکیدار رہے ۔۱۳۳۴ف میں زوجہ کلاں ابنوا نے وطن پٹیلی کے انتقال کی درخواست دی اور یہ ظاہر کیا کہ وہ پٹہ دارہ ہے عورت ہونیکی وجہ سے ادائی خدمت کا انتظام نہیں کرسکتی وطن ساتھ ویرپا کے نام منتقل کیا جائے جو اس کے شوہر کا بھانجہ ہے ۔چنانچہ درخواست پر کارروائی ہوکر حسین نقیح تحصیل بہ زمانہ حسین نواز جنگ بہادر اول تعلقدار وقت منتقلی کی منظوری دی گئی ۔

اب یہ کارروائی منتقلی زیر بحث اور غور طلب ہے ۔

اس کے بعد ضلع نے ذریعہ مراسلہ ۲۴۵۹ مورخہ ۸ ہر شہریور ۱۳۴۵ف صوبہ داری سے استصواب کیا کہ :۔

"عمل منتقلی کو عرصہ ہوچکا ہے جس کی وجہ اس وقت کربسما کی درخواست پر ضلع سے کوئی تجویز نہیں کی جاسکتی ۔لیکن کارروائی منتقلی جس طریقہ پر ہوئی ہے وہ ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ دیکھنے کے بعد نظر انداز کیا جائے ۔کارروائی منتقلی میں امور ذیل محتاج توجہ اور خلاف قانون ہیں

(۱) منتقلی وطن غیر خاندان میں ہوئی جو قانوناً ممنوع ہیں ۔

(۲) منتقل کنندہ (۸/ر) کی مالک اور پٹہ دارہ تھی اور (۸/ر) کی شکمیدارہ ۔دوسری عورت تھی ایسی حالت میں سالم وطن کی منتقلی کا عمل درست نہ ہوا ۔

کارروائی منتقلی میں موضع متعلقہ کے لوگ شہادت میں پیش نہیں ہوئے نہ دیگر وطنداران موضع کا

گربسما
بنام
سرکار عالی

بیان قلمبند کرایا گیا۔

اصل سند پٹہ داخل نہیں ہوئی۔ درخواست پیش ہوئی تھی کہ:۔

اصل سند باوجود تلاش نہیں ملرہی ہے لیکن بلا ادخال سند منظوری دی گئی اشتہار عذرداری پر تعمیل کنندہ کی حلفی تصدیق بھی نہیں حالات مصرحۂ بالا کے لحاظ سے والاجناب پر مبرہن ہوگا کارروائی منتقلی ناقص طریقہ سے ہوئی ہے اور خلاف قانون منتقلی غیر خاندان میں ہونے سے لائق تنسیخ ہوجاتی ہے۔ علاوہ ازیں منتقل کنندہ صرف (۸/۱) کی مالک تھی۔ سالم وطن کی منتقلی کالعدم تصور ہوگی۔ کیونکہ سالم وطن کا حق اس کو حاصل نہ تھا۔ بعد ملاحظہ واقعات کارروائی تنسیخ وطن کے متعلق حکم مناسب سے عز ایماء فرمایا جائے تو احسن ہے۔

چنانچہ اس کے جواب میں صوبہ داری سے لکھا گیا کہ:۔

"انتقال وطن کی کارروائی نہایت ناقص اور بعجلت کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں ضلع مجاز انتقال ہی نہ تھا کہ غیر وارث کے نام منتقلی عمل میں آئی ہے۔ پس براہ کرم وطن زیر نگرانی سرکار لیکر منجانب گورنمنٹ انجام دہی خدمات کا انتظام کیا جائے اور تاریخ پیشی رکھکر بعد اخذ جواب منتقل علیہ تجویز مناسب ہوگی"۔

ضلع میں بمواجہ فریقین تحقیقات آغاز ہوئی بتاریخ ۲۴ امرداد ۱۳۴۶ف تجویز کی گئی کہ:۔

"تختہ وراثت جس کی رو سے وطن زیر بحث بنام منتقل کنندہ مسماۃ ابنوا منظور ہوا ہے پیش نہیں ہوا۔ اس اہم وثیقہ کی عدم پیش سازی سے منتقل کنندہ کی حیثیت تزلزل ہوگئی ہے تاوقتیکہ وثیقہ منظوری وراثت پیش نہ ہو حقوق وطنداری منتقل کنندہ تسلیم نہیں کئے جاسکتے"۔

اس کے علاوہ جیسا کہ قبل ازیں ذریعہ مراسلہ نمبر ۲۴۵۹ مورخہ ۸ شہریور ۱۳۴۵ف محکمۂ عالیہ صوبہ داری میں عرض کیا گیا ہے کارروائی منتقلی خارج از اقتدار طے پائی ہے منتقل الیہ منتقل کنندہ کے شوہر کا بھانجہ ظاہر کیا گیا ہے جو غیر خاندان کا رکن ہونے سے اس وطن میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور بلحاظ تبنیٰ منتقلی اس وقت جائز ہوتی جب قبل از قبل تبنیت کی منظوری محکمۂ مجاز سے حاصل کی جاتی۔ اس نقطۂ نظر سے تبنیت کو اگر تسلیم بھی کیا جائے تو ایک ایسے تبنیٰ پر منتقلی جس کی تبنیت کی منظوری حاصل نہیں کی گئی جائز متصور نہیں ہو سکتی۔

کرلبسما بنام سرکار عالی

پس ان واقعات کی اطلاع محکمۂ صوبہ داری کو بجواب مراسلہ ۲۱۶۱ مورخہ ۱۴ ر مہر ۱۳۴۵ ف دیکر لکھا جائے کہ چونکہ منتقلی جائز متصور نہیں ہوسکتی اور منتقل کنندہ کی حقیت وطن بوجود عدم پیش سازی وثیقہ وراثت مشتبہ ہوگئی ہے اس لئے بصیغۂ نگرانی کارروائی منتقلی کو کالعدم قرار دیکر وطن زیر نگرانی سرکار لینے کی اجازت دیجائے - آئندہ اگر مسئلہ وراثت پیش ہوگا تو منتقل کنندہ کی حقیت کو برقرار رکھا جاسکیگا -

اس تجویز ضلع کی نقل صوبہ داری میں بھیجے جانے پر صوبہ داری سے ذریعہ مراسلہ ۱۰۲۱ مورخہ ۲۰ شہریور ۱۳۴۶ ف جواب دیا گیا لہ ہو-

حسب تحریک ضلع کارروائی منتقلی کالعدم قرار دیجاتی ہے -وطن لاوارث اور داخل سرکار کیا جائے اور رجسٹر میں عمل ہو -

اس مراسلہ کی ناراضی سے محکمۂ ہذا میں کرلبسما کی جانب سے مرافعہ پیش ہوا ہے اہم عذرات حسب ذیل ہیں -

عذرات

(۱) جبکہ سن مرافعہا سابق سے وطن کے نصف کی حصہ دار اور اصل پٹہ دار کی بیوہ بقید حیات موجود ہے تو وطن کو لاوارث قرار دیکر بحق سرکار ضبط کرنے کی تجویز قطعاً غیر صحیح ہے -

(۲) محکمۂ ضلع کی تحریک میں بھی تا تصفیہ وراثت نگرانی کی تحریک نہ ائداز ضرورت تھی لیکن تجویز زیر اپیل بالکلیہ خلاف قانون ہے -لہذا

استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ تجویز زیر اپیل منسوخ ہوکر حسب ضابطہ کارروائی وراثت مکمل کئے جانے کا حکم صادر فرمایا جائے -

حکم عالیجناب منصرم صدر المہام بہادر مال -

تمہید -وکیل مرافعہ گزارہ ووکیل سرکار کی بحث سنی گئی اور کارروائی تحت دیکھی گئی -

مسمی ستی اپاپو پیس پٹیل کی فوتی پر وراثتاً اس کے زوجگان کے نام پٹہ یعنی مرافعہ گذارہ کی سوت کلاں مساۃ ابنوا کے نام بشکمی مرافعہ گذارہ منظور رہوا-

ابنوا نے بلا علم کرانے مرافعہ گزارہ کے پٹہ وطن ایک غیر شخص کے نام منتقل کردیا مرافعہ گزارہ کی

گر بسما
بنام
سرکار عالی

درخواست پر کارروائی انتقال وطن حسب تحریک ضلع صوبہ داری سے کالعدم کردی گئی ہے اور ساتھ ہی صوبہ داری سے یہ بھی حکم دیا گیا کہ وطن کو لاوارث قرار دیکر داخل سرکار کرلیا جائے۔ اس حکم صوبہ داری کا مرافعہ بعذرات پیش ہے۔ اعذار مرافعہ پر غور ہوا لائق لحاظ ہیں۔ اس وطن زیر بحث کو وراثتاً ابنوا اور مرافعہ گزارہ کے حق میں دیا گیا تھا جب ابنوا فوت ہوگئی ہے یا اس کی کارروائی انتقال وطن ناجائز قرار دی گئی ہے تو مرافعہ گزارہ اس وطن کی مستحق اور حقدار ہے کہ اصلی وطن کا پٹہ اُس کے شوہر کے نام تھا جب ایک زوجہ اُس کی فوت ہوگئی ہے اور دوسری باقی ہے تو اسی کے حق میں بحیثیت پسماندگی وطن رہیگا۔ لاوارثی کا مسئلہ بموجودگی مرافعہ گزارہ زیر بحث نہیں آسکتا۔ اس لحاظ سے تجویز صوبہ داری کا یہ جز کہ وطن لاوارث قرار دیا جائے۔ لائق اخراج ہے۔ پس

حکم ہوا کہ

حسب اشارۂ صدر مرافعہ ترمیماً منظور۔

مرافعہ باب حکومت صیغۂ عطیات

سنہ ۱۳۴۱ ف
نشان مثل ۸۳
منفصلہ ۱۷ ر دے سنہ ۱۳۴۴ ف

غلام معین الدین خاں — مرافع بوکالت پنڈت بی رام کشن راؤ صاحب ومولوی غلام دستگیر صاحب وکلاء۔

بنام

عثمان علی خاں — مرافعہ علیہ بوکالت رائے گنپت لال صاحب ایڈوکیٹ

دریافت وراثت۔ دریافت وراثت کے وقت کسی جاگیر پر قبضہ خواہ مخواہ شاخ کلاں ہی کو دینا لازمی نہ ہونا۔ اولاد اکبر یا اُس کی اولاد میں قابلیت کا دیکھا جانا۔

تجویز ہوئی کہ صیغۂ دریافت وراثت کسی جاگیر پر قبضہ خواہ مخواہ شاخ کلاں کو ہی دینا لازمی نہیں ہے۔ لیکن ایک نہ ایک طریقہ عمل کرنا لازمی ہے اور جو طریقہ عمل بہترین ہے وہ یہ ہے کہ اولاً اولاد اکبر یا اُس کی اولاد پر لحاظ کرکے یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا اس میں کوئی ناقابلیت تو نہیں ہے اگر ناقابلیت پائی جائے تو پھر اُس کے بعد کی دوسری رو پر نظر ڈالنا چاہیئے اور اس امر کے طے کرنے میں متعدد امور

مرافعہ بنا راضی تجویز راجہ جگ موہن لال صاحب ناظم عطیات مورخہ ۷ ر مہر ۱۳۴۱ ف۔

غلام معین الدین خان بنام عثمان علیخاں

پیش رکھنے پڑتے ہیں۔ مورث کے خیالات کو بھی ایک حد تک وقعت دیجاتی ہے۔

واقعات حسب صراحت حاشیہ مواضعات جاگیرات بجمع کامل از موقوفی قاسم یار جنگ بہادر از ۱۲۷۱ف بذریعہ سند بیابت دیوانی مورخہ ۱۰ شعبان المعظم ۱۲۷۸ھ بنام غلام احمد خاں عطاء فرمائے گئے سند میں یہ الفاظ ہیں "یہ جاگیر ذات

(۱) موضع سیداپور	محاصل سابقہ
(۲) موضع جگ ماڑی	۹۹۳۶
(۳) موضع جوم پلی	
(۴) موضع مدی کنٹہ	واقع ضلع کریم نگر
(۵) موضع پورن پلی	
(۶) کلبر عرف کلیان	

غلام احمد خاں قائم خاں تن نشدہ" صاحب سند غلام احمد خاں متذکرہ صدر کے فوت ہونے کے بعد یہ جاگیرات ذریعہ سند بیابت دیوانی مورخہ ۱۰ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ محمد علیخاں فرزند غلام احمد خاں کے نام ورثتاً بحال ہوئے بجین دریافت انعام کمشنر انعام نے اسناد مذکورہ کی تصدیق دفاتر متعلقہ دفتر ملکی و دفتر مال سے کرائے جانے کے بعد عطیہ کو موثق قرار دیکر معاش زیر بحث کو رجسٹر عطایائے جدید میں اندراج کیا ہے مگر کوئی منتخب بلحاظ احکام متعلقہ اجراء نہیں کیا گیا۔

۲۱ رخورداد ۱۳۲۷ف کو محمد علی خاں قابض معاش زیر بحث فوت ہوئے حسب صراحت ذیل ورثاء خواہان وراثت ہوئے۔

(۱) محمد سعادت علی خاں فرزند از بطن حوران خاتون۔

از بطن عزت النساء بیگم زوجہ:

(۲) احمد علی خاں فرزند۔

(۳) محمود علی خاں فرزند۔

(۴) غلام معین الدین علی خاں فرزند

(۵) یسین علی خاں فرزند

(۶) محبوب النساء بیگم دختر فوت غلام محی الدین خاں نبسہ

(۷) معین النساء بیگم دختر

نظامت عطیات سے حسب ضابطہ اشتہار جاری کیا گیا لیکن ورثاء رجوع شدہ مذکورہ کے اور کوئی عذر دار رجوع نہیں ہوا اثناء دریافت نظامت عطیات حسب ذیل رجوع شدہ ورثاء فوت ہوئے

غلام معین الدین خاں
بنام
عثمان علیخاں

اوران کے ورثاء مندرجہ حاشیہ قائم مقامی کے درخواستیں پیش کیے گئے

(۱) محمد سعادت علی خاں فرزند فوت بتاریخ ۲۸ر شہریور ۱۳۳۱ف -
(۱) محمد عثمان علی خاں فرزند -
(۲) لیاقت علی خاں فرزند جن کے نسب سے فرزند نمبر (۱) کو انکار ہے -
(۳) رحمت بانو زوجہ شادی متوفی و والدہ فرزند نمبر (۱) -
(۴) فاطمہ بی منکوحہ متوفی و والدہ فرزند نمبر (۲) -
(۵) فاطمہ سلطان منکوحہ متوفے -

وینیز نمبر (۲) احمد علی خاں فرزند بتاریخ ۲۵ر اردی بہشت ۱۳۳۷ف فوت ہوئے اُن کی قائم مقامی کے متعلق حسب ذیل ورثاء کے جانب سے درخواست پیش ہوئے اور نظامت عطیات سے اُس کی قائم مقامی منظور فرمائی گئی -

(۱) تراب علی خاں فرزند -

(۲) غوث النساء بیگم دختر فوت بتاریخ ۲۴ر شہریور ۱۳۴۰ف بگذاشت دو فرزندان میںان محمد قمرالدین خاں - محمد شمس الدین خاں نابالغان -

(۳) نور النساء بیگم
(۴) لطف النساء بیگم } زوجگان

نمبر (۳) محمود علی خاں فرزند متوفے جاگیردار بتاریخ ۹ر اسفندار ۱۳۳۷ف فوت ہونیکی اطلاع احمد علی خاں صاحب قابض معاش نے ذریعہ مراسلہ نشان (۱۰۴) مورخہ ۲۶ر اسفندار ۱۳۳۷ف باظہار ورثاء ذیل نظامت عطیات کو دی ہے -

(۱) بیوہ متوفے شیخ النساء بیگم -
(۲) محمد حسن علی خاں فرزند -
(۳) محمد محبوب علی خاں فرزند -
(۴) محمد رزاق علی خاں فرزند -
(۵) محمد علی خاں فرزند -
(۶) جمال النساء بیگم دختر -

غلام معین الدین خاں بنام عثمان علی خاں

نظامت عطیات سے رجوع شدہ ورثائے محمد علی خاں کے فوت ہونے کے بعد بعد اجرائی اشتہارات اُن کے تمام مقاموں کی کارروائی بھی اسی وراثت محمد علی خاں میں طے کر لی گئی۔

کارروائی متعلقہ قبضہ

بتاریخ ۱۷ ارتیر ۱۳۲۷ف محکمۂ مالگزاری سرکار عالی میں منجانب احمد علی خاں۔ محمود علیخاں غلام معین الدین خاں و محمد یسین علی خاں فرزندان محمد علی خاں متوفئے جو درخواست پیش کئے گئے اُس کا ماحصل یہ ہے کہ "ہمارے والد ماجد محمد علی خاں صاحب جاگیردار سیداپور وغیرہ سابق مددگار نظم جمعیت سرکار عالی نے بتاریخ ۲۱ رخورداد سنہ رواں انتقال فرمایا۔ مرحوم کے ہم چار فرزندان ہیں جس کے متعلق قبل ازیں بذریعہ مراسلہ نشان (۴۰۲) مورخہ ۲ ر تیر ۱۳۲۷ف اطلاع بھی گذرانی گئی ہے۔ مرحوم کے زندگی میں جاگیرات احمد علی خاں خلف اکبر زیر انتظام تھیں اور اب بھی احمد علی خاں کا قبضہ ہے۔ خارجاً سنا گیا ہے کہ ایک غیر شخص مسمی سعادت علی خاں جس کے نسب سے حضرت والد ماجد کو انکار ہے غلط طور پر خود کو فرزند ظاہر کر کے جاگیرات پر قبضہ کرنا چاہتا ہے جس سے اندیشہ فساد کا ہے براہ کرم حسب سابق برقراری انتظام کا حکم فرمایا جائے۔"

درخواست مذکورہ کے ساتھ نقل مراسلہ معتمدی سرکار عالی صیغۂ عدالت و کوتوالی و امور عامہ (صیغۂ فوجداری) نشان (۴۶۵) مورخہ ۷ ر تیر ۱۳۲۷ف منسلک کی گئی ہے جس میں معتمدی مذکورہ سے نظامت فوجداری ضلع کریم نگر کو بہ ترسیل نقل مراسلہ دفتر جاگیر نشان (۴۰۱) مورخہ ۲ ر تیر ۱۳۲۷ف حسب الحکم نواب معین المہام بہادر عدالت حکم دیا گیا کہ "انتظام رکھا جائے کہ نقض امن یا کسی جرم کا ارتکاب نہ ہونے پائے اور جو حالت انتظام و قبضہ جاگیر کی پہلے سے ہے اُس میں مداخلت نہ ہونے دیجائے۔ تاوقتیکہ محکمۂ مجاز سے اُس کے خلاف حکم صادر ہو۔"

اس درخواست پر نواب سعادت جنگ بہادر ترکیب معتمد نے تجویز کی کہ "جاگیرات پر جاگیردار کے وفات کے بعد اور اُس کے پہلے سے احمد علی خاں کا قبضہ ہے تو اُن کا قبضہ بدستور بحال رکھا جائے۔

حسبہٗ بذریعہ مراسلہ نشان (۲۴۸۸) مورخہ ۱۸ ارتیر ۱۳۲۷ف صوبہ داری صوبۂ ورنگل کے نام مراسلہ جاری کیا گیا۔ منجانب سعادت علی خاں فرزند متوفئے جاگیردار جو درخواست معتمدی مالگزاری سرکار عالی

غلام معین الدین خاں
بنام
عثمان علی خاں

مین تاریخ ۱۸؍ تیر ۱۳۲۷ف پیش ہوئی اُس کا ماحصل یہ ہے کہ:

مورث مرحوم محمد علی خاں کے دوران تحقیقات وراثت میں سائل بحیثیت فرزند اکبر ہونے کے بموجب رزولیوشن فینانس نشان (۱۱۹۳) بابتہ سنہ ۱۳۱۱ف بامید منظوری سرکار جاگیرات پر قابض ہے جس کی اطلاع محکمۂ والا و نیز محکمۂ فینانس کو ذریعہ درخواست علیحدہ علیحدہ دیدی گئی ہے۔

خارجاً دریافت ہوا ہے کہ مورث مرحوم فرزند دوم احمد علی خاں جو میرے علاتی بھائی ہیں غلط طور پر اپنے کو خلف اکبر ظاہر کر کے محکمۂ والا سے قبضہ کا حکم حاصل کرنے کے لئے درخواست دی ہے۔ جناب والا کے پیشگاہ سے احمد علی خاں کے یکطرفہ بیان کی صحت پر اعتبار فرما کر کوئی حکم دیا گیا ہے جس کا تصفیہ بالمواجہ سائل فرمایا جائے۔

اس درخواست پر نواب سعادت جنگ بہادر شریک معتمد نے تجویز سابقہ جو بر بناء درخواست احمد علی خاں کی گئی تھی وہ جاری نہ کئے جانے کی تجویز کی اور بعد سماعت بحث فریقین تجویز کئے جانے کا ذکر فرمایا گیا۔

نوٹ:۔ لیکن مسودہ جس میں قبضہ قدیم بحال رکھنے کا ذکر تھا اُس پر نشان بجاریہ کا ثبت ہو گیا ہے

۲۴؍ تیر سنہ ۱۳۲۷ف کو نواب سعادت جنگ بہادر نے حسب ذیل تجویز کی۔

فریقین کے وکلاء کی بحث سماعت ہوئی۔ نقل تجویز سررشتہ ابتدائی عدالت العالیہ مورخہ ۱۱؍ مہر سنہ ۱۳۲۲ف جو بمقدمہ تقرر ولی محمد علی خاں جاگیردار بر بناء درخواست سعادت علی خاں بمقابلہ احمد علی خاں صادر ہوئی ہے اُس کے معائنہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سعادت علی خاں فرزند محمد علی خاں مرحوم جاگیردار ثابت ہوئے ہیں اور محمد علی خاں مرحوم نے سعادت علی خاں و احمد علی خاں کے نام ماہوار نظم بھی اپنے فرزنداں ہونے کے لحاظ سے کردی۔ نقول افراد مصدقہ علاقہ نظم سے یہ بھی واضح ہے کہ سعادت علی خاں بمقابلہ احمد علی خاں کے بڑے فرزند ہیں۔ پس جب وہ صحیح النسب فرزند محمد علی خاں جاگیردار کے ہیں تو جاگیرات پر قبضہ رکھنے کا حق حاصل ہے۔ وکیل احمد علی خاں کا یہ بیان ہے کہ تجویز عدالت ایک متفرق مقدمہ میں صادر ہوئی ہے اور محمد علی خاں نے اپنی حیات میں سعادت علی خاں کو ایک طوائف کا لڑکا مادر جلو ہونا ایک تحریر کے ذریعہ سے محکمۂ معتمدی مال کو اطلاع .... (تجویز کا حصہ چاک ہے)۔

غلام معین الدین خاں بنام عثمان علیخاں

اس تحریر کا کوئی اثر تجویز عدالت پر نہیں پڑتا - ایسی تجویز عدالت کی بنا پر سعادت علیخاں فرزند صحیح النسب قرار پاتے ہیں تو وہ فرزند اکبر ہونے کی حیثیت سے جاگیرات پر قبضہ رکھنے کے مجاز ہیں - حکم مجریہ محکمۂ ہذا کے سلسلہ میں تجویز محکمۂ ہذا سے صوبہ دار صاحب کو مطلع کردیا جائے اور تحریر ہو کہ احمد علی خاں کا قبضہ قائم رکھنے کی نسبت اس سے قبل جو لکھا گیا ہے وہ کالعدم متصور ہو - احمد علی خاں کو نہیں چاہئے تھا کہ فیصلہ عدالت کو جس میں سعادت علی خاں صحیح النسب فرزند ہونے کا تصفیہ ہوا ہے مخفی رکھتے اور صحیح واقعات سے اطلاع نہ دیتے - وکیل احمد علی خاں کا بیان ہے کہ مؤکل نے فیصلہ عدالت کی اطلاع اُن کو نہیں دی تھی -

اس تجویز کی ناراضی سے دوسرے دن یعنی ۲۵ تیر ۱۳۲۷ ف کو درخواست منجانب احمد علی خاں راجہ فتح نواز ونت (آنجہانی) صدر المہام مال پیش ہوئی اُس کا ماحصل یہ ہے کہ :-

"درخواستگزار فرزند کلاں محمد علی خاں مرحوم جاگیردار ہے اور زمانہ حیات جاگیردار صاحب مرحوم سے ابتک قابض و منتظم جاگیرات ہے - کوئی ضمنی رائے صحت نسب کی تجویز میں درج ہے تو وہ ڈگری صحت نسب کی تصور نہیں ہو سکتی اور نہ ایسی تجویز پر سرٹیفکٹ وراثت کا یا امر فیصلہ شدہ کا اطلاق ہو سکتا ہے - عرضیگذار کا قبضہ قدیم ہونا ثابت کر سکتا ہے - لہذا استدعا ہے کہ حکم مورخہ ۲۴ تیر ۱۳۲۷ ف منسوخ فرمایا جائے - بدستور سابق بحالی قبضہ درخواستگزار کا حکم شرف نفاذ پائے اور تا تصفیہ اس درخواست کے حکم مورخہ ۲۴ تیر ۱۳۲۷ ف کی اجرائی بصیغہ ضروری روک دی جائے - سعادت علی خاں صاحب اگر دریافت وراثت میں حقدار ثابت ہوں تو اُن کے لئے تجویز مناسب ہو سکتی ہے - قبل دریافت وراثت ایک شخص غیر کا قابض کرا دیا جانا باعث تباہی و بربادی خاندان ہے "

اس درخواست پر جناب راجہ مرلیدہر صاحب صدر المہام مال نے تجویز فرمائی :-

"اجرائی کا حکم ملتوی کر کے کیفیت با مثل بھیجدیا جائے "

منجانب احمد علی خاں ۳۰ تیر ۱۳۲۷ ف کو ایک درخواست پیش کی گئی جس میں لکھا گیا ہے کہ احمد علی خاں مرحوم نے ذریعہ شمشیر خاں صاحب اپنا وصیت نامہ سر بمہر نشان سلسلہ رسید (۱۵۱۹) دفتر رجسٹرار بلدہ حسب دفعہ (۳۷) قانون رجسٹری محفوظ کرا دیا تھا جو دفتر رجسٹرار بلدہ میں

غلام معین الدین خاں
بنام
عثمان علی خاں

موجود ہے اس وصیت نامہ سے ان امور پر روشنی پڑتی ہے جو اس وقت زیر نزاع ہیں اور ظاہر ہو سکتا ہے کہ سعادت علی خاں صاحب محمد علی خاں مرحوم کے بیٹے نہیں ہیں ۔

محکمۂ نظامت عطیات میں اصل وصیت نامہ جو سر بمہر دفتر رجسٹری میں منجانب متوفے رکھایا گیا طلب کر کے کھولا گیا جس میں متوفے نے اپنی جائداد تقسیم کر کے قبضہ بحق احمد علی خاں نامزد کیا گیا تھا اور سعادت علی خاں کو مادر جلو ہونا تحریر کیا گیا ۔

سعادت علی خاں کی جانب سے وصیت نامہ زیر بحث سے قطعی انکار و مصنوعی ہونا بیان کیا گیا ۔ اس وجہ سے چند کاغذات و مثل جن پر متوفے جاگیردار کے دستخط ہیں جو مسلمہ و مقبوضہ فریقین تھیں بغرض شناخت لالہ منوہر لال صاحب پوری ماہر فن شناخت کے پاس روانہ کی گئی بعد معائنہ اُنہوں نے ذریعہ نشان (۱۱۲) مورخہ ۷ ر شہریور ۱۳۳۱ف وصیت نامہ پر متوفے جاگیردار کی دستخط ہونے کے متعلق تصدیق کی ۔ ما بعد ماہر فن شناخت خط علاقہ سرکار عظمت مدار سے اس کی مکرر تصدیق کرائی گئی ۔ جس کے متعلق ذریعہ مراسلہ انگریزی نشان (۳۲۶) مورخہ ۱۲ ر اگست ۱۹۲۲ع وصیت نامہ پر دستخط متوفے نہ ہونے کی تصدیق کی گئی ۔ نواب فصیح جنگ بہادر معتمد مال نے اپنی قلمی رائے بتاریخ ۲۰ ر رمضان ۱۳۲۶ھ جناب راجہ فتح نواز ونت صدر المہام کے ملاحظہ میں پیش کی اُس کا آخری حصہ حسب ذیل ہے ۔

یہ امر تسلیم کیا گیا کہ محمد علی خاں صاحب مرحوم کے زمانۂ حیات سے احمد علی خاں قابض و منتظم جاگیر رہے ہیں ۔ سعادت علی خاں نے اپنے والد مرحوم کو فاتر العقل ظاہر کر کے اور یہ کہ احمد علی خاں وغیرہ اسٹیٹ کو برباد کر رہے ہیں با دعائے اولاد اکبر عدالت سے اپنا قبضہ کرا دینے کی استدعا کی تھی ۔ عدالت سے تنقیحات قائم کئے گئے ۔

(۱) سعادت علی خاں صحیح النسب بھی ہیں کہ نہیں ۔

(۲) آیا احمد علی خاں فاتر العقل ہیں ۔

عدالت کی تحقیقات میں سعادت علی خاں صحیح النسب ثابت ہوئے ۔ مگر محمد علی خاں فاتر العقل ثابت نہ ہونے سے سعادت علی خاں کا دعوے خارج کر دیا گیا ۔ سعادت علی خاں کو تنقیح نمبر اول کے تصفیہ پر یہ استدلال ہے کہ وہ عدالت سے صحیح النسب قرار پا چکے ہیں مگر یہ استدلال قابل لحاظ

غلام معین الدین خاں بنام عثمان علی خاں

نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ درمیانی تنقیح کا تصفیہ امر فیصلشدہ کی تعریف میں داخل نہیں ہوسکتا ہے اور نہ اُس کے متعلق احمد علی خاں وغیرہ کو مرافعہ کرنے کی ضرورت تھی۔ دریافت وراثت میں اُن کے ثبوت کی ضرورت ہوگی اور سرکار سے بصیغۂ عطیات جس طرح فیصلہ ہو حسبہٗ عمل ہوگا۔ احمد علی خاں کا صحیح النسب ہونا غیر متنازعہ ہے اور والد کے زمانہ سے ان کا قابض رہنا بھی لائق تسلیم ہے اور چونکہ محکمۂ سرکار میں وراثت کی دریافت ہو رہی ہے جو جلد ختم ہو جائے گی یہ ممکن ہے کہ موجودہ انتظام جاگیر میں دست اندازی نہ کی جائے اور اُس کو بدستور قائم رہنے دیا جائے۔ الخ

مندرجہ رائے معتمد مالگزاری پر جناب راجہ فتح نواز ونت صدرالمہام مال نے بتاریخ ۲۶ امرداد ۱۳۲۷ف حسب ذیل تجویز فرمائی:۔

"ختم دریافت وفیصلہ وراثت تک جس کا قبضہ ہے قائم رہے مگر نگرانی افسر ضلع اُس پر رہے تاکہ صحیح حصہ ہر ایک کو پہونچ سکے"۔

حسبہٗ صوبہ داری صوبۂ ورنگل کے نام ذریعہ نشان (۲۸۱) مورخہ ۲۷ امرداد ۱۳۲۷ف حکم جاری کیا گیا۔ جس میں حکم دیا گیا کہ ختم دریافت وفیصلہ وراثت تک جس کا قبضہ ہے قائم رہے۔

اس کے بعد بجبر سعادت علی خاں نے درخواست مورخہ ۱۷ امرداد ۱۳۲۷ف بایں استدعا پیش کی کہ :۔

"انتقال والد کے بعد سے جاگیر پر سائل کا قبضہ رہا ہے تو دوران تحقیقات وراثت میں بھی سائل کا قبضہ قائم رکھا جائے"۔

اس درخواست پر جناب راجہ فتح نواز ونت صدرالمہام صاحب مال نے ۱۸ امرداد ۱۳۲۷ف کو حسب ذیل تجویز فرمائی"

"معتمد صاحب شریک۔ باشمل وکیفیت پیش ہو اگر زیر کارروائی ہے بمقابلہ فریقین عذر سماعت کرکے رائے پیش ہو"

احمد علی خاں کی جانب سے معتمدی مالگزاری میں بایں استدعا درخواست پیش ہوئی کہ پیشگاہ عالی سے تا تصفیہ وراثت احمد علی خاں کا قبضہ قائم رہے۔

غلام معین الدین خاں
بنام
عثمان علی خاں

اس درخواست پر نواب فصیح جنگ بہادر معتمد مال نے بتاریخ ۸ ر شوال ۱۳۳۶ھ تجویز کی -
"میں نے صراحت سے بتلادیا تھا کہ احمد علی خاں قابض ہیں اور اُس سے جناب راجہ صاحب بہادر نے اتفاق فرمایا تھا کہ جس کا قبضہ قائم رہے - پس مراسلہ میں صراحت کر دیجائے -
احمد علی خاں کا قبضہ مسلمہ فریق ثانی ہے"
تجویز مذکور کی بناء پر ذریعہ نشان (۲۹۵۸) مورخۂ ۱۲ ر شہریور ۱۳۲۷ف صوبہ داری صوبۂ ورنگل کو لکھا گیا کہ :-
"محکمۂ ہذا کی گذارش میں بصراحت بتلادیا گیا تھا کہ احمد علی خاں قابض ہیں اور اُس سے جناب صدرالمہام بہادر نے اتفاق فرمایا تھا کہ جس کا قبضہ ہے قائم رہے چونکہ احمد علی خاں کا قبضہ مسلمہ فریق ثانی ہے - لہذا اُن کا قبضہ بحال رہنا چاہیئے"
مراسلہ مذکورہ کے جواب میں محکمۂ صوبہ داری صوبۂ ورنگل سے ذریعہ نشان (۱۲۸۸) مورخۂ ۲۱ ر شہریور ۱۳۲۷ف یہ دیا گیا کہ قبضہ کے متعلق تو مقامی دریافت ضرور ہے - گذارش میں اگر کوئی کیفیت دفتر لکھی گئی ہے تو وہ بظاہر کافی نہیں ہوتی ہے معلوم تو یہ ہونا ضرور ہے کہ بعد انتقال جاگیردار مرحوم کس کا قبضہ مواضعات پر ہوا ہے - جب ہر ایک فریق کو بعد انتقال جاگیردار مرحوم اُن کے قابض ہونے کا دعوے ہے تو اس کی دریافت ضرور ہے - مراسلہ زیر جواب بھی کسی اجلاس مجاز سے جاری ہونا پایا نہیں جاتا ہے براہ کرم اس کی صراحت فرمائی جائے
ششئے درخواست سعادت علی خاں مورخۂ ۲۹ ر شہریور ۱۳۲۷ف جو جناب راجہ فتح نواز ونت صدرالمہام صاحب مال کے ملاحظہ میں بدیں معروضہ پیش کی گئی کہ جو نتائج اس دادخواہ کے حق میں خلاف توقع و خلاف قانون پیدا کر دئے جارہے ہیں اُس کی جانب اگر فوری توجہ معطوف نہ ہو تو کمزوروں اور ناتوان کے حقوق کی حفاظت بالکل دشوار ہو جائیں گی - جناب موصوف نے یکم مہر ۱۳۲۷ف کو تجویز ذیل فرمائی -
معتمدی مال - طرفثانی کو قبضہ کس بناء پر دلایا گیا ہے کیفیت پیش ہو"
خلاصہ کیفیت دفتر مورخۂ ۱۰ ر مہر ۱۳۲۷ف پر نواب فصیح جنگ بہادر معتمد مال نے حسب ذیل تجویز کی
"فیصلہ مورخۂ ۲۰ ر رمضان منظورہ ۲۶ ر امرداد سے ثابت ہوگا کہ والد مرحوم ہی کے زمانہ حیات

غلام جیلانی خان بنام عثمان علی خاں

سے احمد علی خاں صاحب قابض تھے اور سعادت علیخاں نے عدالتیں نالش کی تھی کہ قبضہ اُن کو دلایا جائے جو تجویز صادر ہو چکی ہے اُس کی تعمیل کی جانی چاہئیے ۔ سعادت علی خاں نے اگر نقض امن میں کنجیاں وغیرہ حاصل کرلی تھیں اور مہتمم صاحب کوتوالی نے اُن سے لے لیں تو اس سے قبضہ ثابت نہیں ہو سکتا ۔ مقدمہ بہت صاف ہے اور جواب لیا جانا چاہئیے کہ قبضہ قابض احمد علی خاں بحال رکھا جائے ۔"

"اس پر جناب صدر المہام صاحب مال نے ۲۵ مہر ۱۳۲۷ ف پر حسب ذیل تجویز فرمائی ۔
"تا تصفیہ وراثت جاگیر زیر ضبطی رکھی جائے اور گذارہ دیا جائے ۔ بعد فیصلہ وراثت قبضہ کی نسبت بصراحت حکم ہوگا ۔"

اس کے بعد احمد علی خاں کی درخواستیں مورخہ ۲۷ مہر ۱۳۲۷ ف و ۲۴ آذر ۱۳۲۸ ف بملاحظہ جناب راجہ صدر المہام صاحب مال پیش ہوئی ۔

جن کا ماحصل یہ ہے کہ ضبطی جاگیرات کی وجہ سے سخت نقصان ہونے کے علاوہ کُل معاملات جاگیر درہم برہم ہوں گے چونکہ تمام ورثار باستثناء سعادت علی خاں میرے منتظمی سے راضی ہیں ۔ سعادت علی خاں کا جو حصہ مقرر فرمایا جائے گا وہ اُن کو ادا کیا جاسکتا ہے ایسی حالت میں ضبطی برخاست فرماکر سائل کے قبضہ میں جاگیرات ولائے جائیں تو مناسب ہے ۔

ان درخواستوں کے متعلق پیشی صدر المہامی سے بتاریخ ۲۸ مہر ۱۳۲۷ ف و ۲۶ آذر ۱۳۲۸ ف حسب ذیل تجاویز ہوئے ۔

تجویز مورخہ ۲۸ مہر ۱۳۲۷ ف — سوائے سعادت علی خاں کے بقیہ ورثار احمد علی خاں صاحب سے راضی ہوں تو ضبطی کی حاجت نہیں ہے ۔ سعادت علی خاں کو جو رقم کا تعین یہاں سے ہو جائے گا ادا کریں گے ۔

تجویز مورخہ ۲۶ آذر ۱۳۲۸ ف — جو ہمشیرہ ناراض ہیں یا اُن کے شوہر نے اولاد نابالغ کی طرف سے عذر کیا ہے اُن کے حصہ کی رقم کا سرسری اندازہ کر کے آخر ۱۳۲۷ ف تک کی رقم بانڈ داد ہمشیرہ متوفیہ اور آئندہ قسط خریف کا حصہ اُن کی اولاد کا رقم مجتمعہ دستگرداں سے وضع کیا جائے بہ صراحت رقم مجتمعہ کے لئے کر دیکر اور آئندہ حصہ بروقت دینے کا اقرار لے کر اور

غلام معین اللہ بیگ خاں
بنام
عثمان علی خاں

کوئی وجہ مانع نہیں ہے تو ضبطی برخاست کردیجائے۔

حسبۂ ذریعہ نشان (۸۶) مورخہ ۲ ر دے ۱۳۲۷ف تعمیلاً صوبہ داری کو لکھدیا گیا۔ اس حکم کی تعمیل نہ ہونے پائی تھی کہ سعادت علی خاں کا انتقال ہوگیا۔ اور بالآخر ذریعہ مراسلہ نشان (۲۶۱۶) واقع ۲۸ ر آبان ۱۳۳۱ف نظامت عطیات سے اول تعلقدار صاحب کریم نگر کو بسلسلہ احکام سابقہ واگذاشت ضبطی کی تعمیل کے لئے ایما کیا گیا اور احمد علی خاں کا قبضہ ہوگیا۔

کارروائی گذارہ جات

اس کے بعد گذارہ جات کی کارروائی ہوکر گذارش نشان (۲۳۴) مورخہ ۱۵ ر فروردی ۱۳۲۹ف پیش کی گئی اُس کا آخری حصہ متعلقہ رائے صدرالمہام بہادر مال کا حسب ذیل ہے۔

"دختر کو فرزند سے نصف گزارہ شرعاً ملنا چاہئے پس فرزند کو (۱۰؍) تو دختر کو (۵؍) روپیہ دینا چاہئے اور سعادت علی کی نسب معرض بحث میں ہے۔ اُن کو اول نسب ثابت کرنا چاہئے بعد گزارہ دیا جائے۔ سردست گزارہ کے لئے جو ماہوار نظم جمعیت سے پاتے ہیں کافی ہے"

بتاریخ ۲۵ ر فروردی ۱۳۲۹ف جناب نواب مؤید الملک بہادر صدر اعظم نے صدر المہام صاحب مال کی رائے سے اتفاق فرمایا۔

"دوسری گذارش بہ ثبت نشان (۳۱۵۱) مورخہ ۳ ر مہر ۱۳۳۰ف کے ذریعہ سعادت علی خاں کے نام ہی ثبوت پیش ہونے کے وجہ سے مثل دیگر فرزنداں (۱۰؍) روپیہ گزارہ کی منظوری عالیجناب نواب صدر اعظم بہادر نے صادر فرمائی"۔

فوتی سعادت علی خاں

عثمان علی خاں نے بتاریخ ۱۰ ر مہر ۱۳۳۱ف درخواست دی اُس کا ماحصل یہ ہے کہ سعادت علی خاں والد سائل کا انتقال ۲۸ ر شہریور ۱۳۳۱ف کو ہوچکا ہے ورثا ہیں حسب صراحت حاشیہ وارث چھوڑے ہیں۔ لہذا پدر سائل کی قائم مقامی بنام سائل منظور فرمائی جائے۔

(۱) عثمان علی خاں سائل فرزند۔
(۲) فاطمہ بی منکوحہ زوجہ۔
(۳) فاطمہ سلطانہ زوجہ۔
(۴) لیاقت علی خاں پدر دہ لڑکا۔

ایک درخواست مشترکہ فاطمہ بی و فاطمہ سلطانہ و لیاقت علی خاں فرزند آغوشی کے طرف سے ۲۸ ر آبان ۱۳۳۱ف

غلام معین الدین خاں بنام عثمان علی خاں

کو پیش ہوئی کہ ہر دو زوجگاں کو فی کس (عسہ) اور فرزند آغوشی لیاقت علی خاں کو (سہ) گذارہ دیا جائے ۔ مابقی بنام محمد عثمان علی خاں اجرا ہو اور اس درخواست کے مطابق عمل آوری کے لئے نواب رحیم یار جنگ بہادر ناظم عطیات نے ۷ ؍ خورداد ۱۳۳۲ ف کو تجویز کی ۔ اور راجہ فتح نواز ونت بہادر نے ۳۰ ؍ تیر ۱۳۳۲ ف کو منظوری دی ۔ فاطمہ بی زوجہ سعادت علی خاں کی جانب سے درخواست ۳۰ ؍ تیر ۱۳۳۲ ف پیش ہوئی اُس کا ماحصل یہ ہے کہ :-

" سعادت علی خاں شوہر سائلہ کے صلب سے اور سائلہ کے بطن سے لیاقت علی فرزند معمر (۱۴) سالہ نابالغ ہے ۔ فرضی درخواستیں عثمان علی خاں نے پیش کردی ہیں ۔ عثمان علی خاں کو ان کے باپ نے عاق کردیا تھا ۔ اس کی تحقیقات فرمائی جا کر دادرسی فرمائی جائے عثمان علی خاں نے فرزند مذکور کو جو پروردہ بتلایا ہے وہ غلط ہے " اس درخواست کی بناء پر طویل سلسلہ کارروائی نظامت عطیات میں آغاز ہوئی ۔ عثمان علی خاں لیاقت علی خاں کے نسب سے منکر رہے اور اس کے مقابل فاطمہ بی اور لیاقت علی خاں کی جانب سے لسانی و دستاویزی شہادت ثبوت فرزندیت کے متعلق پیش کی گئی ۔ اسی قسم کی نزاع سعادت علی خاں کی ماہوار سلحداری وغیرہ علاقہ نظم جمعیت کے متعلق پیش ہوئی ۔ بالآخر معزز اجلاس باب حکومت منعقدہ ۵ ؍ اردی بہشت ۱۳۳۴ ف میں پیش ہوئی ۔ جس میں معزز اجلاس مذکورہ سے حسب ذیل تجویز فرمائی گئی ۔

(۱) مقدمہ وراثت محمد سعادت علی خاں سلحدار امتیازی میں فرزند کلاں پر سلحداری سے اسپ اجراء ہو منجملہ ماہوار سلحداری و امتیازی حسب عملدرآمد محکمہ نظم جمعیت فرزند خورد اور بیوگاں کے نام شکمی تنخواہیں اجراء ہوں ۔ فرزند خورد کے نسب سے فرزند کلاں کو انکار ہے ۔ اس لئے فرزند خورد کو عدالت مجاز سے سرٹیفکٹ وراثت پیش کرنے کا حکم دیا جائے اُس وقت تک اجرائی بنام فرزند خورد ملتوی رہے "

اور اس کارروائی کے بعد مددگار صاحب عطیات نے بتاریخ ۲۳ ؍ شہریور ۱۳۳۵ ف حسب ذیل کیفیت دفتر پیش کی ۔

اس کے قبل محمد لیاقت علی خاں نے درخواست دی تھی تو ذریعہ تجویز معزز صدر المہامی مال مورخہ ۱۳ ؍ جمادی الثانی ۱۳۴۴ ھ یہ حکم ہوا کہ ضمانت قائم رہنی چاہیئے اس کے بعد محمد لیاقت علیخاں کے

غلام معین الدین خاں
بنام
عثمان علی خاں

والدہ کی درخواست نسبت کفالت حصۂ خود پر نظامت عطیات سے علحدہ ضمانت پیش کرنے کی تجویز ہوئی۔ غرض کہ محمد لیاقت علی خاں کامیاب رہے۔ اب لیاقت علی خاں صاحب نے درخواست مورخہ ۲؍ شہریور ۱۳۳۵ف پیش کی ہے۔ ان کی جانب سے مولوی قاضی محمد محی الدین علی صاحب وکیل حاضر اور بیان کرتے ہیں کہ دوران کارروائی وراثت میں جن کی غیر صحیح النسبی کی بحث پیش ہوئی ان کو حصہ یا گذارہ سے محروم نہیں رکھا جا سکتا ہے اور شہادت تائید صحیح النسبی پیش ہو چکی ہے فریق ثانی کی جانب سے تقریباً ایک سال سے شہادت تردیدی پیش نہیں ہو رہی ہے اور مقدمہ میں طوالت بیجا دیجا رہی ہے اس پر بھی محمد لیاقت علی خاں کے والدہ نے اپنا حصہ شرعی ضمانت میں مکفول کرا دیا ہے۔ مقتضائے انصاف ہے کہ لیاقت علی خاں کو رقم دلائی جائے یہ حجت ایک حد تک درست ہے۔ شہادت صحیح النسبی پیش ہونے کے باوصف ان کی والدہ نے اپنا حصہ مکفول کر دیا ہے تو جس طرح (۱۸۱۵) روپیہ دئے جاتے ہیں اُسی طرح جملہ حصہ شرعی سے چوتھائی رقم دینے میں کوئی امر مانع نہیں پایا جاتا۔ محمد لیاقت علی خاں اور عثمان علی خاں کو نصف نصف رقم مساوی طور پر اصولاً ملنی چاہئے بجائے نصف کے چوتھائی رقم دیجا سکتی ہے۔ سابق ازیں اُن کی والدہ کے حصہ کی رقم قلیل ہونے کی وجہ سے قطع نظر فرمایا گیا ہے۔

ناظم صاحب عطیات نے ۵؍ مہر ۱۳۳۵ف کو حسب ذیل تجویز کی۔

"بملاحظہ جناب نواب صدرالمہام صاحب بہادر مال"۔

واقعات مقدمہ مددگار صاحب کی پیشکردہ رپورٹ سے مبرہن ہو سکتے ہیں۔ صحیح النسبی کی شہادت بھی منجانب لیاقت علی خاں پیش ہو چکی ہے۔ ایسی حالت میں مماثل عثمان علی خاں لیاقت علی خاں کو بھی حصہ شرعی ملنا ناواجبی نہیں سمجھا جائے گا۔ بجائے اس کے ان کے حصۂ شرعی کا چوتھا حصہ بدرجۂ اولی اس تاریخ سے جو عثمان علی خاں کو دلایا گیا ہے۔ لیاقت علی خاں کو ضرور قابل منظوری ولائق اجرائی ہے کہ عدم میسری رقم مذکورہ کی وجہ سے لیاقت علی خاں سخت پریشان نظر آ رہے ہیں اور کوئی ذریعہ ان کی پرورش کا موجود نہیں ہے۔

اس تجویز پر نواب تلاوت جنگ بہادر صدرالمہام مال نے بتاریخ ۷؍ صفر ۱۳۴۵ھ حسب ذیل

غلام معین الدین خاں
بنام
عثمان علیخاں

تجویز فرمائی۔

"مناسب ہے حسب رائے نظامت عطیات عمل ہو"

باوجود صدور حکم جناب صدرالمہام بہادر تجویز نظامت عطیات مورخہ ۵ رمہر ۱۳۳۵ف کی ناراضی کے عنوان سے مرافعہ عثمان علی خاں نے معز زا جلاس کمیٹی مرافعہ عطیات باب حکومت سرکارعالی میں دائر کیا جس کا انفصال معز زا جلاس سے بتاریخ ۱۳ ر شہریور ۱۳۳۶ف حسب ذیل فرمایا گیا۔

فیصلہ معز زا جلاس باب حکومت سرکار عالی۔ — آج مثل پیش ہوئی۔ بحث وکلاء فریقین سماعت ہوئی۔ معاملہ صاف ہے جب لیاقت علی خاں کے نسب کے متعلق نزاع ہے اور تا حال کارروائی وراثت کا تصفیہ نہیں ہوا ہے تو اس نوبت کارروائی پر کوئی قطعی رائے اس خصوص میں قائم کرنا قبل از وقت ہوگا۔ ہمیں اس میں کوئی ہرج نہیں معلوم ہوتا کہ مرافعہ علیہ کے حصۂ شرعی کے منجملہ گذارہ مقررہ ایصال کیا جاکر بقیہ رقم بمد امانت سرکار میں جمع رہے بعد تصفیہ کارروائی وراثت جو اس رقم کا مستحق ثابت ہو اُس کو حاصل کرسکتا ہے"

بربناء تجویز مذکور لیاقت علی خاں عدالت متعلقہ میں رجوع ہوئے۔ مقدمہ عدالت میں زیر کارروائی ہے۔

انتقال احمد علی خاں قابض جاگیر۔ — احمد علی خاں قابض جاگیر بتاریخ ۲۵ ر اردی بہشت ۱۳۳۷ف انتقال کئے۔ قبضہ کے متعلق غلام معین الدین خاں برادر متوفے و تراب علی خاں فرزند متوفی و عثمان علی خاں فرزند سعادت علی خاں دعویدار ہوئے۔

نظامت عطیات سے بذریعہ نشان (۳۷۴۷) مورخہ ۲۹ ر اردی بہشت ۱۳۳۷ف غلام معین الدین خاں برادر احمد علی خاں مرحوم کو عارضی قبضہ دئے جانے ضلع کے نام حکم دیا گیا۔ اور بعد سماعت بحث و عذرات ہر سہ دعویداران مذکورہ راجہ جگموہن لال (آنجہانی) ناظم عطیات نے بتاریخ ۱۱ ر خورداد ۱۳۳۷ف عارضی قبضہ کی حد تک جو تجویز کی حسب ذیل ہے۔

"آج مثل بواجہ وکیل صاحبان فریقین پیش و بحث مسموع ہوئی۔ نفس مقدمہ بالکل علحدہ ہے اس وقت غور طلب امر یہ ہے کہ بعد انتقال احمد علی خاں عارضی قبضہ جاگیرات پر کس کو دیا جائے۔ یہاں تین اشخاص طالب قبضہ ہیں۔

غلام معین الدین خاں
بنام
عثمان علیخاں

(۱) تراب علی خاں فرزند احمد علی خاں قابض متوفی فرزند دوم۔
(۲) عثمان علی خاں فرزند محمد سعادت علی خاں فرزند اکبر۔

دعویدار اول اس حجت کو پیش کرتے ہیں کہ ان کے والد چونکہ قابض تھے لہذا بمقابلہ دیگر ورثائے باعتبار فرزندیت اس کا حق مرجح ہے۔ دعویدار دوم اپنی کلانیت پر استدلال کرتے ہیں۔ دعویدار سوم باعتبار فرزند مورث۔

واقعات اس مقدمہ کے یہ ہیں کہ بعد انتقال سعادت علی خاں عثماں علی خاں کا اگر قبضہ رہا ہے تو چند اور ورثاء میں نزاعات اور نقص امن پیدا ہونے سے جاگیرات سرکاری نگرانی میں لئے گئے صرف ۱۳۳۲ف بعد انتقال سعادت علی خاں احمد علی خاں کو قبضہ دیا گیا اور ۱۳۳۵ف تک بربناء رضامندی عثمان علی خاں کا قبضہ بحال رہا۔ یہ محدود قبضہ نہ کوئی حق توریث پیدا کر سکتا ہے اور نہ مانع استعمال اختیار تمیزی ہو سکتا ہے جبکہ بمقابلہ احمد علیخاں عثمان علیخاں کے حقوق مرجح تسلیم کئے گئے تو اب تراب علی خاں کو حق ترجیح کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتا۔ عثمان علیخاں کو حق کلانیت حاصل ہے اور نفس وراثت کے تصفیہ کے وقت وہ ضرور ملحوظ رہے گا مگر اور کسی دوسرے وارث کو بمصالح انتظامی قبضہ دہی سے ان کے حقوق متاثر نہیں ہو سکتے جبکہ ۱۳۳۵ف میں ایک ایسے شخص کے مقابلہ میں جس نے اُن کے والد کے منسب پر حملہ کر کے ایک عرصہ تک پریشان رکھا اپنی نااہلیت کا گونہ اعتراف کیا اور احمد علی خاں کے قبضہ پر رضامندی ظاہر کی تو اب دو سال بعد یہ ظاہرا توقع نہیں کی جا سکتی کہ ان کی جانب سے خاطر خواہ انتظام عمل میں آسکیگا۔ دعویدار سوم بمقابلہ ایک معمر و تجربہ کار شخص ہیں اور ان کی اہلیت کی نسبت بحالت موجودہ کسی نے اعتراض بھی نہیں کیا ہے اس لئے امید کی جا سکتی ہے کہ وہ جملہ ورثاء کو بروقت ان کے حصص بہر نجا دیں گے اور جاگیر کی رعایا کو بھی اپنی خوش نظمی کی بدولت شکایت کا موقع نہ دیں گے آئندہ جب کبھی اُن کا طرز عمل ناپسندیدہ ثابت ہوگا۔ ان کا قبضہ برخاست کیا جائے گا۔ پس تجویز ہوئی کہ جو حکم عارضی قبضہ قبل ازیں دیا گیا ہے وہ بحال رکھا جاتا ہے۔

اس تجویز کی ناراضی سے تراب علیخاں فرزند احمد علیخاں و عثمان علیخاں فرزند سعادت علیخاں نے معروضہ اپیل

غلام معین الدین خاں بنام عثمان علی خاں

کمیٹی مرافعہ عطیات میں مرافعہ جات دائر کئے جس کا انفصال معزز اجلاس سے بتاریخ ۲ مہر ۱۳۳۷ف حسب ذیل فرمایا گیا۔

تجویز معزز اجلاس

یہ عذر کیا جا رہا ہے کہ عارضی قبضہ کے حکم کا مرافعہ نہیں ہو سکتا۔ ہم کو اس سے اتفاق ہے کہ بلحاظ گنتی اس امر میں شبہ کا امکان ہی نہیں تاہم ایسے مرافعوں کی سماعت کا اس اجلاس میں عملدرآمد رہا ہے۔ ہم سفارش کرتے ہیں کہ یہ امر قابل توجہ سرکار ہے یہ امر تصفیہ طلب ہے کہ آیا عدالتہائے عطیات اُن امور میں جو انتظامی ہوں اور جن میں کوئی حقیت کا مسئلہ ساتھ ساتھ شامل نہ ہو کارروائی کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا اختیار نظامت استعمال کرنا مقصود بھی ہو تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ محاصل کے ایک "معینہ" حد سے متجاوز سرکار سے توثیق حاصل کرنی چاہیئے۔

اس خاص مقدمہ میں ناظم صاحب نے حکم اپنے اختیار تمیزی سے جاری کیا ہے اُس میں دست اندازی کرنے کے لئے ہم کوئی وجہ نہیں پاتے۔ لہذا حکم ہوا کہ ہر دو مرافعے نامنظور۔

۲۹ فروردی ۱۳۳۵ف کو احمد علی خاں کی جانب سے جو صلحنامہ داخل ہوا اُس میں سعادت علی خاں کی نسبت انکار نسب کے اعتراض کو اُٹھا لیا گیا اور عثمان علیخاں کی جانب سے جو صلحنامہ تاریخ مذکورہ پر پیش ہوا اُس میں اُنہوں نے تقسیم معاش کی استدعا کرتے ہوئے احمد علی خاں کا جاگیرات پر قبضہ بحال رکھے جانے کی استدعا کی۔

دیگر ورثا کی جانب سے تقسیم معاش حسب شرع شریف کروئے جانے کے متعلق درخواستیں پیش کی گئیں۔

کارروائی وراثت محمد علی خاں

جو طویل کارروائی نفس وراثت محمد علیخاں کے متعلق ہوئی اُس کا بڑا حصہ تین امور میں منقسم ہے۔ ایک صحت نسب محمد سعادت علی خاں اس کی بنیاد خود محمد علی خاں کے آخری زمانہ زندگی کے تحریرات وغیرہ پر ہے مگر اب اس بارہ میں کوئی نزاعی امر باقی نہیں رہا ہے اور نہ اُس کے متعلق کوئی تصفیہ زیر مرافعہ ہے۔

دوسرا محمد سعادت علی خاں کے دوسرے فرزند لیاقت علی خاں کے صحت نسب کا تصفیہ اس کے متعلق محمد سعادت علی خاں کے تحریرات و اختیارات نیز معزز اشخاص نواب شمشیر یار جنگ بہادر ڈاکٹر

غلام معین الدین خاں بنام عثمان علی خاں

عبداللہ خاں غوری وغیرہ کی شہادت قلبند ہوئی ہے مگر بالآخر یہ کارروائی محمد عثمان علی خاں وغیرہ کے عذرات وتردیدی شہادت کی وجہ عدالت پر محول ہوتی ہے اور ہنوز اس کا تصفیہ نہیں ہوا ہے۔ تیسرا امر حق انتظام وقبضہ۔ اس کی نسبت محمد عثمان علی خاں اس بناء پر کہ فرزند اکبر کے فرزند اکبر ہیں مدعی حق قبضہ وانتظام ہیں مگر اُن کی شکایات میں دوسرے فریقوں کی جانب سے کاغذات دوران مقدمہ میں نظامت عطیات میں داخل ہوئے ہیں جن کی مختصر توضیح حسب ذیل ہے۔

(۱) محمد سعادت علی خاں نے اُن کو عاق کردیا تھا اور اُن کی بدروگی کی نسبت تحریرات لکھی ہیں۔

(۲) محمد عثمان علی خاں کوتوالی بلدہ میں جمعداری کی خدمت پر مامور ہوئے تھے وہاں اُن کا رویہ اچھا نہ رہا۔

مختلف شکایات دوران عذرات میں اُن کی نسبت ہوئیں۔ ٹریننگ اسکول میں شریک کرائے گئے مگر غیرحاضری وشکایات کی وجہ وہاں سے واپس کئے گئے۔

(۳) زمانۂ ملازمت میں اُن کی نسبت صدرامین کوتوالی بلدہ نے جن کے وہ ماتحت رہے تھے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ وہ لاپرواہ۔ ناواقف کار۔ سست کاہل وجود۔ دروغ گو۔ عادی غیرحاضر ہیں اور اُن کے متعلق بہت سی شکایات ہیں۔ ایک جوان کوتوالی کو جو برسر ڈیوٹی تھا گالی دی اور جوتے سے سر پر مارا۔ اُن کو ملازمت میں جرمانہ ہوتے رہے غیرحاضریاں بھی ہوئیں۔

(۴) اُن کی بیوی نے زدوضرب وغیرہ کے شکایات کوتوالی بلدہ میں کیں بالآخر مصالحت پر کارروائی ختم ہوئی۔

(۵) دیگر شکایات کی نسبت کوتوالی بلدہ میں داخلہ ہے۔

اس سلسلہ میں ۵ مہر ۱۳۳۹ف کو غلام معین الدین خاں نے (۱۹) قطعہ نقولات محصلہ دفتر کوتوالی بلدہ پیش کرکے شامل مثل کرنے اور مثل راز نشان ($\frac{97}{2}$) سنہ ۱۳۳۰ف کو توالی بلدہ سے طلب کرنے کی استدعا کی۔ راجہ جگموہن لال آنجہانی ناظم عطیات نے اسی تاریخ کو اُن کو شامل مثل کرنے اور اصل مثل راز کو توالی بلدہ طلب کرنے کی تجویز کی۔ بوجہ عدم صحت نشان مثل کوتوالی بلدہ سے صحیح نشان طلب کیا۔ اس کے بعد ۳۰ امرداد ۱۳۳۹ف کو غلام معین الدین خاں نے چند امثلہ کوتوالی بلدہ کی طلبی کے لئے درخواست پیش کی۔ ۲۰ شہریور ۱۳۳۹ف کو ناظم صاحب عطیات نے تجویز کی کہ امثلہ

غلام معین الدین خاں
بنام
عثمان علی خاں

طلب نہیں کئے جاسکتے ۔جن کاغذات پر استدلال ہو ان کی نقول مصدقہ داخل کئے جاسکتے ہیں

۱۱؍ آبان ۱۳۳۹ف کو بعد سماعت بحث فریقین راجہ جگموہن لال آنجہانی نے تجویز ہ کی کہ

"غلام معین الدین جن کاغذات کو روئیہ عثمان علی خاں کی نسبت شہادت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کو حلفنامہ کے ساتھ پیش کریں بشرطیکہ اقتضاء ضابطہ ہو"

۲۳؍ آذر ۱۳۴۰ف کو غلام معین الدین خاں نے ۳۰؍ آذر ۱۳۴۰ف ان کاغذات کے مضامین کی صحت سے انکار اور بلا ثبوت و تردید ناقابل قبول ظاہر کیا۔

بالآخر بعد سماعت بحث فریقین ۱۳؍ خورداد ۱۳۴۰ف کو نواب رسول یار جنگ بہادر ناظم عطیات نے جو تجویز کی اُس کا آخری حصہ حسب ذیل ہے۔

"اس مقدمہ میں جملہ کارروائی ختم ہو گئی ۔ اثناء بحث میں منجانب غلام معین الدین درخواست کی گئی ہے کہ بعض کاغذات عثمان علی خاں کی بدروگی کی نسبت پولیس میں ہونے کا علم ہوا ہے۔ وہ طلب کئے جائیں ۔ جس پر نقول پیش کرنے کا حکم دیا گیا اور نقول پیش ہوئے مزید ایک مثل پولیس سے طلب کرنے کی کارروائی ہے ۔ اس امر کے متعلق ان کاغذات کا علم معین الدین کو حال میں ہوا ایک حلفنامہ پیش کیا گیا جس پر جرح کی گئی ہے ۔ بیان میں معین الدین نے تسلیم کیا ہے کہ ان کاغذات کا علم اُن کو ۱۳۳۷ف میں اُن کے وکیل محمد سعید صاحب کے ذریعہ ہوا ہے ایسی حالت میں اب مزید کسی شہادت تحریری یا لسانی کے پیش کرنے کا یا وہ کاغذات جو حال میں اثناء بحث میں پیش کئے گئے ہیں اُن پر استدلال کرنے کا معین الدین کو کوئی حق حاصل نہیں ہے ۱۳۳۸ف یعنے ایک سال قبل جب معین الدین کو علم ہو گیا تھا تو بوقت پیش سازی شہادت وہ تمام شہادت پیش کر سکتا تھا وقت گذارنے کے بعد اثناء بحث میں جدید شہادت کسی طرح قابل قبول نہیں ہے حکم ہوا کہ درخواست پیش سازی شہادت جدید نامنظور اور جو کاغذات اثناء بحث میں داخل کئے گئے ہیں شریک شہادت نہیں کئے جاسکتے"

تجویز مذکورہ کی ناراضی سے غلام معین الدین خاں نے معزز اجلاس کمیٹی مرافعہ عطیات میں نگرانی دائر کی ۔ معزز اجلاس سے بتاریخ ۱۲؍ اردی بہشت ۱۳۴۱ف بدیں حکم خارج کی گئی ۔

"بحث سماعت کی گئی ۔ بصیغۂ نگرانی اس قسم کے احکام پر غور کرنا قبل از وقت ہے خود ناظم صاحب

غلام معین الدین خاں بنام عثمان علی خاں

عطیات اس قسم کے معاملات میں اپنے اختیارات تمیزی کو عمل میں لا سکتے ہیں - لہذا نگرانی خارج کی جاتی ہے "

۲۰ ر خورداد ۱۳۳۲ ف کو عثمان علی خاں نے کوتوالی بلدہ کے چند کاغذات کے نقول مصدقہ داخل کئے جن سے یہ ظاہر کرنا مدنظر ہے کہ اُن کی جاگیری دعوے کی وجہ اُن کے بھائی لیاقت علی خاں و چچا اُن کے مخالف ہو کر اُن کے خلاف الزامات قائم کرنا چاہتے ہیں - فریقین کے بیانات قلمبند ہوتے اور شہادت تحریری و لسانی تائیدی و تردیدی لیجا کر راجہ جگموہن لال آنجہانی ناظم عطیات وقت نے بتاریخ ۷ ر مہر ۱۳۳۱ ف حسب ذیل تجویز کی -

تجویز نظامت عطیات زیر مرافعہ - آج مثل پیش ہوئی - قبل ازیں بحث فریقین سماعت ہو چکی ہے - اب روئداد مثل پر رائے عرض کی جاتی ہے - محمد علی خاں قابض جاگیر نے بتاریخ ۳۱ ر خورداد ۱۳۲۷ ف انتقال کیا ان کی معاش مقبوضہ کی عملاً دریافت انعامی ہو چکی ہے - صرف منتخب اجراء ہونا ہے - ذریعہ سند نیابت دیوانی - ۱ ر شعبان ۱۲۷۶ھ چھ مواضعات مقبوضہ بجمع کامل بعنوان ذات جاگیر بنام غلام احمد خاں بالفاظ نسلاً بعد نسلٍ شدہ عطا ہوئی اس کے بعد ۱۲۹۷ ف میں یہ مواضعات جاگیری وراثتاً اُن کے فرزند محمد علیخاں مرحوم کے نام بحال ہوئے - کمشنر انعام نے حسب ضابطہ دفاتر متعلقہ سے اسناد کی تصدیق کرا کے رجسٹر متعلقہ میں معاش کا اندراج کیا - لہذا بحالت موجودہ اب صرف منتخب اجراء شدنی ہے مرحوم کے پسماندوں میں حسب ذیل رجوع ہوئے -

(۱) سعادت علی خاں فرزند (۲) احمد علی خاں فرزند

(۳) محمود علی خاں فرزند (۴) غلام معین الدین خاں فرزند

(۵) یٰسین علی خاں فرزند (۶) معین النسا بیگم دختر

(۷) غلام محی الدین خاں نبیرہ فرزند محبوب النساء بیگم دختر -

محمد علی خاں نے اپنے عمر کے آخری حصہ میں فرزند اکبر کے نسب سے انکار کر دیا تھا اور بعض دیگر ورثاء کے لئے بھی ایسا ہی کیا یا لاعلمی کا اظہار کیا امور تنقیح اس مقدمہ میں صرف ۲ وہیں -

(۱) نسب سعادت علی خاں (۲) حق انتظام -

غلام سعید الدین خاں بنام عثمان علی خاں

جو شہادت سعادت علی خاں کی جانب سے پیش ہوئی ہے وہ اثبات نسب کے لئے کافی ہے اور ان کا نسب مشتبہ قرار نہیں دیا جا سکتا - ان کے والد نے خود صحت نسب کا اقرار کیا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو ضمانت نامہ ۲ر آبان ۱۳۱۲ف یہ ضمانت نامہ ان کے والد نے بوقت تقرر سعادت علیخاں بخدمت تحصیلداری داخل کیا تھا جس میں ان کی فرزندیت کا اعتراف کیا - دفتر نظم جمعیت میں بھی ان کے نام مثل دیگر فرزندان ماہوار سلحداری اجرا کرائی - سعادت علی خاں کی والدہ حورا خاتون کے سیاہہ کی نقل بھی پیش ہوئی ہے - اس شہادت کی تائید میں معزز معتبر لسانی شہادت بھی پیش ہوئی ہے - بعض تحریرات اس شہادت کی تردید میں بھی پیش ہوئی ہیں مگر وہ میرے نزدیک زیادہ وقعت نہیں رکھتی ہیں وہ اس زمانہ سے متعلق ہیں جبکہ فریقین میں رنجش انتہا کو پہونچ چکی تھی اور مرحوم اپنے فرزند احمد علی خاں کے زیر اثر ہو کر ان کے اشاروں پر چلتے تھے قطع نظر اس کے احمد علی خاں نے بذریعہ درخواست ان کی صحت نسب کو قبول کر لیا ہے - لہذا یہ تنقیح بحق فرزند سعادت علی خاں مسمی عثمان علی خاں طے پاتی ہے - سعادت علی خاں نے بگذاشت ورثاء ذیل بتاریخ ۲۸ اردی بہشت ۱۳۳۱ف انتقال کیا -

(۱) رحمت خاتون (۲) فاطمہ سلطان (۳) فاطمہ بی زوجگان -

(۴) عثمان علی خاں فرزند -

(۵) لیاقت علی خاں غیر صحیح النسب جن کو (سے) روپیہ گذارہ ایصال ہو رہا ہے اور جن کو عدالت دیوانی سے صحت نسب کی ڈگری حاصل کرنے معزز کمیٹی عطیات سے ہدایت ہوئی ہے اس کے پیش ہونے پر حسب استحقاق وہ حصہ پا سکیں گے اُس وقت تک وہ مستحق گذارہ ہوں گے محمود علی خاں فرزند محمد عثمان ۲۶ر اسفندار ۱۳۳۷ف کو فوت ہوئے - ان کے جائزہ ورثاء ثابت ہوئے ہیں -

(۱) شیخ النساء بیگم زوجہ (۲) محمد حسن علی خاں

(۳) محمد محبوب علی خاں (۴) رزاق علی خاں

(۵) محمد علی خاں فرزندان - (۶) جمال النساء بیگم دختر

احمد علی خاں فرزند محمد علی خاں نے حسب ذیل ورثاء چھوڑے ہیں -

غلام معین الدین خاں
بنام
عثمان علی خاں

(۱) لطیف النساء بیگم (۲) نور النساء بیگم زوجگان

(۳) تراب علی خان فرزند (۴) غوث النساء بیگم دختر

اب مسئلہ حق انتظام پر بحث کی جاتی ہے ۔

ایک عرصہ تک معاش زیر نگرانی سرکار رہکر برضامندی دیگر ورثاء جاگیر احمد علی خاں کے قبضہ میں دی گئی اُن کے مرتے ہی پھر قبضہ کی نزاع چھڑ گئی اور دفتر نظامت عطیات سے معین الدین خاں کو اس شرط سے قبضہ دیا گیا کہ اس عارضی قبضہ کی تجویز سے حق کلانیت اگر کسی اور کو حاصل ہے تو متاثر نہیں ہو سکتا بعدہ کمیٹی عطیات نے بھی بصیغۂ مرافعہ بعد دوران مقدمہ اس تجویز نظامت عطیات کو بحال رکھا ۔ اس حکم کا منشا یہ نہیں ہے کہ قطعی تصفیہ حق انتظام کا بحق معین الدین خاں کر دیا گیا ۔ استحقاق کے تصفیہ کا اب مرافعہ پیش آیا ہے ۔ عثمان علی خاں فرزند اکبر کے فرزند ہیں ان کی کلانیت میں شک نہیں کیا جا سکتا ۔ شاخ کلاں کی ترجیح دیکر بھتیجے کو چچا پر فوقیت دیجاتی ہے ۔ حالیہ بہترین نظیر مقدمہ سمستان ونپرتی ہے ۔

عثمان علی خاں بظاہر ایک تعلیم یافتہ شائستہ آدمی ہیں پختہ عمر رکھتے ہیں ۔ ان کے خلاف کچھ بھی شکایات ہوں مگر کوئی بات ثابت نہیں ہے اس عمل کو میں انصافاً و اصولاً ہرگز روا نہیں رکھ سکتا کہ کسی کے حق کلانیت کو محض شکایات کی بناء پر بلا آزمائش زائل کر دیا جائے ۔ جو شخص مستحق ہو کلانیت اُس کے نام منظور رہونی چاہئے ۔ البتہ اگر تجربہ قابض کی نااہلیت ثابت کرے تو بصیغۂ انتظامی عطیات منجانب سرکار بروقت ضرورت مناسب انتظام تبدیلی قبضہ ہو سکتا ہے ۔ شکایات پیش شدہ ناثابت ہیں اور نہ زیادہ اہمیت ایسی رکھتے ہیں جو محرومیت کے لئے کافی متصور ہو سکیں پس بنظر وجوہ مصرحۂ صدر میری رائے میں معاش مقبوضہ مرحوم کی بابۃ منتخب باخذ حق مالکانہ سرکار دو روپیہ فیصد لائق اجرائی اور وراثت محمد علی خاں بنام نبیرہ عثمان علی خاں بدین شرط لائق منظوری ہے کہ بعد وضع مصارف دلہی و حق انتظام و حق مالکانہ و دار الاقامہ وغیرہ بابت محاصل کے بارہ میں مساوی حصے کئے جا کر ہر فرزند مرحوم کو یا بصورت وفات ان کے ورثاء کو دو دو حصے اور ہر دختر یا ورثاء دختر کو ایک ایک حصہ ایصال کریں گے اور خود اپنی اور اپنی ماں کے ورثاء کے لئے دو حصے حاصل کر کے اُن کے حصہ شرعی ادا کریں گے اور اپنے بھائی لیاقت علی خاں کو

غلام معین الدین خاں بنام عثمان علیخاں

تیس روپیہ گزارہ ایصال کریں گے۔ دوسرے بھائی بھی اپنے ذیلی ورثا، کو حسب شرع حصص پہونچانے کے ذمہ دار ہوں گے۔

اس تجویز کی ناراضی سے مثل ۲۱/۸۳ و ۹۱/۱ بابتہ ۱۳۴۱ف دو مرافعے معزز کمیٹی عطیات میں دائر کئے گئے جس کے عذرات حسب ذیل ہیں۔

عذرات

عذرات مرافعہ غلام معین الدین خاں

(۱) فیصلہ تحت خلاف قانون و خلاف واقعات و خلاف روئداد مثل ہے۔

(۲) گشتی نشان (۳۴) ۱۳۳۱ف و گشتی نشان (۱۰) ۱۳۳۶ف کی رو سے حق کلانیت حق قبضہ وانتظام سے مبدل ہو چکا ہے اور سرکار کے صوابدید پر منحصر رکھا گیا ہے مگر عدالت تحت نے اسپر کافی غور نہیں فرمایا ہے۔

(۳) فرمان مبارک مؤرخہ ۲ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ کی رو سے یہ طے کر دیا گیا کہ معاش کے حق انتظام کی نسبت کوئی عام قاعدہ ہر قسم کے جاگیرات کے واسطے مقرر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حق انتظام ہر مقدمہ میں جاگیر کی نوعیت و منتظم کی شخصیت و دیگر امور قابل لحاظ پر منحصر رکھنا ضروری ہوگا اور اس مقدمہ کے حالات ایسے تھے کہ عثمان علی خاں ہرگز قبضہ کے مستحق نہ تھے۔ مگر باوجود اس کے عدالت تحت نے محض شاخ کلاں کے ہونے کی وجہ سے عثمان علی خاں کو مستحق قبضہ وانتظام قرار دیا ہے جو صحیح نہیں ہے اور جس نظیر سمستان ونپرتی کا حوالہ دیا گیا ہے اُس کے واقعات جداگانہ ہیں اور وہ ہنوز محتاج منظوری حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی ہے اور مقدمہ ہذا سے قطعاً غیر متعلق ہے۔

(۴) عثمان علی خاں کا حصہ جاگیرات زیر بحث میں (۱/۲/۲) کا ہے اور سائل کا حصہ (۲/۸/۲) کا ہے جو عثمان علی خاں کے حصہ دوچند سے زیادہ ہے۔ اس لحاظ سے بھی سائل قبضہ کا مستحق تھا۔ مگر عدالت تحت نے اسپر غور نہیں فرمایا۔

(۵) خود عثمان علیخاں نے اپنے حق کلانیت سے بحق احمد علی خاں صاحب دستبردار ہو گئے تھے اور اسپر عمل بھی رہا تو پھر عثمان علیخاں کو بربنا کلانیت مستحق قبضہ قرار دینے میں عدالت تحت نے غلطی فرمائی ہے۔

غلام معین الدین خاں
بنام
عثمان علی خاں

ف ۶ ۔ ۱۳۳۷ف میں سائل کو بر بنا حکم نظامت عطیات منظورہ کمیٹی عطیات باب حکومت بر بنا اہلیت و تجربہ و رضامندی دیگر حصہ داران سائل کو ہی بمقابلہ عثمان علی خاں مستحق قبضہ قرار دیا جا کر سائل کے تفویض جاگیرات سپرد فرمائے گئے ہیں اور اس وقت تک سائل بلا شکایت رعایا و حصہ دار انتظام جاگیرات کر رہا ہے تو ایک تجربہ کار وارث قوی سے قبضہ چھین کر پھر عثمان علی خاں کو قبضہ دلانا اصولاً و قانوناً صحیح نہیں ہے ۔

ف ۷ ۔ یہ کارروائی وراثت محمد علی خاں مرحوم کی ہے ۔ مرحوم کے موجودہ فرزندان میں سے سائل سب سے بڑا فرزند ہے ۔ عثمان علی خاں سائل کے برادر زادہ ہیں اس وجہ سے بھی سائل بلحاظ بزرگ خاندان مستحق قبضہ ہے ۔ مگر عدالت تحت نے اس پر کافی غور نہیں فرمایا ہے ۔

ف ۸ ۔ سائل جوڈیشل کے امتحان میں سوائے دو گروپ کے جملہ مضامین میں کامیاب ہے ۔ برخلاف اس کے عثمان علی خاں کسی امتحان میں کامیاب نہیں ہیں ۔ بلکہ پولیس ٹریننگ اسکول میں شریک کئے جا کر وہ اس وجہ سے نکال دئے گئے کہ وہ کبھی حاضر نہ رہے ۔ اسپر بھی عدالت تحت نے غور نہیں فرمایا ہے ۔

ف ۹ ۔ عثمان علی خاں کی حالت کے متعلق بضمن کارروائی قرضہ جوکھی لچھمی رام ساہو خود نظامت عطیات سے اظہار افسوس کیا گیا ہے اور دیگر ڈکریات بھی اُن پر ہیں مگر عدالت تحت نے اسپر کافی غور نہیں فرمایا ہے ۔

ف ۱۰ ۔ عثمان علی خاں پولیس بلدہ میں جمعدار تھے ۔ (۵) ماہ کے عرصہ میں اُن کے افسر نے ان کو لاپرواہ ناواقف کار سست کاہل وجود دروغ گو ۔ عادی غیر حاضری ۔ جوانوں کو گالی گلوج اور اُن سے گشت بشت کرنا اور چاء خانوں میں پھرنے کے عادی ہونا اور اُن پر جرمانہ بھی ہونا اور ان کے ذمگی اشیائے سرکاری میں سامان کی کمی ہو کر اُن کی تنخواہ سے وضعات کا حکم ہونا دوران ملازمت میں اُن کے شکایت کی وجہ سے اُن کی رویہ پر نگرانی رکھی جانا اور بہت ساری ایسے شکایت ہیں جو نقول پیش شدہ سے بخوبی ظاہر ہوتے ہیں مگر عدالت تحت نے اس پر کوئی غور نہیں فرمایا ہے ۔

ف ۱۱ ۔ ڈکریات کی تعمیل میں عثمان علی خاں کا سامان قرق ہوا تو (مصہ) روپیہ کے سامان کے

غلام معین الدین خاں بنام عثمان علی خاں

سوائے کچھ برآمد نہیں ہوا۔ بعض ڈگریات بوجہ کوئی سامان نہ ہونے کے بلا تعمیل واپس ہوگئے۔ اس سے بھی عثمان علی خاں کی حالت پر کافی روشنی پڑتی تھی مگر عدالت تحت نے اس پر کافی غور نہیں فرمایا ہے۔

ف ۱۲۔ عثمان علیخاں کی زوجہ امام بی صاحبہ نے اُن کے ناجائز حرکات کی شکایت کی تھی اور نیز اہل محلہ نے اُن کے سیندھی شراب کے عادی ہونے اور بدکاری اور افعال شنیعہ کے عادی رہنے کی شکایت کی۔ جس کی بذریعہ خفیہ پولیس تصدیق بھی ہوگئی ہے اس کے علاوہ ایک رپورٹ راز صدرامین خفیہ پولیس کی ہے اس میں مواد مزید موجود ہے جس پر عثمان علی خاں کے رویہ کے متعلق کافی روشنی پڑتی ہے جس کی مثل باوجود استدعا طلب کرنے میں عدالت تحت نے غلطی فرمائی ہے۔

ف ۱۳۔ اس قدر مواد عثمان علی خاں کے خلاف ہوتے ہوئے محض ظاہری شائستگی کی بنا پر عثمان علی خاں کو مستحق قبضہ قرار دینا اور ایک شریک و معزز خاندان کے جملہ اہل ذکور و اناث کو ایسے شخص کے دست نگر بنانا اصولاً صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ گشتیات نشان (۴۲) ۱۳۳۱ف و نشان (۱۰) ۱۳۳۶ف و فرمان مبارک مرقومہ ۷ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ کا بھی یہی منشاء ہے اور نظائر بھی اس کی تائید میں موجود ہیں۔

ف ۱۴۔ ناظم صاحب عطیات نے شکایات پیش شدہ ناثابت وغیر اہم قرار دینے میں غلطی فرمائی ہے اگر مثل مطلوبہ طلب فرمائی جاتی تو ناظم صاحب عطیات کو رویہ عثمان علی خاں کے متعلق کوئی شبہ باقی نہ رہتا۔

استدعا ہے کہ (۱) بمنظوری مرافعہ فیصلہ تحت منسوخ فرمایا جائے اور سائل کو مستحق قبضہ و انتظام قرار دیا جاکر حسب حال سائل کا قبضہ بحال و برقرار رکھا جائے۔

(۲) اگر مواد موجودہ کو کافی تصور نہیں فرمایا جاتا ہے تو محکمہ گرامی میں امثلہ پولیس محولہ متعلقہ رویہ عثمان علیخاں طلب فرماکر ملاحظہ فرمائے جائیں یا نظامت عطیات کو بہ طلبی مثل بعد تحقیقات فیصلہ کرنے کا حکم صادر فرمایا جائے۔

عذرات مرافعہ تراب علیخاں

ف ۱۔ تجویز محکمہ تحت خلاف قانون و انصاف اور خلاف روئداد مثل ہے۔

غلام معین الدین خاں
بنام
عثمان علی خاں

ف ۲ ۔ محکمۂ تحت نے اس تصفیہ میں غلطی فرمائی ہے کہ عثمان علیخان کے خلاف کوئی شکایت ثابت نہیں ہے ۔ شکایات سب ثابت ہیں اور ان سے یہ امر اچھی طرح ثابت ہے کہ عثمان علیخاں اس کے ہرگز اہل نہیں ہیں اور نہ ان پر حصہ داروں کو اعتماد و بھروسہ ہے ۔

ف ۳ ۔ پدر سائل کے قبضہ میں جاگیرات رہے اور سب ورثاء کی رضامندی سے رہے پدر سائل کی وفات پر سائل کے قبضہ سے جاگیرات لے لئے گئے ۔ حالانکہ وراثتاً اور استحقاقاً سائل ہی مستحق قبضہ ہے ۔

ف ۴ ۔ عثمان علی خاں کی تحریری رضامندی قبضہ پدر سائل کی نسبت موجود ہوتے ہوئے محکمہ مرافعہ عنہا نے سائل کے خلاف تجویز کی جو درست نہیں ہے ۔

ف ۵ ۔ محکمۂ تحت نے نفس مقدمہ کی بحث سماعت کئے بغیر یہ تجویز صادر فرمائی ہے ۔

ف ۶ ۔ بجز سائل کے اور نہ کوئی مستحق قبضہ ہے اور نہ اصولاً قبضہ دوسروں کو دیا جاسکتا ہے ۔

ف ۷ ۔ مستورات کو شرعی حصہ دلایا گیا ہے جو رواج خاندانی کے خلاف ہے ۔

ف ۸ ۔ دختروں کو استحقاق حصہ شرعی کا ہے اور نہ ان کے ورثاء اور اولاد کو ۔

ف ۹ ۔ اگر دختروں اور اُن کی اولاد در اولاد کو شرعی حصہ دئے جائیں تو ذکور ممبران خاندانی اپنے وقار قائم نہیں رکھ سکتے ہیں اس لئے جو دختر مرحوم زندہ ہیں ان کو صرف تاحیات قلیل گزارہ جو کسی حال میں (صعہ) ماہانہ سے زیادہ نہ ہو ملنا چاہئے ۔

ف ۱۰ ۔ استدعا ہے کہ بہ تنسیخ تجویز تحت تا بحد حصۂ شرعی مستورات خاندانی مرافعہ منظور فرمایا جائے اور سائل کو جاگیرات پر قبضہ دلایا جائے ۔

انتقال مؤخر غلام معین الدینخاں

منجانب ورثاء مندرجۂ حاشیہ محکمہ معزز اجلاس میں بتاریخ ۹ ر اردی بہشت سنہ ۱۳۴۳ ف درخواست پیش کی گئی کہ غلام معین الدین خاں مرافع کا انتقال دوران مرافعہ

(۱) غلام قطب الدین فرزند
(۲) غلام غوث الدین خاں فرزند نابالغ
(۳) اقبال النساء بیگم دختر
(۴) جہانگیر النساء بیگم دختر نابالغ

بتاریخ ۴ ر فروردی سنہ ۱۳۴۳ ف بقضائے الٰہی ہوچکا ہے ۔ لہذا متوفی کے ورثاء مندرجۂ حاشیہ میں ان کے نام متوفی کی قائم مقامی منظور فرمائی جاکر حسب ضابطہ کارروائی فرمائی جائے ۔

غلام معین الدین خاں بنام عثمان علی خاں

معزز اجلاس منفردہ کمیٹی مرافعہ عطیات سے بتاریخ ۱۴؍فروردی ۱۳۴۳ف تجویز فرمائی گئی ہے کہ

"بجائے غلام معین الدین خاں ان کے فرزنداں دو دختراں مندرجۂ درخواست قائم مقام کئے جاتے ہیں"

غلام غوث الدین و جہانگیر النساء بیگم ہر دو نابالغ کے ولی بادخال حلفنامہ غلام قطب الدین خاں ولی مقرر فرمائے گئے۔ عارضی قبضہ کے متعلق (نواب رحمت یار جنگ بہادر)۔

مقدم درخواست لیاقت علی خاں و فاطمہ بی۔

لیاقت علی خاں و فاطمہ بی مرافعہ علیہ جبکہ تراب علی خاں مرافع نے مرافعہ علیہ قرار دیا ہے۔ حسب دفعہ (۵۸۵) ضابطۂ دیوانی مرافعہ علیہ قرار دیا گیا ہے۔ محکمۂ ہذا میں جو درخواست ۱۴؍اسفندار ۱۳۴۳ف کو دی ہے اُس کا ماحصل یہ ہے کہ فیصلہ زیر مرافعہ کے آخری حصہ میں لیاقت علی خاں کی نسبت تجویز ہوئی کہ (ﷲ) گزارہ محمد عثمان علی خاں ایصال کریں۔ لیکن اس امر کی صراحت نہیں کی گئی کہ آگزارہ مذکور تا ڈگری حصول عدالت جاری رہے گا۔ بعد پیش سازی ڈگری عدالتی سائل مرافعہ علیہ نمبر (۱) ادا کرنا ہوگا)۔ اس کا اندراج ضروری ہے تاکہ اُن کی ایصال حصۂ شرعی میں بعد حصول ڈگری کوئی رکاوٹ نہ ہو اور مجدداً نیز اُن کو صیغۂ عطیات میں مجدداً کارروائی کرنے یا قابض جاگیر کو کسی اور تجویز کی نوبت نہ آئے اور حسب صراحت فیصلہ معزز اجلاس پیشگاہ خسروی سے شرف منظوری حاصل ہو سکے۔ اور فاطمہ بی کے متعلق بھی فیصلہ زیر مرافعہ ساکت ہے کہ اُن کو بھی شرعی حصہ قابض کو ادا کرنا لازم ہوگا۔ نیز آخری حصہ تجویز کے الفاظ ہیں۔

"خود اپنے اور اپنی ماں کے ورثاء کے لئے دو حصے حاصل کریں۔ میں اپنی ماں کے بجائے اپنے باپ کے الفاظ کا اندراج ہونا چاہئے"

حکم نظامت نسبت قبضہ عارضی

غلام معین الدین خاں کے انتقال ہونے کے بعد قبضہ میں تا تصفیہ قطعی جاگیرات دئے گئے تھے۔ بحث قبضہ نظامت عطیات میں پیش ہوئی اور نواب رحمت یار جنگ بہادر نے بتاریخ یکم اردی بہشت ۱۳۴۳ف حسب ذیل تجویز کی۔

بحث وکلاء فریقین سماعت کی گئی۔ اس وقت قبضہ کے متعلق بحث ہے مقدمہ دوران میں ہے

غلام معین الدین خاں
بنام
عثمان علی خاں

احمد علی خاں آخر قابض کا انتقال ہو چکا ہے جن کا عارضی قبضہ تھا۔

اس مقدمہ میں معاشدار کا انتقال قبل گشتی نشان (۱۰) ۱۳۳۶ف ہوا۔ ضمیمہ تختہ (ب) داخل نہیں ہوا تھا۔ یکے بعد دیگرے بیٹوں کو عارضی قبضہ دیا گیا۔ چنانچہ احمد علی خاں فرزند کا انتقال ہونے پر تراب علی خاں پوترے کو قبضہ نہیں ملا۔ بلکہ ایک دوسرے فرزند کو قبضہ دیا گیا۔ اب اس وقت قبضہ کے لئے عثمان علی خاں پوترہ (فرزند اکبر کے بیٹے) تراب علی خاں پوترہ (فرزند دوم کے بیٹے) حسن علی خاں وغیرہ پوترہ (فرزند سوم کے بیٹے) غلام قطب الدین خاں وغیرہ پوترہ (فرزند چہارم کے بیٹے) اور یٰسین علی خان فرزند پنجم رجوع ہوئے ہیں اور خواہان قبضہ ہیں۔
سابقہ عمل کے لحاظ سے تو عارضی قبضہ کے مستحق یٰسین علی خاں صاحب فرزند معاشدار متوفے ہو سکتے ہیں۔ مگر عثمان علیخاں صاحب کو یہ دعوے ہے کہ وہ فرزند اکبر کے بیٹے ہونے سے کلانیت حاصل ہے اور نظامت عطیات سے اُنہیں کے حق میں رائے ہو چکی ہے جو اس وقت معزز کمیٹی عطیات میں زیر مرافعہ ہے۔ قابض آخر کے بیٹے غلام قطب الدین خاں کا دعوے ہے کہ اُن کے والد قابض آخر تھے اور مستحق قبضہ بلا ادخال ضمیمہ تختہ (ب) وہ ہو سکتے ہیں کہ اُن کے والد کے نام معاش زیر منظوری تھی اور معاشداروں کے ادخال ضمیمہ تختہ (ب) لازمی ہے کلانیت اس میں شک نہیں کہ عثمان علی خاں فرزند اکبر کو حاصل ہے اور اس بارہ میں ان کے مفید تجویز نظامت سے ہو چکی ہے اس کا مرافعہ زیر تجویز محکمۂ مرافعہ ہے۔ ایسی حالت میں اہلیت وغیرہ کے متعلق جملہ مباحث محکمۂ مافوق میں ہو کر قبضہ کا تصفیہ ہوگا۔ گویہ مستقل قبضہ کے متعلق بحث ہے اور کارروائی جو میرے روبرو پیش ہے وہ عارضی قبضہ کے متعلق ہے مگر ظاہر ہے کہ قبضہ کے متعلق جو بحث اہلیت وغیرہ کی پیش ہوگی وہ مستقل اور عارضی کے لئے ایک ہی ہوگی۔ پس عدالت مافوق میں جب یہ امر زیر تصفیہ ہے تو مجھے اس کے متعلق زیادہ غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے نوعیت تحقیقات کے لحاظ سے دو محکمہ جات میں مقدمہ کی سماعت ہونا اس کل کارروائی کا نتیجہ ہے۔ پس میری رائے میں فریقین کے حقوق پر غور کرنے کی مجھے اس وقت ضرورت نہیں ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تا حکم محکمہ مرافعہ جاگیرات زیر بحث نگرانی سرکار میں رہیں حسبہٖ احکام جاری ہوں قابض آخر کے انتقال کے بعد

غلام معین الدین خاں
بنام
عثمان علی خاں

جاگیرات معلق نہیں رہ سکتے۔

حکم عالیجناب نواب عقیل جنگ بہادر صدر المہام تعمیرات عامہ و نواب مرزا یار جنگ بہادر میر مجلس عدالت العالیہ معز ارکان۔

تمہید۔ یہ مقدمہ ایسے خاندان کی ایک مثال ہے جس میں متعدد زوجگان کے ہونے کی وجہ سے اُن کی اولاد میں باہمی تعلقات کی ایک خاص صورت پیدا ہوجایا کرتی ہے۔ محمد علی خاں نے جن کی جاگیرات کی وراثت کی بحث ہے ۱۳۲۷ف میں انتقال کیا تھا آج ۱۳۴۴ف میں ہم اس وراثت کا تصفیہ کرنے بیٹھے ہیں اس تمام زمانہ کا زیادہ حصہ اس میں صرف ہوگیا کہ محمد علی خاں کی اولاد میں سے کون صحیح النسب ہے اور کون نہیں ہے ابتداء میں محمد علی خاں کے پسر اکبر سعادت علی خاں کے بابتہ جواز بطن حور خاتون تھی ان کی دوسری بیوی کی اولاد کی جانب سے یہ عذر کیا گیا کہ وہ محمد علی خاں کی صحیح النسب اولاد نہیں ہے مگر خوش قسمتی سے بالآخر باہمی تصفیہ ہوکر یہ قرار دیا گیا کہ سعادت علی خاں کے نسب میں کسی کو عذر نہیں ہے جب خود سعادت علی خاں نے شہریور ۱۳۳۱ف میں انتقال کیا تو پھر ان کے متعدد زوجگان کی اولاد میں یہ بحث پیدا ہوگئی کہ ان میں سے کون صحیح النسب ہے اور کون صحیح النسب نہیں ہے۔ عثمان علیخاں مسلمہ طور سے اولاد تسلیم کرلئے گئے۔ لیکن لیاقت خاں کی بابتہ ابھی تک مقدمہ عدالت دیوانی میں زیر تصفیہ ہے۔

بہر کیف اس مرافعہ میں ہم کو ان امور کے تصفیہ کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی صرف باہمی تعلقات ظاہر کرنے کے لئے ہم نے ان واقعات کی جانب اشارہ کیا ہے یہ امر اب مسلمہ ہے کہ محمد علی خاں کی اولاد اکبر سعادت علی خاں تھے اور ان کی اولاد اکبر محمد عثمان علی خاں ہیں یہ اولاد محمد علی خاں کی بادی النظر میں پہلی بیوی حور خاتون کی بطن سے ہے دوسری جانب محمد علی خاں کی جو اولاد عزت النساء کے بطن سے ہے ان میں کے متعدد افراد عثمان علیخاں کے حق قبضہ کی بابتہ اس بنا پر عذر کر رہے ہیں کہ اُن کا چال چلن اور روش ایسی ہے کہ جاگیر پر قبضہ دینا مناسب نہ ہوگا۔

غلام معین الدین خان بنام عثمان علی خاں

اس مادہ میں ایک مرافعہ غلام معین الدین خاں پسر اصغر محمد علی خاں کی جانب سے دائر کیا گیا تھا جن کا اب انتقال ہوچکا ہے اور جن کے قائم مقام اب غلام قطب الدین خاں وغیرہ ہیں اور دوسرا مرافعہ تراب علی خاں کی جانب سے دائر کیا گیا ہے جو محمد علی خاں کے دوسرے لڑکے احمد علی خاں کے لڑکے ہیں ان دونوں مرافعوں میں ایک ہی بحث ہے یعنی یہ کہ قبضہ کس کو دیا جائے ۔ ہم ان دونوں مرافعوں میں ایک ہی تجویز کریں گے ۔ جس کی نقل دونوں میں شامل کردیجائیگی ۔

پہلی بحث ہمارے روبرو یہ کی جاتی ہے کہ بموجب فرمان مبارک قبضہ خواہ مخواہ شاخ کلاں کو ہی دینا لازمی نہیں ہے ۔ اس حد تک یہ بحث صحیح ہے کہ لازمی نہیں ہے لیکن ایک نہ ایک طریقہ عمل اختیار کرنا لازمی ہے اور جو طریقہ عمل بہترین ہے وہ یہ ہے کہ اولاً اولاد اکبر یا اس کی اولاد پر لحاظ کرکے یہ دیکھنا چاہئے کہ آیا اس میں کوئی ناقابلیت تو نہیں ہے ۔ اگر ناقابلیت پائی جائے تو پھر اس کے بعد کی دوسری اولاد پر نظر ڈالنا چاہئے اور اس امر کے طے کرنے میں متعدد امور پیش نظر رکھنا پڑتے ہیں ۔ مورث کے خیالات کو بھی ایک حد تک وقعت دیجاتی ہے ۔ عثمان علی خاں کے متعلق یہ بحث کی جاتی ہے کہ خود سعادت علی خاں نے ان کو ایک مرتبہ عاق کردیا تھا ۔ اس کے جواب میں یہ تبلایا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں سعادت علی خاں اپنی دوسری بیوی کے زیر اثر تھے جن سے لیاقت علی خاں پیدا ہوچکے تھے ۔ عدالت ماتحت نے اس معاملہ کی نسبت اپنی تجویز میں تفصیلی طور سے شہادت کا حوالہ دیکر تبلایا ہے کہ خود سعادت علی خاں کس کس طرح سے متعدد مواقع پر اپنی رائے کے قائم کرنے میں متزلزل رہے کبھی وہ عثمان علی خاں کی وراثت تسلیم کررہے ہیں کبھی ان کی فرزندی سے انکار کررہے ہیں ضمیمہ (ب) کے تحت کوئی تخمنہ نہیں لیا گیا کیونکہ اس وقت وہ جاری نہ تھا ۔ دوسری بحث یہ کی جاتی ہے کہ عثمان علی خاں پولیس میں جمعداری کے عہدہ پر ملازم تھے ۔ بالآخر اُن کا طرز عمل ایسا پایا گیا کہ وہ برخاست کردئے گئے اس کے ساتھ ساتھ چند متعدد ایسی درخواستوں کا حوالہ دیا گیا جن کو گمنام یا بانام اشخاص نے محکمۂ کوتوالی میں بہ شکایت عثمان علی خاں پیش کی تھی ۔ اسی سلسلہ میں ایک رپورٹ پر استدلال کیا جاتا ہے جو کہ خفیہ پولیس کے کسی امین نے باظہار رائے خود پیش کی تھی ۔ محلہ والوں کی ایک درخواست پر استدلال کیا جاتا ہے جس کی بابتہ یہ بحث ہے کہ عثمان علی خاں کے طرز عمل سے اس قدر

غلام معین الدین خاں بنام عثمان علی خاں

بیزار ہو گئے تھے کہ انہوں نے عدالت میں آکر اپنی آواز بلند کی - اس کے مقابلہ میں عثمان علی خاں کی جانب سے ایک محضر پر استدلال کیا جاتا ہے جس کی عبارت یہ ہے کہ :-

ان کی چال چلن واہلیت کے متعلق اظہار رائے کیا جائے - اس محضر کے تحت میں چند ایسے اصحاب نے اظہار رائے کیا ہے جیسے کہ نواب محمد نواز جنگ بہادر صدر ناظم کوتوالی سابق واحد نواز جنگ بہادر سابق معتمد ترقیات عامہ وقادر نواز جنگ بہادر سابق صوبہ دار - یہ اصحاب عثمان علیخاں کے نیک چلنی کی تصدیق کر رہے ہیں یہ امر بہت تعجب خیز ہے کہ فریقین میں سے کسی نے ان اشخاص کو شہادت میں پیش نہیں کیا جن کے اظہار یا رپورٹوں پر ہر فریق اپنی اپنی بحث کی تائید میں استدلال کر رہا ہے - ہماری رائے میں یہ امر بہت مشتبہ ہے کہ قانونی نقطۂ نظر سے قانون شہادت کے تحت ایسے اشخاص کے بیانات و رپورٹیں جو بطور گواہ کے نہیں پیش کئے گئے اور جو حین حیات ہیں کہاں تک قابل ادخال شہادت ہو سکتے ہیں مگر چونکہ اس کا تعلق ایک حد تک عام شہرت و شخصیت واہلیت سے بھی تھا - ہم نے فریقین کو اس شہادت کے حوالہ دینے کی اجازت دیدی جو کہ عدالت ماتحت میں بغیر اعتراض کے وہ پیش ہو چکے تھے باوجود اس کے ہم اس شہادت کو وہ وقعت نہیں دیسکتے جو وقعت ان اشخاص کے بیانات کی ہوتی - اگر وہ خود عدالت میں پیش کئے جاتے -

ہماری رائے میں ان بیانات سے ضرورت سے زیادہ متاثر ہونا قرین مصلحت نہ ہوگا - مقدمہ ۱۳۲۶ف سے دوران میں ہے - سعادت علی خاں کا انتقال ۱۳۳۱ف میں ہو گیا - اس دوران متعدد بیں مواقع ایسے پڑے جن میں حق قبضہ کی بحث پیدا ہو گئی - چنانچہ ایک مرتبہ احمد علیخاں کو قبضہ دلایا گیا - دوسری مرتبہ غلام معین الدین خاں کو دلایا گیا - مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس کا اثر آخری تصفیہ پر نہیں پڑے گا - ان حالات میں قرین احتیاط نہ ہوگا اگر اس دوران میں کسی کی گمنام درخواست بھیجدی یا کسی سررشتہ میں عاملانہ طور سے کوئی تحقیقات ہو گی - اسپر بھروسہ کر کے کسی کی اہلیت یا نااہلیت کے متعلق اس وقت ہم کوئی قطعی رائے قائم کر لیویں اس قسم کی شہادت فریقین بہت آسانی سے مہیا کر سکتے ہیں - یہی حالات تھے جن میں محمد عثمان علی خاں نے بھی اپنے حق میں ایک محضر تیار کروالیا - اس نوبت پر ہم صرف اس قدر اظہار رائے کرتے ہیں کہ محمد عثمان علی خاں کو ایک موقع جاگیر کے انتظام کرنے کا دیا جائے وہ اولاد اکبر کی اولاد اکبر ہیں

غلام معین الدین خاں
بنام
عثمان علی خاں

ان کی ناقابلیت قابل اطمینان طریقہ سے ثابت نہیں ہوئی ہے البتہ اگر قبضہ پانے کے بعد ان کا طریقہ انتظام ناقص پایا جائے یا وہ حصہ داروں کو اپنی آمدنی سے بیجا طریقہ پر محروم کریں یا اُن کی بابت کوئی اور ایسے واقعات آئندہ چلکر ثابت ہوں جن کی وجہ سے ان کو قابض رکھنا مناسب نہ پایا جائے تو صیغۂ انتظامی سے کارروائی کرنے کا دروازہ کھلا رہے گا۔ تمام حالات پر غور کرنے کے بعد اس بارہ میں ہم عدالت ماتحت کی رائے سے اختلاف کرنے کے لئے کافی وجوہ نہیں پاتے اور کسی دوسرے امر پر اس مقدمہ میں بحث نہیں کی گئی۔ دختر ان کے حصہ سے بھی انکار نہیں کیا گیا۔ البتہ عدالت ماتحت کی تجویز میں اس قدر صراحت کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر لیاقت علی خاں کو اپنے صحیح النسب ہونے کی ڈگری بالآخر عدالت دیوانی سے حاصل ہو جائے تو سعادت علی خاں کے حصہ میں ان کا حصہ شرعی بھی قائم ہو جائے گا جو منشاء غالباً عدالت ماتحت کا بھی تھا۔ فاطمہ بی سعادت علی خاں کی ایک زوجہ تھی جن کا اب انتقال ہو گیا ہے ان کا جو کچھ حق تھا وہ ہم حین حیاتی قرار دیتے ہیں اب ان کے مرنے کے بعد اُن کا حصہ سعادت علی خاں کی اولاد ذکور میں تقسیم ہو جائے گا بوجوہ متذکرۂ بالا ہم یہ مرافعہ خارج کرتے ہیں۔ بعد فیصلہ محمد عثمان علی خاں نے ۱۳۔ بہمن ۱۳۳۴ف کو حسب ذیل درخواست پیش کی۔

درخواست محمد عثمان علی خاں
مرافعہ علیہ مورخہ ۱۳۔ بہمن ۱۳۳۴ف

(۱) یہ کہ مقدمہ مندرجہ میں یہ درخواست تحت دفعہ (۲۴۶) ضابطہ دیوانی پیش ہے۔ فیصلہ میں ایک موقع پر یہ تحریر فرمایا گیا کہ عثمان علی خاں کے متعلق یہ بحث کی جاتی ہے کہ خود سعادت علی خاں نے ان کو ایک مرتبہ عاق کر دیا تھا اُس کے جواب میں یہ بتلایا گیا ہے کہ اُس زمانہ میں سعادت علی خاں اپنی بیوی کے زیر اثر تھے جس سے لیاقت علی خاں پیدا ہو چکے تھے۔

(۲) فیصلہ مرافعہ کے عبارت مذکورہ کے الفاظ جس پر انڈر لائن کیا گیا ہے جوابی بحث میں منجانب وکلاء عثمان علی خاں عرض نہیں کئے گئے تھے۔ غالباً سہواً الفاظ مذکورہ کا اشارہ منجانب وکلاء عثمان علی خاں کیا گیا ہے۔

(۳) لیاقت علی خاں کا نسب بمقابلہ عثمان علی خاں متنازعہ ہے جس طرح الفاظ متذکرہ مندرجۂ فیصلہ درج فیصلہ فرمائے گئے ہیں اُن سے بہت ممکن ہے کہ منجانب لیاقت علی خاں بیج

غلام معین الدین خاں
بنام
عثمان علی خاں

استدلال کیا جائے کہ انہیں سعادت علی خاں کی بیوی کا بطنی فرزند کمیٹی مرافعہ عطیات میں منجانب عثمان علی خاں تسلیم کیا گیا۔

۴۔ حالانکہ بوقت بحث عثمان علی خاں یا اُن کے وکلاء کی جانب سے جوابی بحث میں یہ نہیں کہا گیا تھا اور نہ تسلیم کیا گیا تھا کہ لیاقت علی خاں کے اُس عورت کے بطنی فرزند ہیں جس کے زیر اثر سعادت علی خاں تھے بلکہ یہ کہا گیا تھا کہ لیاقت علی خاں فاطمہ بی کے بطن سے نہیں ہیں۔ ملاحظہ بیان استفساری مشمولہ مثل معزز کمیٹی عطیات۔ البتہ بحث میں یہ عرض کیا گیا تھا کہ سعادت علی خاں اس عورت کے زیر اثر تھے جس کے لیاقت علی خاں پروردہ تھے۔

۵۔ چونکہ مابین لیاقت علی خاں و عثمان علی خاں عدالت دیوانی میں مقدمہ متعلق بہ نسب لیاقت علی خاں دائر ہے اُس مقدمہ میں الفاظ متذکرہ سے پیچیدگیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے استدعا ہے کہ فیصلہ میں الفاظ مذکور کی تصحیح حسب دفعہ (۱۵۲) ضابطہ دیوانی فرمادیجائے اس درخواست پر معزز اجلاس سے حسب ذیل تجویز فرمائی گئی۔

تجویز معزز اجلاس متفقہ مرافعہ عطیات مورخہ ۵ اسفندار ۱۳۴۴ف۔	آج ہماری توجہ اس جانب دلائی گئی کہ ہم نے اپنی تجویز میں لیاقت علی خاں کو سعادت علی خاں کا فرزند ہونا تجویز کیا ہے۔ حالانکہ یہ امر نزاعی ہے اور اسی کی بابتہ لیاقت علی خاں کو اگر دیوانی میں رجوع کردیا گیا ہے ہم اس امر کی وضاحت کردینا چاہتے ہیں کہ ہمارا منشاء ان کی صحیح النسبی کے متعلق کوئی

تجویز کرنا نہیں ہے اور اس کا کوئی اثر دیوانی مقدمہ پر نہیں پڑے گا۔

ہماری غرض صرف اس قدر بتلا دینا تھا کہ بوقت محمد عثمان علی خاں کو عاق کیا جانا بتلایا جاتا ہے۔ اس وقت وہ چند دیگر اثرات کے تحت میں تھے اسی قدر صراحت کردینا کافی ہے اس کارروائی کے ضمن میں لیاقت علیخاں کو شکیدار قرار دینے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ وہ اس عدالت میں رجوع ہوئے۔

مرافعہ صیغہ عطیات

نشان مثل ۷۷/۸۷ ۱۳۴۷ف
منفصلہ ۲۴ امرداد ۱۳۴۷ف

وجھلا بائی مرافعہا بوکالت رائے گنپت لال صاحب ایڈوکیٹ
بنام
قادر علیخاں صاحب وغیرہ مرافعہ علیہم بوکالت مولوی محمد عثمان صاحب وکیل

مرافعہ بنار اضی تجویز مولوی غلام احمد خاں صاحب صوبہ دار صوبہ اورنگ آباد مورخہ ۱۲ اسفندار ۱۳۴۷ف۔

وجھلا بائی
بنام
قادر علی خاں

اسناد کی تعریف۔ عدالت جاگیر کا معاش کی نسبت سرسری اطمینان کرنا۔

تجویز ہوئی کہ علاقہ جاگیر کو صرف اس امر کا سرسری اطمینان کرنا چاہیئے کہ جس معاش کی نسبت دعوے کیا جاتا ہے اُن کی تائید کسی سند سے ہوتی ہے اور اسناد کی کیفیت کیا ہے۔

واقعات کارروائی ہذا یہ ہیں کہ وجھلا بائی (مرافعہا) نے علاقہ جاگیر میں بانسلاک فہرست معاش اراضیات پٹہ ورسوم وغیرہ یہ دعوے کیا کہ معاش مذکور اُس کے شوہر کی موروثی اور اُس کی مقبوضہ ہے۔ تحقیقات انعامی کی جائے۔ بربنا اشتہار علاقہ جاگیر گنڈے راؤ وغیرہ حال (مرافعہ علیہ نمبر ۲ تا ۴) عذردار ہوئے کہ دعویدارہ خاندان مشترکہ کی بیوہ ہے بجز نان نفقہ کے اُس کو کوئی دوسرا حق حاصل نہیں ہے۔ علاقہ جاگیر نے بعد دریافت شہادت و واقعات و احکام سے بحث کرتے ہوئے تجویز کی کہ معاش اراضی کا وجود نہیں ہے دعوے معاش دیکھیں وغیرہ بھی ثابت نہیں ہے۔ دعوے بیرون میعاد ہے۔ باخراج درخواست اراضیات کا پٹہ بنام عذرداران ہو محاصل مقررہ جاگیر و غلہ تابی وغیرہ حسب عملدرآمد جاگیر اقساط مقررہ پر وصول ہو۔ معاش مرتوم حسب سابق ضبط رہے۔

ف۔ جاگیردار صاحب کی اس تجویز کی ناراضی سے وجھلا بائی نے صوبہ داری اورنگ آباد میں مرافعہ کیا۔ جس کا تصفیہ ذریعہ فیصلہ نشان (۲م) مورخہ ۱۲ اسفندار ۱۳۴۷ف جناب صوبہ دار صاحب نے حسب ذیل فرمایا۔

"وکیل صاحب مرافعہا موجود۔ فریق ثانی غیر حاضر۔ روئداد پر غور کیا گیا۔ مرافعہا گزارہ نے معاش عطیہ سلطانی ہونا ثابت نہیں کیا ہے اور یہ بیوہ ہے اور مشترک خاندان کی رکن ہے اس لحاظ سے بھی اس کی حقیت اور ضعیف ہو جاتی ہے۔ ان واقعات کے لحاظ سے فیصلہ جاگیر میں مداخلت نہیں کی جا سکتی۔ درخواست مرافعہ نامنظور۔"

ف۔ اس تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے وجھلا بائی نے بمقابلہ جاگیردار صاحب و دیگر عذرداران محکمۂ ہذا میں بعذرات ذیل مرافعہ پیش کیا ہے۔

عذرات

(۱) فیصلہ تحت غیر صحیح۔ خلاف قانون۔ باہم متضاد ہے۔

جھلا بائی
بنام
قادر علی خاں

(۲) اس قدر بحث ہے کہ آیا معاش متدعویہ عطیہ شاہی ہے یا نہیں - بصورت اثبات تحقیقات خالصہ میں ہوگی ورنہ جاگیر میں تحت کو اسی حد تک تجویز کرنا چاہیئے تھا -

(۳) طریقۂ تحقیقات جاگیردار صاحب اور تنویلات غلط اور خلاف روئداد مثل ہے جاگیردار صاحب نے اراضی پٹہ اور معاش عطیہ شاہی کو مخلوط کر کے نتیجہ نکالا ہے جو غلط ہے -

(۴) معاش متدعویہ عطیہ شاہی اور سندی ہے جس کا تعلق دیسکھی طرف بیرکور سے ہے آخری صاحب سند وینکٹ راؤ تھے - بربنائے فہمائشنامہ نظامت عطیات نشان (۲۸۳) م ۹ ر آذر ۱۳۴۳ ف یہ دعوے علاقہ جاگیر میں پیش کیا گیا تھا اس حد تک تصفیہ ہونا چاہیئے تھا

(۵) بیانات پٹیل پٹواری کی تکمیل اور کاغذات دفتر دہی پیش ہوئے ہیں جس سے اراضیات انعامی دیسکھی سے متعلق ہونا ثابت ہے -

(۶) موضع جاگیر غیر بند وبست شدہ ہے - ابتک شنوائی نہیں ہوئی اس لئے اراضیات بلحاظ حدود قدیمہ اور نام موسومہ ثابت کیا گیا -

(۷) جبکہ عمل دستگرداں کاغذات دہی میں موجود ہے اس کا اراضی پٹہ قرار دینا غلط ہے اراضیات پٹہ کے متعلق عمل دستگرداں کسی حالت میں نہیں ہوسکتا - یہ عمل خود دلیل اراضی انعام ہونے کی ہے جب اُس کا وجود مسلم ہے تو صرف تصفیہ طلب یہ ہے کہ کس کا عطیہ ہے جاگیردار صاحب کی یہ حجت ہے کہ یہ عطاء اُن کی ہے اگر یہ حجت ہو تو پیش کر سکتے ہیں -

(۸) معاش دیسکھی کی سند مہاراجہ چندولال مورخۂ ۹ ر محرم ۱۲۵۴ھ مصدقہ ہے جس میں سیری و رسوم کا اندراج ہے - رسوم کا تصفیہ ہو چکا ہے - سیریات انعامی مقبوضہ برادری ہے جس کے لئے جداگانہ رجوع جاگیر ہونے کی فہمائش متذکرۂ بالا دی گئی ہے جس کی بناء پر رجوع جاگیر ہوئے - تجویز جاگیردار صاحب بالکل غلط اور قابل توجہ ہے - بقیہ بر دز مشیخ

لہذا بمنظوری مرافعہ فیصلہ جات تحت منسوخ فرما کر معاش عطیہ شاہی قرار دیجائے -

حکم عالیجناب مولوی محمد عبد الباسط خاں صاحب ناظم عطیات -

تمہید - وکلاء فریقین غیر حاضر ہیں روئداد پر تصفیہ کیا جاتا ہے - واقعہ یہ ہے کہ تحت گشتی نشان ۱۲/ بابتہ ۱۳۳۹ ف بربناء فہمائش محکمۂ ہذا نشان (۲۸۳) مورخۂ ۹ ر آذر ۱۳۴۳ ف ابتدائی تحقیقات اور

وجھلا بائی
بنام
قادر علی خاں

اس امر کے تصفیہ کے لیئے کہ معاش عطیہ شاہی ہے یا نہیں مرافعہا ابتداءً علاقہ جاگیر میں رجوع ہوئی جاگیردار صاحب نے بعد دریافت و قلمبندی شہادت اس بناء پر دعوے اراضیات سیری خارج کیا کہ دعویدارہ نے مسلسل قبضہ ثابت نہیں کیا ہے اس تجویز کا اپیل صوبہ داری میں ہوا تو تجویز ہوئی کہ مرافعہ گزارہ نے معاش عطیہ شاہی ہونا ثابت نہیں کیا ہے اور یہ بیوہ ہے اور مشترک خاندان کی رکن ہے اس لحاظ سے بھی اس کی حقیت اور ضعیف ہو جاتی ہے ان واقعات کے لحاظ سے فیصلہ جاگیر میں مداخلت نہیں کی جا سکتی ہے مرافعہ نامنظور کیا گیا۔ اس فیصلہ صوبہ داری کا اپیل محکمۂ ہذا میں پیش ہوا ہے ۔ عذرات مرافعہ پر غور کیا گیا اور مثل علاقہ جاگیر ملاحظہ ہوئی جس میں منجملہ اسناد مدخلہ دعویدارہ کے ایک سند مہاراجہ چندو لعل آنجہانی اور قطب شاہی زمانہ کے اسناد بھی پیش ہوئے ہیں ۔ علاقہ جاگیر کو صرف اس امر کا سرسری اطمینان کرنا چاہیئے کہ جس معاش کی نسبت دعوے کیا جاتا ہے اُن کی تائید کسی سند سے ہوتی ہے یا نہیں اور اسناد کی کیفیت کیا ہے بجائے اس کے قبضہ اور وثائق قبضہ سے بحث کرتے ہوئے مرافعہا کا دعوے خارج کر دیا گیا ہے حالانکہ اس کی تحقیقات علاقہ خالصہ میں ہوئی ہے ۔ جہاں خود جاگیردار صاحب کو تردید کا موقعہ حاصل ہے بادی النظر میں یہ مقدمہ یقیناً اس قابل پایا جاتا ہے کہ دعویدارہ کو بمقابلہ جاگیردار صاحب اپنے دعوے کے اثبات کا موقعہ سرکار عالی کے محکمۂ مجاز میں دیا جائے اور اسناد پیشکردہ دعویدار کی تحت ضابطہ تصدیق کے بعد جھگوٹہ وغیرہ کا ثبوت لیکر تجویز کی جانی چاہیئے ہماری رائے میں تحقیقات کے لیئے یہ مقدمہ صوبہ داری میں واپس کیا جانا چاہیئے ۔ لہذا

مرافعہ منظور حسب صراحت بالا عمل ہو ۔

نگرانی صیغہ مال

نشان مثل ۲/۸۹ سنہ ۱۳۴۶ف
منفصلہ ۲۰ امرداد سنہ ۱۳۴۷ف

کشتم راج — **نگرانی خواہ بوکالت مولوی میر اکبر علی خاں صاحب کونسل**

بنام

لچھمی نرسہوال راؤ — **طرفثانی بوکالت مولوی محمد فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ**

مقدمہ کو جملہ ارکان سماعت کرنا چاہیئے ۔

مرافعہ بنارا ضی تجویز کمیٹی اسٹیٹ راجہ شیو راج بہادر ۔

کشٹم راج
بنام
بھیمی نرسہواں راؤ

تجویز ہوئی کہ جبکہ کوئی مقدمہ کسی کمیٹی کے روبرو بغرض تصفیہ پیش ہو تو ابتداءً جملہ اراکین کے روبرو بحث ہو کر مقدمہ کا تصفیہ ہونا چاہئے - ایک کی بحث سماعت کرکے فیصلہ تحریر فرمانا اور دیگر اراکین کا اُس پر دستخط کر دینا صحیح عمل نہیں ہے -

واقعات اسٹیٹ راجہ شیوراج بہادر زیر نگرانی کورٹ ہے - اس اسٹیٹ کے مواضعات اکرام پلی و پوتارم میں معاش اراضی انعام و مقطعہ و رسوم دیسمکھی و دیسپانڈیہ گری حسب ذیل ہے -

سالانہ	ایکڑ
پن مقطعہ موضع اکرام پلی	انعام موضع پوتارم
۱۰ ایکڑ ۱۰ اگ	ایکڑ ۴ گ
تتمہ	(سے) ہنہائی پن مقطعہ

رسوم دیسمکھی و دیسپانڈیہ گری ہر دو مواضعات مذکور فیصدی (...) تخمیناً (...) وینکٹ نرسہواں راؤ وغیرہ نے تحصیل اسٹیٹ میں یہ درخواست پیش کیا کہ :-

"ہمارا نام تختہ وریافت انعام معاش دیسمکھی آنہ داری میں درج ہے سال ۱۳۳۷ف تک حصہ سے مستفید ہوتے رہے مگر اب بھیمی نرسہواں راؤ وغیرہ مدعی علیہم ہمارا حصہ ادا نہیں کر رہے ہیں - راست ایصال ہونے کا انتظام کیا جائے "

"بھیمی نرسہواں راؤ وغیرہ نے مدعیان کی حصہ داری سے انکار کیا اور بیان کیا کہ سابق میں بذریعہ معاہدہ مورثان فریقین میں تصفیہ ہو چکا ہے - معاش ہذا سے مدعیان بے تعلق ہیں کبھی اس معاش سے حصہ نہیں پائے اور یہ مقدمہ سررشتۂ مال کے سماعت کے قابل نہیں ہے "

تحصیلدار صاحب اسٹیٹ نے بنقرر تاریخ بہ قیام تنقیحات بعد سماعت بحث جملہ تنقیحات باظہار واقعات بحق مدعیان تصفیہ کرکے آخر میں یہ لکھا کہ :-

"حب گشتی نشان (۳) بابتہ ۱۲۹۸ف ان کے حصہ کی رقم راست ان کو ملنے کا حکم

کشٹم راج
بنام
نرسہواں راؤ

دیا جاسکتا ہے "۔

تحصیلدار صاحب نے حسبہ تختہ جات مرتب کر کے بغرض منظوری کمیٹی اسٹیٹ میں روانہ کیا کمیٹی اسٹیٹ سے ذریعہ تجویز مورخہ ۱۲ امرداد ۱۳۴۲ف یہ حکم دیا گیا کہ :-

ایسی کارروائی میں تحصیل کو سماعت مقدمہ کا اختیار نہیں ہے۔ معتمد صاحب اسٹیٹ بعد تکمیل تحقیقات رائے کا اظہار کریں۔ چنانچہ معتمد صاحب اسٹیٹ نے بھی بحوالہ قانون بتائید وینکٹ نرسہواں راؤ وغیرہ مدعیان رائے قائم کر کے مثل کمیٹی میں پیش کردی۔ کمیٹی میں جب یہ کارروائی پیش ہوئی تو تقرر تاریخ کا حکم ہوا اور بعد سماعت بحث وکلاء فریقین بتاریخ ۳۱ ر اردی بہشت ۱۳۴۳ف یہ تجویز صادر فرمائی کہ رائے معتمد صاحب اسٹیٹ کی صحیح معلوم ہوتی ہے کہ مدعیان کی حصہ داری بصراحت آنہ واری مسلمہ مدعی علیہم ہے انہوں نے دریافت انعام کے وقت مدعیان کی حصہ داری کو قبول کیا ہے اسی اقبال کی بناء پر مدعیان کے نام تختہ دریافت انعام میں بصراحت درج ہے اس لئے بلحاظ منشاء حکم مندرجہ گشتی ۱۶ بابتہ ۱۳۱۰ف مدعیان شکمیدار سمجھے جائیں گے۔

جب مدعیان شکمیدار قرار پائے تو اُن کا دعوے بابتہ علحدگی حصہ بلحاظ گشتی نشان ۳ بابتہ ۱۲۹۶ف قابل سماعت سررشتۂ مال ہوگا۔ وکیل صاحب مدعی علیہم نے بحوالہ گشتی ۹ بابتہ ۱۳۲۱ف جو یہ عذر کیا ہے کہ زائد از ایک سال محرومی حصہ سے دعوے پیش ہو تو ناقابل سماعت سررشتۂ مال ہے صحیح نہیں ہے یہ دعوے دلایائے معاش کا نہیں ہے جو عدالت کی ہدایت دیجاسکے اور نہ مکرر تحقیقات کی ضرورت ہے کیونکہ اظہارات سال ۱۳۳۴ف میں مدعی علیہم نے مدعیان کی حصہ داری کو صراحتاً تسلیم کرلیا ہے اور تختہ دریافت میں نام بھی آنہ واری میں شریک ہوا ہے اس لئے حقیت مدعیان مسلمہ ہو گئی اُن کے حصہ کی معاش بلحاظ آنہ واری راست بلاتوسط مدعی علیہم ادا ہوتی رہے "۔ اس تجویز کے خلاف میں منجانب لکشمی نرسہواں راؤ نے کمیٹی میں درخواست تجویز ثانی پیش کیا تو پنڈت گرراؤ صاحب رکن کمیٹی نے بعد سماعت بحث ذریعہ تجویز مورخہ ۲۰ ر فروردی ۱۳۴۵ف باظہار واقعات درخواست تجویز ثانی نامنظور کیا اور فیصلہ سابقہ ۳۱ ر اردی بہشت ۱۳۴۳ف بحال رکھا۔

کشتراج
بنام
نرسمہواں راؤ

اس کے بعد تجویز ثانی خواہ کی جانب سے ۲۴ ر فروردی ۱۳۴۵ف کو یہ درخواست پیش ہوئی کہ اس مقدمہ کی کامل سماعت صرف پنڈت گرراؤ صاحب رکن سماعت فرمائے ہیں۔ بلحاظ اہمیت مقدمہ و حقوق دائمی دوسرے ارکان صاحبان کا بھی بحث سماعت فرمانا نہایت ضروری ہے۔ سماعت بحث کے لئے کوئی تاریخ مقرر فرمائی جائے۔ اس درخواست کی بنار پر مقدمہ کی مکرر سماعت کی جاکر بتاریخ ۶ ر مہر ۱۳۴۵ف یہ تجویز کمیٹی سے صادر ہوئی کہ فریقین وکالتاً حاضر ہیں۔ فریقین نے اپنے مباحث میں بہت سارے امور کی جانب اشارہ کیا ہے مگر دیکھنا صرف یہ ہے کہ آیا قانوناً تجویز ثانی کی درخواست اُن وجوہات میں سے کسی وجہ کی بنار پر جس کی موجودگی تجویز ثانی کی درخواست کی بنیاد ہو سکتی ہے مبنی ہے یا نہیں۔ یہاں تجویز ثانی خواہ کی طرف سے جدید دستاویزی شہادت کا ملنا حلفنامہ کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے یہ دستاویزی شہادت دو کاغذوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ایک تقسیم نامہ ہے جس کا بیان یہ ہے کہ فریقین میں ایک سمجھوتہ ہو چکا ہے جس کی بنار پر مدعیان کو زیر بحث جائداد سے کوئی تعلق نہ ہونا انہوں نے یا اُن کے مورثان نے تسلیم کر لیا ہے۔ دوسرا کاغذ ایک نہمالتنامہ ہے جو تعلقداری اسٹیٹ سے مدعی علیہم (تجویز ثانی خواہ) کو ہمدست ہوا ہے۔ ثانی الذکر کاغذ کے متعلق بحث ہو چکی ہے جس کو ہم بوجہ عدم تکمیل نصاب کالعدم قرار دئے ہیں۔ رہا پہلا کاغذ اُس کا اصلی ہونا واقعہ نفس الامری کی حیثیت سے ثابت ہو جائے تو بیشک نفس مقدمہ کو متاثر کر سکتا ہے وہ ایک اہم دستاویزی شہادت ہے۔ حلفنامہ سے پایا جاتا ہے کہ بلحاظ حالات اُس کا پہلے دستیاب ہونا ممکن نہ تھا اس لئے اقبال کیا جاتا ہے کہ بنظر انصاف رسانی مقدمہ کی تحقیقات کی تکمیل ہونی چاہئے درخواست تجویز ثانی منظور۔ حسب اشارات صدر تکمیل تحقیقات کی غرض سے کارروائی واپس کی جائے۔ اس حکم کی ناراضی سے وینکٹ نرسمہوان راؤ وغیرہ نے محکمۂ ہذا میں درخواست نگرانی پیش کئے ہیں۔ عذرات حسب ذیل ہیں۔

عذرات

(۱) یہ کہ نگرانی خواہاں کے حق میں بتاریخ ۱۴ ر اردی بہشت ۱۳۴۳ف فیصلہ عدالت ماتحت نے صادر فرمایا جس کی ناراضی سے نگرانی علیہم نے تجویز ثانی پیش کی جو بتاریخ ۲۰ ر فروردی ۱۳۴۵ف

کشنمراج بنام نرسمہاں راؤ

نامنظور فرمادی گئی اس کے بعد نگرانی علیہ کو تجویز ثانی کی تجویز ثانی پیش کرنے کا قانوناً کوئی حق نہیں ہے جس پر عدالت ماتحت نے قطعی غور نہیں فرمایا جس کی وجہ سے غلط نتیجہ اخذ فرمایا۔

(۲) یہ کہ تجویز محکمۂ ماتحت مورخہ ۲۰ر فروردی ۱۳۴۵ء ف صحیح و درست تھی نصاب کمیٹی مکمل تھا فریقین کی بحث سماعت فرمائی جاکر تجویز صادر فرمائی گئی تھی جو قطعی ہو چکی جس کے خلاف نگرانی علیہ نے صحیح چارہ کار قانونی اختیار نہیں کیا۔ مگر نگرانی علیہ کے مقابلہ میں تجویز صدر امر منفصلہ کا اثر رکھتی ہے

(۳) یہ کہ عدالت ابتدائی تحصیل و عدالت مرافعہ میں کوئی کاغذیا دستاویزی شہادت منجانب نگرانی علیہ پیش نہیں ہوا اور نہ اس کا کوئی ذکر کیا گیا اور تجویز ثانی اولی کے وقت بھی نہ کسی تقسیم نامہ اور نہ دستاویزی شہادت کا ذکر کیا گیا تعجب خیز امر یہ ہے کہ تجویز ثانی دوم کے وقت دستاویزی کاغذات کا علم ہوتا ہے اور وہ پیش کئے جاتے ہیں جو محض نمائشی اور فرضی اور ناقابل استدلال ہیں۔ نگرانی علیہ نے اپنے اظہار میں کسی سابقہ واقعہ تقسیم کو بیان نہیں کیا بلکہ تختہ آنہ واری پیش کرکے نگرانی خواہاں کے حصہ دار ہونے کا واقعہ کو تسلیم کیا ہے۔ نگرانی علیہ کے مقابلہ میں امر مانع تقریر مخالف عارض ہے۔ منظوری نگرانی تجویز تحت منسوخ فرمائی جائے اور تجویز مورخہ ۲۰ر فروردی ۱۳۴۷ء ف بحال و برقرار رکھی جائے۔

حکم عالیجناب صدر المہام بہادر مال۔

تمہید۔ مثل پیش ہوئی۔ نگرانی خواہ کی جانب سے مولوی میر اکبر علی خاں صاحب کونسل۔ مولوی فیض الدین صاحب نگرانی علیہ کی جانب سے حاضر کی بحث سماعت کی گئی بظاہر درخواست منظور ہونا چاہئے یہ کمیٹی کے ابتدائی حکم کے خلاف نظر ثانی کی گئی ۲۰ر فروردی ۱۳۴۵ء ف کو درخواست تجویز ثانی نامنظور ہوئی۔ تحت دفعہ (۱۶۶) ضمن (۹) قانون مالگزاری کی صورت میں تجویز ثانی کی تجویز ثانی نہ ہو سکیگی۔ صاحب منتخب کمیٹی مذکورہ کے حکم کے خلاف یہ عذر کیا کہ درخواست نظر ثانی کی سماعت کے وقت کمیٹی کا نصاب پورا نہ تھا۔ لہٰذا نامنظوری تجویز ثانی کی تجویز کالعدم ہو کمیٹی نے عذر کو تسلیم کرتے ہوئے نامنظوری تجویز ثانی کی ابتدائی تجویز کو منسوخ کر دیا۔ اب امر تصفیہ طلب یہ ہے کہ حکم مابعد تجویز ثانی کی تجویز ثانی ہے یا کیا۔ نگرانی خواہ کی جانب سے یہ استدلال کیا جا رہا ہے کہ گو درخواست صرف ایک رکن کمیٹی یعنے پنڈت گرراؤ صاحب نے درخواست کی سماعت کی

کسٹرلج
بنام
نرسہواں راؤ

لیکن چونکہ ان کی تجویز سے مورخہ ۲۰ ر فروری ۱۳۳۵ف صدر نشین کمیٹی نے اتفاق کر لیا ہے اس لئے وہ تجویز منجملہ (۳) ارکان کے (۲) ارکان کی سمجھی جائے گی اور اگر تیسرے رکن کو اس تجویز سے اختلاف بھی ہوتا تب بھی دونوں ارکان کی تجویز نافذ ہوئی۔ ماسوا وکیل صاحب نگرانخواہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کمیٹی کے اس اجلاس میں جس میں کہ پنڈت گرراؤ صاحب کی تجویز سے صدر نشین نے اتفاق کیا ہے تیسرے رکن بھی موجود تھے۔ غرض یہاں اس سے زیادہ اور کچھ ظاہر نہیں ہوتا کہ کمیٹی نے کس وقت سماعت مقدمہ کا اختیار ایک رکن کو بھی عطا کیا ہے۔ یقیناً یہاں پر یہ بحث کی جا سکتی ہے کہ اگر ہر سہ ارکان کمیٹی ابتدا اً بحث کی سماعت کرتے تو یہ ممکن تھا کہ دونوں ارکان گرراؤ صاحب کی رائے سے اختلاف کرتے۔ ابتدائی بحث کو سماعت کرنا اور پنڈت گرراؤ صاحب کے الفاظ میں ان مباحث کو دیکھنا دونوں ایک نہیں ہے اس لئے میرے خیال میں کمیٹی کا یہ فیصلہ کہ مسٹر گرراؤ صاحب کی تجویز متفقہ صدر کالعدم ہونی چاہیئے درست ہے۔ اس لحاظ سے تجویز بعد تجویز ثانی کی تجویز ثانی نہیں تھی۔ کیونکہ بصیغہ نظر ثانی کوئی صحیح تجویز بھی صادر نہیں ہوئی تھی نظر بر ان تجویز کی جاتی ہے کہ کمیٹی کا فیصلہ تکمیل تحقیقات کی غرض سے کارروائی تحت میں واپس کی جائے۔ کمیٹی کا اقتدار یہ ہے اس لئے میں اس میں کوئی دست اندازی کرنے آمادہ نہیں ہوں۔ لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی نامنظور۔

مرافعہ صیغۂ کورٹ آف وارڈز

نشان مسل ۳۷/۳۶ ۱۳۴۷ف
منفصلہ ۳۳ ر شہریور ۱۳۴۷ف

وشونا تھ راؤ مرافع بوکالت مولوی محمد عبدالواحد صاحب ایل ایل بی وکیل

بنام

چنا کیشلو وغیرہ مرافعہ علیہم بوکالت مولوی قاضی محمد محی الدین علیصاحب وکیل

حق کلانیت۔ وراثت کے قبل اصلداری ثابت ہونا۔

تجویز ہوئی کہ (۱) اصلداری کا اطمینان حاصل ہونے کے بعد وراثت کا تصفیہ ہونا مناسب ہوگا

مرافعہ بنا راضی تجویز جناب مولوی محبوب علی خاں صاحب ناظم کورٹ مورخہ ۲۳ ر آذر ۱۳۴۷ف۔

وشنو ناتھ راؤ
بنام
چنا کیشلو

(۲) یہ صحیح ہے کہ وراثت سلسلۂ کلاں میں ہونی چاہئے اور اُس کی نسبت متعدد نظائر بھی موجود ہیں لیکن اگر وشنو ناتھ راؤ اپنے برادر راجمندر کے فوت کے وقت جائز اصلدار تھا تو فرزندان راجمندر کو کوئی حق کلائیت حاصل نہیں ہو سکتا۔

واقعات یہ ہیں کہ پرمانند فرزند جانکی رام نے ۱۲ امرداد ۱۳۳۵ف کو کمیٹی اسٹیٹ میں یہ درخواست پیش کیا کہ سائل حصہ دارہ (۵/۳/۳) مقدم مالی و پٹواری گری موضع بیلار یڈی گوڑہ جاگیر علاقہ برج کشور صاحب کا ہے میرا برادر حقیقی راجمندر راؤ ۴ خورداد ۱۳۳۵ف کو فوت ہوا ہے میرے والد جانکی رام متوفیٰ کے پیدا کردہ ہر دو اوطان ہیں۔ متوفیٰ کے (۴) فرزند تھے جن کے منجملہ دو فرزند سندریا و راجمندر راؤ فوت ہو چکے ہیں۔ سندریا کو کوئی اولاد نہیں ہے۔ راجمندر کو دو فرزند ہیں جن کی وراثت کی کارروائی نہیں ہوئی ہے یہ اوطان مشترکہ ہیں۔ ہر دو خدمات مقدم مالی و پٹواری گری میں سائل (۵/۳/۴) وشنو ناتھ راؤ (۵/۳/۳) و چنا کیشلو وغیرہ (۵/۳/۳) کا حصہ برابر قائم فرمایا جا کر وراثت منظور فرمائی جائے۔

بہ ترسیل نقل درخواست کمیٹی اسٹیٹ سے جاگیردار صاحب کو ذریعہ مراسلہ ۲۸۴۲ مورخہ ۱۵ امرداد ۱۳۳۵ف یہ لکھا گیا کہ:۔

"اگر دو ماہ میں وراثت کا تصفیہ کیا جا کر اطلاع نہیں دیجائیگی تو مجبوراً دفتر ہذا کو دست اندازی کرنی ہوگی"۔

"اس کے بعد ایک درخواست پرمانند فرزند جانکی رام کی جانب سے ۱۱ آبان ۱۳۳۵ف کو پیش ہوئی کہ معاش پر میرا چھوٹا بھائی وشنو ناتھ راؤ قابض ہے سائل کو حصہ دیتا ہے اور نہ اوٹا بندی قائم کرتا ہے۔ جاگیردار و تعلقدار صاحب جاگیر کوئی توجہ نہ کرنے سے سائل پریشان ہے تا تصفیہ جائداد پر ضبطی کا عمل کرکے تحقیقات کا حکم دیا جائے۔

اس درخواست کی بناء پر کمیٹی اسٹیٹ میں تاریخ مقرر کی جا کر جاگیردار صاحب اور فریقین کو اطلاع دی گئی سلسلہ تاریخ پیشی کا جاری رہا۔ اثناء دریافت میں منجانب مانک بائی زوجہ راجمندر متوفیٰ و چنا کیشلو نابالغ و لچھمی نارائن نابالغ فرزندان راجمندر متوفیٰ صلحنامہ مرتب ہو کر پیش ہوا صلحنامہ پیش شدہ سے پرمانند راؤ و وشنو ناتھ راؤ برادران و راجمندر راؤ متوفیٰ کو اختلاف رہا۔

وشونا تھراؤ بنام چنا کیشلو

جناب ناظم صاحب کورٹ اسٹیٹ راجہ شیوراج نے ۲۳ ر آذر ۱۳۴۷ف کو یہ تجویز کی کہ "صلحنامہ جو ہوا ہے اسپر وشونا تھراؤ وغیرہ مانند رضامند نہیں ہیں۔ اس لئے صلحنامہ کے متعلق کوئی کارروائی نہیں ہوسکتی موجودہ کارروائی صرف وطن پٹواری گری و مالی پٹیلی سے متعلق ہے۔ رامچندر ران دونوں کا بڑا بھائی تھا۔ اس کا انتقال ہوچکا ہے اس کی بیوہ اور کمسن بچے موجود ہیں چونکہ وطندار رامچندر تھا اور اس کی اولاد موجود ہے اس لئے ہر دو وطن چنا کیشلو کے نام منظور کئے جاتے ہیں۔ رامچندر کے اگر سابق سے دونوں بھائی حصہ دار تھے تو بدستور رہیں گے تا وقتیکہ یہ ثابت نہ ہو ہر دو اوطان کا وطندار چنا کیشلو متصور ہوگا۔ اس کا چھوٹا بھائی لچھمی نارائن مساوی حصہ پائے گا اور نانک بائی مادر ان کے زیرپرورش رہیگی۔ بھوشما دختر کی پرورش اور شادی ان کے برادران کے ذمہ رہیگی"۔

اس حکم کی ناراضی سے مسمیان وشونا تھراؤ وغیرہ مانند فرزندان جانکی رام متوفی نے محکمۂ ہذا میں اپیل پیش کیا جس کے خلاصہ عذرات حسب ذیل ہیں۔

عذرات

ف ۱۔ یہ کہ جانکی رام مورث اعلیٰ نے اپنی زندگی میں اپنے لڑکے وشونا تھراؤ مرافعہ ۱ کے ہاتھ خدمت پٹواری گری سپرد کر دی تھی اور تقریباً (۱۵) سال سے تاریخ فیصلہ تک کارگزار ہے

ف ۲۔ صلحنامہ ناقابل نفاذ ہے کیونکہ مرافعان ۱ و ۲ نے اس کی صحت سے انکار کر دیا تھا۔

ف ۳۔ وطن پٹواری گری جانکی رام مورث اعلیٰ کی مکسوبہ ہے اور وطن مالی پٹیلی رامچندر راؤ وہ شوہر نانک بائی سے متعلق ہے۔ صلحنامہ جملہ معاش و اراضیات علی السویہ منقسم کر لینے پر طے پانے کی وجہ سے مرتب ہوا تھا۔ مگر بعد کو اراضیات موقوعہ ناگن پلی جاگیر صلحنامہ سے خارج کیا جانا معلوم ہوا۔ اس لئے اس کی رضامندی سے انکار کیا گیا۔

ف ۴۔ عدالت ماتحت نے یہ غلط قرار دیا ہے کہ وطن پٹواری گری رامچندر راؤ کا تھا۔ یہ بالکل بے بنیاد ہے۔ چونکہ رامچندر راؤ کبھی نہ قابض وطن رہا اور نہ مستفید ہوا اور نہ صاحب سند ہے اور نہ اس کے نام منتقلی عمل میں آئی۔

وشونا تھراؤ بنام چنا کیشٹو

۵۔ راچمندر راؤ کو کلانیت بھی حاصل نہ تھی۔

۶۔ جانکی رام کی وراثت اس وقت تک منظور نہیں ہوئی تو ایسی صورت میں چنا کیشٹو کے نام منظوری قبل از وقت ہے اور خلاف آئین۔ لہذا استدعا ہے کہ مرافعہ نمبر(۱) کے نام وراثت منظور فرمائی جائے اور مرافعہ ۲ کو مساوی شکمیدار قرار دیا جائے بمنظوری مرافعہ تجویز تحت منسوخ فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب مسٹر گریکسن اسکوائر معتمد مالگزاری۔

تمہید مثل پیش ہوئی۔ وکیل صاحبان فریقین کی بحث سماعت کی گئی۔ مسمی راچمندر راؤ کو مالی پٹیل اور پٹواری موضع یلاریڈی گوڑہ تسلیم کر کے اُس کی وراثت اُس کے فرزند کلاں کے نام بشکمیداری فرزند خورد منظور کی گئی ہے جس کی ناراضی سے یہ مرافعہ متوفٰے کے دیگر براوران کی جانب سے پیش ہوا ہے۔ مثل میں راچمندر راؤ کے اوطان مذکور پر تقرر کی سند نہیں ہے صرف ایک حکم کمیٹی کا موجود ہے جس میں اُن اوطان پر اُس کا تقرر بحال کر کے اُس کی جانب سے گماشتہ لینے کی تجویز ۱۳۴۳ف میں ہوئی ہے اس حکم کو سند کا درجہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ اصلداری کا اطمینان حاصل ہونے کے بعد وراثت کا تصفیہ ہونا مناسب ہوگا۔ وشونا تھراؤ کی جانب سے اس امر پر شدت سے زور دیا جارہا ہے کہ فی الحقیقت وہ اصلدار پٹواری ہے اور یہ کہ اپنے پدر جانکی رام کی تاریخ فوتی سے ابتک وہی کارگزار ہے یہ امر کہ راچمندر کے فوت ہونے کے وقت کوئی اصلدار تھا صریحاً تحقیق طلب ہے یہ صحیح ہے کہ وراثت سلسلہ کلاں میں ہونی چاہئے اور اس کی نسبت متعدد نظائر بھی موجود ہیں لیکن اگر وشونا تھراؤ اپنے برادر راچمندر کے فوت ہونے کے وقت جائز اصلدار تھا تو فرزندان راچمندر کو کوئی حق کلانیت حاصل نہیں ہوسکتا۔ وکیل صاحب مرافع کی جانب سے جیسا کہ اوپر استدلال کیا گیا ہے یہ امر ثبوت طلب ہے یہاں پر اس امر کا ذکر کر دیا جانا مناسب ہوگا کہ کمیٹی اسٹیٹ کا یہ فیصلہ کہ راچمندر اصلدار اور اصلدار پٹواری اور خدمات رکھتا تھا۔ کس قدر عجیب ہے کیونکہ جس کارروائی کی بنا پر ایسا قرار دیا گیا ہے اُس میں جو درخواست پیش ہوئی ہے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ اُس وقت صرف خدمت مالی زیر بحث تھی

لہذا حکم ہوا کہ

مرافعہ ترمیماً منظور۔

مرافعہ صیغہ مال

لچھمیا .... **مرافع بوکالت**

بنام

اسٹیٹ پدا پلی .... **مرافعہ علیہ بوکالت**

نمبر مقدمہ ۲۶/۸۶ ۱۳۴۵ف منفصلہ ۱۷/ شہریور ۱۳۴۷ف

تعہد دار کو تعہد منسوخ کرانے کا حق نہ ہونا۔ قانونی حق حاصل نہ ہونا۔ مقطعہ دار کو جبکہ معاملہ کے ضبط کرنے کا اختیار بربنار معاہدہ سرکار کو حاصل ہو۔

تجویز ہوئی کہ جبکہ معاہدہ میں یہ الفاظ ہوں کہ سرکار کو حق رہیگا معاملہ ضبط کرے تو ایسی صورت میں مرافع کو تعہد کے منسوخ کرانے کا کوئی قانونی حق حاصل نہیں ہے۔

واقعات یہ ہیں کہ اسٹیٹ پدا پلی زیر نگرانی کورٹ ہے اس اسٹیٹ کے آبکاری کا معاملہ من ابتدائے ۱۳۳۹ف لغایتہ ۱۳۴۲ف چارسالہ رقم (سماعصہ) سالانہ ویلا لچھمیا متاجر ساکن پدا پلی کے نام منظور ہوا۔ متاجر مذکور نے بعد ادائی رقم سالانہ معاملہ پر تین سال ۳۹ و ۴۰ و ۱۳۴۱ف قابض رہا۔

۱۴/ اسفندار ۱۳۴۲ف کو بدیں عذر منتظمی اسٹیٹ کے پاس درخواست پیش کیا کہ مقطعہ انڈیرہ سیندھی بیرون حدود مقطعہ (۶) گاؤں وکلتہ بیٹھ وغیرہ خالصہ میں جایا کرتی تھی جس کی وجہ سے معاملہ چلتا رہا۔ اب مقطعہ کی سیندھی بیرون مقطعہ بلا راہداری باہر نہیں جانے کا انتظام ہونے سے مقطعہ کے سیندھی کی مانگ مطلق مسدود ہو گئی ہے مقطعہ کی آبادی بالکل کم ہے روزانہ ایک سبوچہ سیندھی فروخت نہیں ہوتی۔ معاملہ کو چالو کرنے کے لئے متاجر دور دراز مقامات کے کلالوں کو فراہم کر کے معاملہ کو چالو کیا۔ مگر سیندھی فروخت نہ ہونے سے کلال معاملہ سے دستکش ہو کر فرار ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے اوائل سال ۱۳۴۲ف سے معاملہ قطعاً بند ہے۔ معاملہ چل نہیں سکتا۔ منجانب اسٹیٹ معاملہ

مرافعہ بنارا ضی تجویز مولوی آغا بادر علی صاحب اول تعلقدار ضلع کریم نگر۔

پھیپا
بنام
اسٹیٹ پداپلی

کا انتظام فرمالیا جائے منتظم اسٹیٹ نے درخواست مستاجر نامنظور کرتے ہوئے ڈویژن متعلقہ کو اس کی اطلاع دی۔ ڈویژن سے بھی حسب تحریک منتظم اسٹیٹ ذریعہ مراسلہ نمبر (۶۳۷) مورخہ ۱۳ خورداد ۱۳۴۲ف مستاجر سے سال ۱۳۴۲ف کی رقم حسب ضابطہ وصول کرنے کا حکم دیا گیا۔

اس کے بعد مستاجر نے تحصیل میں رجوع ہو کر کارروائی کی تو تحصیل نے بحوالہ حکم ڈویژن ذریعہ تجویز مورخہ ۶ مہر ۱۳۴۲ف درخواست مستاجر نامنظور کی اس کے خلاف میں مستاجر نے ڈویژن میں مرافعہ پیش کیا جو بدیں عذر نامنظور ہوا کہ مستاجر نے اپنی رضامندی سے معاملہ کو حاصل کیا (۳) سال تک معاملہ چلاتا رہا۔ چوتھے سال ماہ اسفندار ۱۳۴۲ف میں دستبرداری پیش کی۔ دستبرداری پیش کرنے کی وجہ بھی معقول نہیں ہے وہ اصولاً چوتھے سال کی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں کیا جاسکتا

اس تجویز ڈویژن کا مرافعہ مستاجر نے محکمۂ ضلع کریم نگر میں پیش کیا تو تعلقدار صاحب ضلع نے تجویز ڈویژن سے اتفاق فرماکر مرافعہ نامنظور کیا۔

فیصلہ ضلع کریم نگر کی ناراضی سے مسمی ویملہ پھیپا مستاجر نے محکمۂ ہذا میں مرافعہ پیش کیا ہے عذرات کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

عذرات

۱۔ یہ کہ مدراس سسٹم قائم ہوا تو اس مقطعہ کی سیندھی باہر جانا موقوف ہوگئی جب سیندھی فروخت کے لئے بیرون حدود مقطعہ لیجایا کرتے تو تشدد کے ساتھ مزاحمت کی جاتی یہ قانونی رکاوٹ تھی کہ مقطعہ کی سیندھی کا حدود مقطعہ سے باہر جانا بالکل موقوف ہو گیا۔

۲۔ مدراس سسٹم کا عمل نافذ ہو جانے سے بوجہ تشدد مستاجر مجبوراً معاملہ سے دستبردار ہوا۔ کیونکہ معاملہ بالکل بند تھا۔ راہداری کی درخواست پیش کی گئی۔ راہداری بھی نہیں دیگئی مستاجر معاملہ کیسے چلا سکتا ہے۔

۳۔ مرافع حقیقتاً مستاجر نہیں ہے ورنہ ضرور ایسے اختیارات حاصل ہوتے اور پروانہ دئے جاتے اور راہداری بھی دیجاتی۔ مثل ۱۵/۶ ۱۳۳۹ف کے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ تحصیل کی رائے پنج سالہ مدت کی سن ابتدائی ۱۳۳۹ف لغایتہ ۱۳۴۳ف کی تھی۔ لیکن بجائے پنجسالہ کے صرف تین سال کی منظوری آئی۔ ملاحظہ ہو مراسلہ تحصیل نمبر ۱۴ اسفندار ۱۳۳۹ف

بچھیا
بنام
اسٹیٹ پیدا پلی

مراسلہ ضلع نمبر (۳۲/۳) م ۲۶ر اسفندار ۱۳۴۲ف کے لحاظ سے بعد تکمیل ضمانت و دھڑوت و قبولیت نامہ لیا جانا چاہیئے تھا جو نہیں لیا گیا - مراسلہ محکمۂ ضلع میں صاف ظاہر کیا گیا ہے کہ بمقابلہ دیوانی اس مقطعہ میں بھی عمل ہونا چاہیئے اور پروانہ جات بھی تحت ضابطہ اجراء کئے جائیں - لیکن ایسا نہیں ہوا - مزید توضیح کے لئے مراسلہ اسٹیٹ ۱۸۷ مورخۂ ۳ر شہریور ۱۳۳۹ف ملاحظہ فرمایا جائے تو یہ کارروائی کی حقیقت معلوم ہوسکتی ہے - لہذا منظوری مرافعہ تجویز تحت منسوخ فرمائی جائے اور رقم سال ۱۳۴۲ف کے معافی کا حکم ہو -

حکم عالیجناب مسٹر گریکس اسکوائر اے - سی - ایس معتمد سرکار عالی -

تمہید - مثل پیش ہوئی مرافع غیر حاضر - پیروکار کورٹ حاضر ہیں - شریک معتمد صاحب کی رائے زیادہ تر فیصلہ کورٹ مورخۂ ۲۵ر اسفندار ۱۳۴۳ف مشمولۂ مثل ۲۵/۸۷ ۱۳۴۲ف بمقدمہ بچھیا بنام ورگا ریڈی پر مبنی ہے - اپنے فاضل پیشرو کا نہایت احترام کرتے ہوئے میں اس فیصلہ کی تقلید کرنے سے قاصر ہوں - نفس کارروائی یہ ہے کہ اسٹیٹ اور مرافع کے درمیان معاملہ زیر بحث کا معاہدہ ہوا تھا اور اقرار یہ تھا کہ مرافع کے نام معاملہ (۴) سال تک رہے گا جس کے بدل وہ بولی کی رقم ادا کریگا - لیکن اس کی نسبت کوئی قبولیت تکمیل نہیں پائی - اس وجہ سے یہ کہنا ممکن ہے کہ اقرار نامہ میں ایسی کوئی خاص شرط تھی جس کی وجہ سے مرافع کو دستبرداری کا حق حاصل ہے اگر قبولیت بموجب نمونہ مقررہ تکمیل پائی ہوتی تو بھی اُس کے فقرہ (۳) کے لحاظ سے قسط مقررہ ادا نہ کرنے کی صورت میں یہ امر بالکلیہ اسٹیٹ کے صوابدید پر منحصر تھا کہ معاملہ ضبط کر کے اس کا مکرر ہراج کردے یا بغیر کسی ہراج کے رقم بقایا وصول کرے - فقرہ مذکور کے الفاظ یہ ہیں کہ سرکار کو اختیار حاصل رہے گا کہ معاملہ ضبط کرے " اس لئے مرافع کو تعہد کے منسوخ کرانے کا کوئی قانونی حق حاصل نہیں ہے - مرافع کی جانب سے تاریخ پیشی پر کوئی حاضر نہیں ہے - پیروکار کورٹ کا یہ بیان ہے کہ ضلع کریم نگر میں مدراس سسٹم کا نفاذ خرداد و دیا تیر ۱۳۴۲ف میں عمل میں آیا یعنی معاملہ زیر بحث کے (۴) سالہ مدت کے اختتام پر علاقہ جاگیرات میں مدراس سسٹم کا نفاذ علاقۂ دیوانی کے بعد عمل میں آیا ہے اگر بالفرض دیوانی علاقہ کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ ہذا میں مدراس سسٹم کا نفاذ ہوتا تب بھی معاملہ زیر بحث کے دوران میں

پچھیا بنام اسٹیٹ پیڈپی

اُس کی مدت ایسی قابل لحاظ نہ ہوتی جس کی بناء پر مرافع کسی دادرسی کے مستحق قرار پاتا۔ بالخصوص اس وجہ سے بھی کہ وہ علاقہ دیوانی میں مدراس سسٹم کے نفاذ سے قبل ہی ۱۳۴۲ف سے تعہد سے دستبردار ہوجانے کی کوشش میں لگا رہا۔ لہذا

حکم ہوا

مرافعہ نامنظور۔

مرافعہ صیغہ عطیات

۱۳۴۷ف نشان مثل ۱۰۲/۸۷ منفصلہ ۱۶ شہریور ۱۳۴۷ف

گنگادھر مرافع بوکالت پنڈت مارو تی راؤ صاحب جوشی وکیل

بنام

سرسوتی بائی مرافعہ علیہا بوکالت پنڈت بھیکاجی راؤ صاحب وکیل

شرط قید حیات۔ بیوہ بلحاظ انقسام خاندان تنہا وارث و مستحق ہونے کا اثر۔ بیوہ وراثت کی مستحق ہو تو شرط قید حیات خلاف روئداد ہونا۔

تجویز ہوئی کہ جب یہ تسلیم کرلیا گیا کہ بیوہ بلحاظ انقسام خاندان تنہا وراثت کی مستحق ہے تو قید حیات کی شرط روئداد کے خلاف ہو جائے گی

واقعات کارروائی ہذا یہ ہیں کہ ذریعہ منتخبہ تعیل نمبر (۲۸۳۱) بابتہ ۱۲۹۷ف مسمی کرشنا جی واہو دھر چودھری دیسکھ و دیسپانڈیہ کے نام بحساب (۱/۲) فیصدی رسوم نقدی بحال ہوا۔ صاحب منتخبہ کے انتقال کے بعد اُس کی وراثت ۱۳۱۴ف میں اُس کے تین فرزندان (۱) گوند (۲) شیش راؤ (۳) گنگادھر کے نام منظور ہوئی۔ بروئے تختہ وراثت رسوم (للعہ) ہے ان کے منجملہ شیش راؤ صاحب تختہ نمبر (۲) ماہ اردی بہشت ۱۳۴۳ف میں فوت ہوا اُس کا حقیقی برادر گنگادھر رجوع وراثت ہوا کہ خاندان شترکہ ہے۔ متوفی کی صرف ایک زوجہ اور لڑکی ہے وراثت سائل کے نام منظور کرکے زوجہ برادر متوفی سرسوتی بائی کو نان نفقہ کا مستحق قرار دیا جائے سرسوتی بائی بیوہ رسومدار متوفی نے عذرداری کی کہ خاندان عرصہ سے منقسمہ ہے شوہر کو علیحدہ رسوم ملتا رہا ہے بمقابلہ دعویدار مستحق اور قریب تر وارث ہے۔ لہذا اُس کے نام وراثت منظور کی جائے دفتر ضلع نے تحصیل سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ متوفی کو سالانہ

مرافعہ بنا راضی تجویز مولوی غلام احمد خاں صاحب صوبہ دار اورنگ آباد مورخہ ۳ اردی بہشت ۱۳۴۷ف۔

گنگا دھر
بنام
سرسوتی بائی

رسوم (...) ملتا تھا اُس کا نام علٰحدہ شریک تھا۔

ف ۔ بعد تکمیل کارروائی ضابطہ بلحاظ شہادت لسانی و دستاویزی ۲۳ آبان ۱۳۴۶ف کو ضلع نے اس وراثت کے متعلق تجویز کی کہ صوبہ داری نے سابقہ وراثت تینوں بیٹوں کے نام منظور کی کسی کو شکمی میں نہیں بتلایا گیا۔ گوبندراؤ برادر کلاں خاندان منقسمہ بتلایا ہے گواہوں کے بیان سے بھی خاندان منقسمہ معلوم ہوتا ہے۔ وصولباقی میں تینوں بھائیوں کے نام علٰحدہ علٰحدہ درج ہیں۔ لہٰذا خاندان منقسمہ تصور کیا جائے گا۔ شیش راؤ متوفے کی وراثت اُس کی زوجہ سرسوتی بائی کے نام منظور کی جاتی ہے۔

ف ۔ گنگا دھر برادر نے اس تجویز ضلع کی ناراضی سے مرافعہ پیش کیا تو ذریعہ فیصلہ ۹۳ مورخہ ۳ اردی بہشت ۱۳۴۷ف صوبہ داری سے حسب ذیل تجویز صادر ہوئی۔

"اس روئداد کے لحاظ سے جو مورث کی فوتی پر مرتب ہوئی اور جس کے ذریعہ تینوں بھائی کے نام وراثت منظور ہوئی۔ اس وقت ضلع کی تجویز سے اختلاف کی کوئی وجہ نہیں پائی جاتی۔ البتہ بہ صراحت کی جاتی ہے کہ بیوہ کے نام جو وراثت منظور ہوگی وہ اس کے حین حیات ہوگی۔"

ف ۔ صوبہ داری کی اس تجویز کی ناراضی سے ہر دو فریقین نے محکمۂ ہذا میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں علٰحدہ علٰحدہ مرافعے پیش کئے ہیں۔

(۱) پہلا مرافعہ گنگا دھر برادر کا ہے اُس کے عذرات یہ ہیں کہ:۔

عذرات

الف ۔ بوجہ علٰحدگی کھاتہ جو بحالت نابالغی قائم ہوئے اُس سے اشتراک خاندان پر اثر نہیں پڑتا جبتک شہادت قوی سے انقسام ثابت نہ ہو ہر ہندو کا خاندان مشترکہ بروئے شاستر ہے بلحاظ اشتراک وراثت اراضی بہ مرافع کے نام منظور ہوئی قانوناً متوفی کی کسی جائداد کے دو وارث قرار نہیں دئے جاسکتے۔

ب ۔ راضی نامہ جات جو شہادت میں پیش ہوئے تھے اُس کا صحیح مفہوم اخذ نہیں کیا گیا۔ نتیجہ شہادت بھی صحیح اخذ نہیں ہوا۔ لہٰذا منظوری مرافعہ متوفے کی وراثت مرافع کے

گنگا دھر بنام سرسوتی بائی

نام منظور کی جائے۔

(۲) دوسرا مرافعہ سرسوتی بائی بیوہ رسوم دار متوفیٰ کا شرط قید حیات کی نسبت ہے اُس کے عذرات یہ ہیں کہ:-

عذرات

وفات تحت نے خاندان منقسمہ تسلیم کیا ہے اور سائلہ کو مستحق وراثت قرار دیا۔ لیکن صوبہ داری نے قید حیات سائلہ قائم کرنے میں غلطی فرمائی۔ سلسلۂ وراثت کو کارروائی وراثت ہی میں محدود کرنے کا اختیار سررشتۂ عطاء کو نہیں ہے۔ لہذا بمنظوری مرافعہ قید حیات اُٹھالیجائے اور بلا کسی شرط کے سائلہ کے نام وراثت منظور فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب مولوی محمد عبدالباسط خاں صاحب ناظم عطیات۔

تمہید۔ وکلاء فریقین حاضر آئے۔ بحث سنی گئی۔ تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے فریقین نے علحدہ علحدہ چارہ کار اختیار کیا ہے۔ گنگا دھر مرافع یہ چاہتا ہے کہ اُس کے بھائی شیش راؤ کی وراثت اُس کے نام منظور کی جائے کہ وہ خاندان مشترکہ کا ممبر ہے متوفی کی بیوہ سرسوتی بائی یہ چاہتی ہے کہ وراثت اس لیے اُس کے نام منظور کی جائے کہ اُس کا شوہر اور گنگا دھر خاندان منقسمہ کے ممبر تھے۔ چنانچہ معاش زیر بحث بھی عملاً تقسیم ہو چکی تھی ضلع میں ابتدائی تحقیقات اور فریقین کی شہادت پر سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ خاندان منقسمہ تھا اور بیوہ مستحق وراثت ہے۔ صوبہ داری میں اپیل ہوا تو تجویز ہوئی کہ ضلع نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے صحیح ہے۔ مداخلت کی گنجائش نہیں لیکن بیوہ کے نام جو منظوری ہو گی وہ اُس کی حیات تک ہو گی اس آخری جزو کی حد تک بیوہ نے علحدہ اور نفس وراثت میں گنگا دھر نے اپیل پیش کئے ہیں۔ وکیل مرافع کی بحث یہ ہے کہ شہادت سے جو نتیجہ اخذ کیا گیا ہے صحیح نہیں ہے۔ خود اسی شیش راؤ کی اراضیات پٹہ کی کارروائی میں اس خاندان کو مشترکہ قرار دیکر گنگا دھر کے نام عمل پٹہ ہو چکا ہے اور ایک بیعنامہ پر استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس میں بھی چونکہ بیوہ کو شریک کیا گیا ہے اس سے انقسام لازم آتا ہے۔ حالانکہ وکیل صاحب فریق ثانی اس سے اپنے مفید نتیجہ نکالتے ہیں کہ

گنگا دھر بنام سرسوتی بائی

اگر خاندان مشترکہ ہوتا تو کبھی اس بیوہ کو شریک کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی - اس مقدمہ میں گوئندراؤ ایک ایسا گواہ ہے جو ان دونوں کا بھائی ہے اور خاندانی گواہ ہے - صراحت سے انقسام خاندان کو ظاہر کرتا ہے - بہر حال اب اپیل ثانی میں موازنۂ شہادت کی بحث چنداں لائق لحاظ نہیں پائی جاتی ہے - خصوصاً جبکہ معاش زیر بحث کا غذات سرکاری میں علحدہ ہو چکی ہے اراضیات پٹہ کی کارروائی سے ہم کو بحث نہیں ہے - لیکن جب یہ تسلیم کر لیا گیا کہ بیوہ بلحاظ انقسام خاندان تنہا وراثت کی مستحق ہے تو قید حیات کی شرط روئداد کے خلاف ہو جائے گی - اس لئے بدون اس صراحت کے بیوہ کے نام وراثت منظور ہونی چاہیئے لہذا گنگا دھر کا اپیل خارج سرسوتی بائی کا مرافعہ منظور کیا جاتا ہے -

مرافعہ صیغہ مال

مثل نشان ۱۱/۴۸ ۱۳۴۷ف — منفصلہ ۵ آبان ۱۳۴۷ف

وینکٹ رامیا — **مرافع بوکالت مولوی محمد معجز علی صاحب وکیل**

بنام

اسٹیٹ راجہ شیوراج بہادر — **مرافعہ علیہ بوکالت رائے مدن موہن لال صاحب وکیل**

درختان آبکاری کی نگہداشت - درختان آبکاری کی نگہداشت کے لئے کسی شخص کو تنخواہ پر مقرر کرنا - نگہداشت شخص کے تقرر کی ضرورت محسوس نہ ہو تو اس کو کہنے کا یہ حق نہ ہونا کہ اس کا تقرر لازماً برقرار رکھا جائے -

تجویز ہوئی کہ اگر کسی شخص کو درختان آبکاری کی نگہداشت کے لئے تنخواہ پر مقرر کیا ہو اور بعد ازاں اس کے تقرر کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی تو اس کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ اس کا تقرر لازماً برقرار رکھا جائے -

واقعات یہ ہیں اسٹیٹ راجہ شیوراج زیر نگرانی کورٹ ہے اس اسٹیٹ کے موضع کنکولہ کے درختان آبکاری کی حفاظت و نگہبانی کے لئے راجہ صاحب آنجہانی مقدم مالی کے نام ماہانہ مبلغ (۸ روپے) اجراء فرمائے ایک زمانہ تک مذکورہ تنخواہ مقدم مالی کو ایصال ہوتی رہی جب اسٹیٹ پر کمیٹی قائم ہوئی تو اراکین کمیٹی نے ۸ تیر ۱۳۴۲ف کو بدیں عذر مذکورہ تنخواہ کے مسدودی کا حکم دیا کہ اب وہ درختان سیندھی کی حفاظت کے لئے تنخواہ دینے کی

مرافعہ بنا راضی تجویز مولوی محبوب علی خان صاحب ناظم کورٹ آف وارڈز سرکار عالی مورخہ ۸ بہمن ۱۳۴۷ف -

وینکٹ رامیا
بنام
اسٹیٹ راجہ
شیوراج بہادر

ضرورت نہیں ہے۔ خود مستاجر کا کام ہے کہ حسب احکام سرکار تراشش کا انتظام کرے اور جو عملہ موجود ہے اُن کا حکم دیا جائے کہ موجودہ سیندھ بن خراب نہ ہونے پائے اور آئندہ کے لیے ترقی سیندھ بن کی کوشش کریں اگر اس کے خلاف مستاجر کی عدم نگرانی و غفلت کی وجہ سے درختان سیندھی خراب ہو جائیں گے تو دونوں سے مواخذہ لیا جائے گا۔ نیز پٹیل و پٹواری بھی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں متصور ہوں گے۔

اس حکم کی ناراضی سے وینکٹ رامیا مقدم مالی کمیٹی اسٹیٹ میں درخواست تجویز ثانی پیش کیا۔ اس اثناء میں حسب فرمان خسروی اسٹیٹ کی کمیٹی برخاست کی جا کر ایک ناظم صاحب کورٹ کا تقرر عمل میں آیا اور ناظم صاحب کورٹ نے ۸ بہمن ۱۳۴۷ف کو بدیں عذر تجویز ثانی نامنظور فرمایا کہ تجویز زیر نظر ثانی جو فرمائی گئی ہے وہ صاف ہے۔ جس زمانہ میں درختان کی حفاظت ہوا کرتی تھی اُس وقت نگرانی کا معاوضہ بھی دیا جاتا تھا۔ لیکن جب سے کہ ہراجات شروع ہو گئے ہیں نگرانی کی ضرورت باقی نہیں رہی اس لئے یہ ماہوار مسدود ہو چکی وکیل صاحب تجویز ثانی خواہ ایک نقل کو طلب کرنے کی خواہش کرتے ہیں مگر ہماری رائے میں اس کی مطلق ضرورت نہیں ہے کارروائی صاف ہے کوئی دستاویز یا وثیقہ ایسا پیش نہیں ہوا ہے جس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکے کہ یہ تنخواہ دوامی تھی۔

اس حکم کی ناراضی سے مسمی میسا وینکٹ رامیا نے محکمہ ہذا میں بعذرات ذیل اپیل پیش کیا ہے۔

عذرات

(۱) یہ کہ عدالت ماتحت نے موازنۂ شہادت دستاویزی میں غلطی فرمائی ہے۔

(۲) یہ کہ عدالت ماتحت نے اپنے فیصلہ کا دار و مدار زیادہ تر قیاسات پر کر دیا فرمایا ہے اور دستاویزات اور اہم کاغذات کی غلط تعبیر فرمائی ہے۔

(۳) یہ کہ معاش زیر بحث کی شکل انعام کے درجہ یا معاش کی نوعیت تک پہونچتی ہے تو اس کا برقرار رکھا جانا لازمی ہے اس کو جو مسترد فرمایا گیا ہے جو ہرگز قانوناً صحیح نہیں ہو سکتا۔

(۴) یہ کہ مہاراجہ بہادر نے مورخہ ۲۱ شہریور ۱۳۲۳ف جو تجویز مرافعہ اور ان کے اسلاف کے

دینکٹ راما بنام اسٹیٹ راجہ شیوراج بہادر

حق میں فرما دی ہے جس کا ماخذ رنجیت سنگھ تعلقدار کے عطا کردہ اسناد سے ہے جو امر منفصلہ کا اثر رکھتی ہے۔

(۵) یہ کہ اسناد و وثائق جو پیش ہوئے ہیں ان کو ملاحظہ فرمانے کے بغیر عدالت ماتحت جو فیصلہ فرمایا ہے خلاف اصول ہے۔

(۶) یہ کہ مرافع کے اسلاف ذاتی طور پر درختان آبکاری کثیر تعداد میں نصب کئے پرورش و پرداخت اور ترقی میں تندہی سے کام لئے جس کا اعادہ روئداد مثل سے ہو چکا ہے بمنظوری مرافعہ تجویز تحت منسوخ فرمائی جا کر حسب تجویز مہاراجہ ماہانہ (۸؍) معمول مرافع کو تاریخ مسدودی سے تا حال ایصال فرمانے کا اور آئندہ برقرار رہنے کا حکم فرمایا جائے۔

حکم عالیجناب صدر المہام بہادر مال۔

تمہید - وکلاء فریقین کی بحث سنی گئی - مرافع کو درختان آبکاری کے نگہداشت کے لئے تنخواہ مقرر تھی - لیکن بعد میں اسکی ضرورت نہیں سمجھی گئی - مرافع کا تقرر برخواست کرایا گیا - اس نے اپنے حقوق کا اظہار مکرر کیا وہ بھی نامنظور کر دیا گیا - اس تجویز نامنظوری ناظم صاحب کورٹ اسٹیٹ راجہ شیوراج بہادر آنجہانی کی ناراضی سے مرافعہ محکمۂ ہذا میں پیش کیا گیا ہے - عذرات مرافعہ ناقابل لحاظ ہیں جب تقرر کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی ہے تو اب یہ کہنے کا حق نہیں کہ اُس کا تقرر لازماً برقرار رکھا جائے - خصوص جبکہ اُس کا تقرر موروثی حقوق کی صورت میں نہیں ہے اب تو درختان آبکاری کا تعلق احکام مدراس سسٹم کے تحت سرکار سے بھی ہو گیا ہے - بہر حال ناظم صاحب نے جو تجویز بخلاف مرافع کی ہے وہ لائق دست اندازی نہیں ہے - لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور۔

مرافعہ صیغۂ عطیات

۲۷ مہر ۱۳۴۶ف نشان مثل ۴۲/۸۷ منفصلہ ۵ ر آبان ۱۳۴۷ف

لچھمی رام وغیرہ مرافع بوکالت پنڈت گنگا دھر راؤ صاحب وکیل

بنام

اسٹیٹ راجہ شیوراج بہادر مرافعہ علیہ بوکالت پنڈت جانکی رام راؤ صاحب وکیل

مرافعہ بناراضی تجویز مولوی محبوب علی خاں صاحب ناظم کورٹ آف وارڈز سرکار عالی مورخہ یکم مہر ۱۳۴۶ف -

لچھمی رام بنام اسٹیٹ راجہ شیوراج بہادر

گشتی نشان (۲۶) مورخہ ۲ / امرداد سنہ ۱۳۳۲ف اراضی بنچرائی - اراضی بنچرائی کے لئے مخصوص کردیجانا اور کاشت پرنہ اُٹھائی جانا - اراضی بنچرائی کا اعلان کردیا جانا - اعلان کے باوجود کسی شخص نے اُس میں کاشت کی ہو تو ایسی صورت میں کاشت ضبط کرکے رقم سرکار میں جمع کی جانا -

تجویز ہوئی کہ اگر اراضی بنچرائی کے لئے مخصوص کر دی گئی ہو اور کاشت پر نہ اُٹھائی جاسکتی ہو اور اس کی نسبت اعلان بھی کر دیا گیا ہو اور باوجود ایسے اعلان کے کسی شخص نے اُس میں کاشت کی ہو تو ایسی صورت میں کاشت ضبط کر کے رقم سرکار میں جمع کی جانا چاہئے -

(گشتی نشان (۲۶) واقع ۲ / امرداد سنہ ۱۳۳۲ف کا حوالہ دیا گیا)-

واقعات یہ ہیں کہ اسٹیٹ راجہ شیوراج کے موضع نرکھوڑہ کے سروے نمبرات (۱۴۸ و ۷۴۸ - ۱۵۸ تا ۴۵۸) گائران ہونے سے ڈویژن افسر صاحب جاگیر نے لاؤنی پرنہ اُٹھانے کے لئے تحصیل کو فیصل پٹی سال سنہ ۱۳۴۵ف میں ہدایتی حکم دیا اور تحصیل سے بموجب ہدایت مقدم پٹواری موضع کو لکھا گیا باوجود اس کے مذکورہ نمبرات میں لچھمی رام برادر مقدم کوتوالی و گنگا ریڈی و گنگیا نے بلا اجازت کاشت کرنے سے تحصیل نے ذریعہ مراسلہ نمبر (۲۹۷۸) مورخہ ۲۸ / شہریور سنہ ۱۳۴۵ف باظہار واقعات ڈویژن میں رپورٹ کی - ڈویژن سے ذریعہ مراسلہ نمبر (۱۵۸۵) مورخہ ۵ / مہر سنہ ۱۳۴۵ف یہ حکم دیا گیا کہ باوجود تاکید و ہدایت کے کاشتکار اراضی بنچرائی سے بیدخل ہو کر مکرر کاشت کر رہا ہے تو فصل تیار ہونے پر ضبط اور منجانب سرکار نیلام کیا جائے - چنانچہ تحصیل سے پیداوار فصل ایستادہ سنہ ۱۳۴۶ف بحکم ڈویژن برقم (مالہ للعہ) روپیہ سہ بارہ ہراج ختم کیا گیا - ہراج گیرندگان سے ربع رقم داخل کرائی جاکر ورق کردی نشان (۱۹۱) مورخہ ۱۷ / آبان سنہ ۱۳۴۵ف جمع کی گئی اس حکم کے خلاف میں لچھمی رام وغیرہ نے کمیٹی اسٹیٹ میں اپیل پیش کیا ہنوز تصفیہ عمل میں نہیں آیا تھا کہ کمیٹی برخاست کی جاکر ایک ناظم صاحب کورٹ کا تقرر عمل میں آیا اور ناظم صاحب کورٹ نے تاریخ مقررہ یکم مہر سنہ ۱۳۴۶ف کو یہ تجویز کی کہ گائران کی زمین سنہ ۱۳۴۵ف میں بلا اجازت کاشت کی گئی اُس کی ممانعت کی گئی - باوجود ممانعت کے مکرر سنہ ۱۳۴۶ف میں کاشت ہوئی تو ہراج کا حکم دیا گیا -

لچھمی رام
بنام
راجہ اسٹیٹ
شیوراج بہادر

ایک غلط رپورٹ پر بازدہ کے نمبرات کا پٹہ ہنمنت ریڈی کے نام ہونا بیان کیا جاتا ہے ۔ ان نمبرات کا پٹہ بھی اس کے نام دیا جائے یہ ایک جداگانہ بات ہے ۔ مثل کے مواد سے ظاہر ہے کہ یہ نمبرات گائران کے ہیں باوجود ممانعت کے کاشت ہوئی جو حکم ہراج کا دیا جاکر رقم وصول ہوئی ہے وہ واپس نہیں کی جاسکتی ۔ مرافعہ نامنظور ۔

اس حکم کی ناراضی سے مسمیان لچھمی رام وغیرہ ۳ اسم نے بعذرات ذیل محکمۂ ہذا میں اپیل پیش کیا ہے ۔

عذرات

ف ۱ ۔ یہ کہ اراضی زیر بحث نہ محض گائران ہے اور نہ خلاف اجازت کاشت کی گئی ہے ۔

ف ۲ ۔ یہ کہ بعد پیش کرنے درخواست اراضی کاشت کی گئی ہے محض اہلیان دیہی کے خلاف رپورٹ پر حال پیداوار ہراج کرنے کا حکم دیا گیا ہے ۔

ف ۳ ۔ یہ کہ سیتوار میں اراضی خارج کھاتہ ہے اور اس کے نواح کے اراضی کاشت کے لئے پٹہ پر دی گئی ہے اور دیگر رعایا اُس سے مستفید ہو رہے ہیں محض مرافعان کی کاشت کے ہراج کا حکم صادر کرنا بعید از انصاف ہے ۔

ف ۴ ۔ یہ کہ امساک باران اور کمی پیداوار سے رعایا ناداں اور پریشان ہے ایسی حالت میں پیداوار کے ہراج کا حکم نہایت سخت اور کاشتکار کو نان وشبینہ سے محتاج کردیا ہے جو فوری توجہ کا محتاج ہے ۔ بمنظوری مرافعہ فیصلہ تحت منسوخ اور رقم ہراج مرافعان کو مسترد کرنے کا حکم صادر فرمایا جائے ۔

حکم عالیجناب صدر المہام بہادر مال ۔

تمہید ۔ وکیل مرافعان اور وکیل اسٹیٹ کی بحث سنی گئی اور کارروائی متعلقہ دیکھی گئی کہا جاتا ہے کہ مرافعان نے ایک اراضی مختصہ (گائران) میں بلا اجازت کاشت کی اور ہدایت پر بھی نہ مانا ۔ تحصیل کی رپورٹ پر ڈویژن افسر صاحب نے موقوعہ اراضی کا مال پیداوار ضبط اور اس کے ہراج کرنے کا حکم دیا ۔ عند المرافعہ ناظم صاحب کورٹ نے تحت کی تجویز کو بحال رکھا ۔ اس تجویز نظامت کورٹ اسٹیٹ کی ناراضی سے محکمۂ ہذا میں مرافعہ پیش ہے

لچھمی رام
بنام
اسٹیٹ راجہ
شیوراج بہادر

اعذار مرافعہ پر کارروائی تحت کے ساتھ غور ہوا ۔ تحصیل میں ان قطعات کے لئے لاؤنی کی درخواست ۱۲ر امرداد ۱۳۴۵ف کو پیش ہوئی (جولاؤنی کا زمانہ ہے) ساتھ ہی ذریعہ نمبر (۲۶۶۲) مورخہ ۲۹ر امرداد ۱۳۴۵ف (اندرون ختم مدت لاؤنی) تفہیم دی گئی کہ یہ اراضی بنجرائی کے لئے مختص کردی گئی ہے کاشت پر نہیں اُٹھائی جاسکتی ۔ لیکن باوجود اس حکم کے اور اعلان کے مرافعان نے کاشت کی ۔ ایسے عدول حکم اشخاص اور بلا اجازت عمل کاشت اراضیات مختصہ کی نسبت ذریعہ گشتی ۲۶ مورخہ ۲۰ر امرداد ۱۳۳۲ف بدیں ضبط وہراج کرکے رقم ہراج سرکار میں جمع کردیں ۔ کاشتکار ایسے قطعات کا زرلگان وتاوان ادا کرنے انکار نہیں کرتے اور سلسلہ کاشت قائم رکھکر ہر دور قوم ادا کرتے ہیں جو خلاف منشاء سرکار ہے اور جس غرض سے یہ اراضیات چھوڑے جاتے ہیں وہ پورے نہیں ہوتے تاوقتیکہ فصل ضبط وہراج نہ ہو ۔ عمل بالا سے وہ خود بخود بیدخل ہو جائیں گے ۔

وکیل مرافعان کو اس پر اصرار ہے کہ وہ تاوان ادا کرنے آمادہ ہیں ۔ ان سے تاوان ہی وصول کیا جائے ۔ لیکن احکام کے تحت ان کی یہ استدعا قابل قبول قرار نہیں پاتی ۔ البتہ لاعلمی سے یا سہواً عمل کاشت ہوتا تو رعایتی صورت بقیام دھارہ وتاوان اختیار کیجاتی یہاں ایسا نہیں ہوا ہے درخواست نامنظور اور حکم دینے پر بھی ناجائز عمل کاشت ہوا ہے ایسی صورت میں تجویز زیر مرافعہ (جو تحصیل اور ڈویژن کے تجاویز سے اتفاق کرتے ہوئے ہی) درست اور ناقابل دست اندازی ہے نظر بوجوہ

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور ۔

مرافعہ باب حکومت صیغۂ عطیات

۱۳۴۷ف
نشان مثل ۹۷
منفصلہ ۲۶ر
اسفندار
۱۳۴۸ف

میر احمد علی — مرافع بوکالت مولوی میر احمد علی خاں صاحب ایڈوکیٹ
و مولوی مظہر علی خاں صاحب وکیل

بنام

میر کرامت علی — مرافعہ علیہ بوکالت مولوی میر اکبر علی خاں صاحب کونسل

مرافعہ بنا راضی تجویز مولوی محمد عبدالباسط خاں صاحب ناظم عطیات مورخہ ۲۴ر اسفندار ۱۳۴۷ف ۔

میر احمد علی
بنام
میر کرامت علی

بہن کے ورثاء کو معاش میں سے گذارہ دلایا جانا۔

تجویز ہوئی کہ چونکہ میر احمد علی یعنی جس کے نام سے وراثت منظور کی جارہی ہے اُن کی بہن بھی شرعی وارث ہوتی ہیں جو اب انتقال کر چکی ہیں۔ لہذا اُن کے ورثاء کو بھی کچھ حق دلانا مناسب ہوگا۔

واقعات

مقطعہ وینکٹاپور تعلقہ سدی پیٹھ کی دریافت انعامی ۱۲۹۵ء میں گربھیمراؤ صاحب اول تعلقدار نے آغاز کی اور جو بیان دعویدار غلام محمد خاں اول تعلقدار صاحب مذکور نے بتاریخ ۱۳ جمادی الاول ۱۲۹۵ھ قلمبند کیا ہے اُس کا ماحصل یہ ہے کہ موضع سیوار وینکٹاپور پرگنہ پنگل تعلقہ گجویل بطور پن مقطعہ (للہ عہ) زمانہ قدیم سے سرکار سے خاندان سائل میں مقرر و اجرا رہے جس پر مظہر کا ارثاً قبضہ (۷۰) سال سے قائم ہے۔ زمین مقطعہ مذکور تخمیناً (صما بیگہ) ہے مقطعہ مذکور کبھی ضبط نہیں ہوا ہے۔ باضابطہ دریافت فرمائی جاکر منتخب بحالی اجرار فرمایا جائے بعد دریافت تختہ ۱۹۹۳ء بابتہ ۱۲۹۱ف جو مرتب ہوا۔ زمین مقطعہ مذکور (سماعہ بیگہ) محاصلی (مار سہ) کا اندراج کیا گیا۔ تختہ مذکورہ پر سید امیر علی صاحب منصرم اول تعلقدار کی رائے حسب ذیل درج ہے

اگرچہ اسناد مہری راجہ چندولال متوفے مورخہ ششم ذیحجہ ۱۲۵۶ھ و مہری راجہ رام بخشی محررہ ششم ذیحجہ ۱۲۶۵ھ و مہری سراج الملک مرحوم مرقومہ ۲۹ صفر ۱۲۶۸ھ پیشکردہ دعویدار حسب فقرہ نہم دستور العمل انعامات قابل وثوق نیستند۔ اما احکام سرکار مصدرہ ۱۷ صفر ۱۲۷۲ھ بر بحال داشتن مقطعہ حسب شدآمد قدیم دال است ہم از بیان گواہاں و رسید مقطعہ پن مہری محمد لودہی خاں مورخہ غرہ شعبان ۱۲۴۶ھ بھگوٹہ اجرائش زاید از شصت سال واضح نظر بریں مقطعہ دعویدار حسب فقرہ (۲۲) دستور العمل انعامات بہ پن سابقہ یعنی بہ پن یازدہ روپیہ بحال ماندن مناسب می نمایند
المرقوم ۳ شعبان ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۰ امرداد ۱۲۹۱ف۔

تختہ مذکور بذریعہ مراسلہ تعلقداری نشان (۱۴۱) مورخہ ۲۵ رجب ۱۳۰۱ھ دفتر مجلس دریافت انعامات ملک سرکار عالی میں روانہ کیا گیا۔ اس کے بعد مابین مجلس و تعلقداری ضلع

میر احمد علی
بنام
میر کرامت علی

مابین مراسلت رہی۔ لیکن کوئی منتخب اجراء ہونا ظاہر نہیں ہوتا ۔
یہ مثل نمبر ۵/۱ باب بابتہ ۱۳۰۵ف ہیں (جس کا عنوان مقدمہ مزاحمت سررشتہ جنگلات پر چوبینہ ارسالی مقطعہ وینکٹا پور سے) رشتہ دوز کر دی گئی ہے۔ اس مثل میں مقطعہ زیر تحقیقات انعامی کے حقوق چوبینہ کے متعلق سررشتہ مال و جنگلات ہیں کارروائی ہو کر محکمہ صوبہ داری ورنگل سے محکمہ معتمدی مالگزاری کو ذریعہ مراسلہ نشان (۱۱۰۸) مورخہ ۸ رتیر ۱۳۱۴ف جو جواب دیا گیا اُس کا آخری حصہ حسب ذیل ہے۔
"میری رائے میں بھی حسب سند مہاراجہ چندولال متوفیٰ جائزالعمل کی ہے اور اُس میں ہمہ ابواب کا" لفظ" موجود ہے تو سند کی تصدیق دفتر سرکاری سے ہو جانے کے بعد مزید ثبوت کی ضرورت نہیں۔ پس اب میری رائے اسبارہ میں مزید کارروائی کی ضرورت نہیں"
مثل داخل دفتر کر دی گئی۔ اس مثل میں ظاہر ہوتا ہے کہ غلام محمد خاں اور اُن کے فرزند میر تراب علی کے انتقال کے بعد میر محمد علی نابالغ بولایت حکیم منظفر علی خاں رجوع ہوئے۔
اس کے بعد منجانب میر احمد علی نبیرہ غلام محمد خاں جو درخواست مورخہ ۲۹ ردے ۱۳۲۱ف محکمہ دوم تعلقداری میدک میں پیش ہوئی اُس کا ماحصل حسب ذیل ہے۔
"مقطعہ موضع سیوار وینکٹا پور سائل کا موروثی ہے جس پر ارثاً سائل کا قبضہ چلا آرہا ہے سائل کے دادا میر غلام محمد خاں قابض مقطعہ کا انتقال ہو کر تقریباً (۳۵) سال ہوتے ہیں۔ اُس وقت سائل کے دادا میر غلام محمد خاں قابض مقطعہ کا انتقال ہو کر تقریباً (۳۵) سال ہوتے ہیں اُس وقت سائل (۶) ماہ کا تھا اُس کے چند ماہ بعد ہی میرے والد میر تراب علی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اُس وقت سے تا حال سائل قابض و متصرف ہے میری نابالغی کے زمانہ میں سائل کے بہنوئی مسمی میر امام علی صاحب مقطعہ کا انتظام کرتے تھے جنہوں نے مقطعہ مذکورہ کی دریافت انعامی نہیں کرائے اور سائل کو دھوکہ میں رکھا اس لئے اُن کو منتظمی و مختاری سے علیحدہ کر دیا ہوں۔ حصول اسناد کا دعوے بھی دیوانی میں

میر احمد علی
بنام
میر کرامت علی

اُن کے نام کردیا ہوں - لہذا بعد وصول کاغذات وثائق داخل کرتا ہوں - لہذا مقطعہ مذکورہ کی دریافت انعامی کی جا کر سائل کے نام منتخبہ انعام اجرائ فرمائی جائے -

کاغذات مقطعہ کی واپسی کے متعلق عدالت دیوانی سے بحق میر احمد علی ڈگری ہوئی جو عدالت جلسہ کاملہ تک بحال رہی - محکمہ دوم تعلقداری میدک میں دریافت آغاز کی گئی - اثنا دریافت میں منجانب مساۃ امیر النساء بیگم و میر کرامت علی و میر یعقوب علی نبسہ غوثیہ بیگم بنسبی جو درخواستیں محررہ ۲۰ رشہریور ۱۳۳۱ ف - ۲۰ رامرداد ۱۳۳۳ ف بانسلاک فتوی پیش ہوئیں اُس کا ماحصل حسب ذیل ہے -

"موضع سیوار و بنکٹا پور بطور مقطعہ سائلان کے مورث میر غلام محمد خاں صاحب کے نام عطیہ شاہی ہے - اُن کے انتقال کے بعد متوفے کے فرزند میر تراب علی صاحب قابض و متصرف رہے "

سنہ ۱۳۰۵ ف میں میر تراب علی صاحب مذکورہ بگذاشت ورثاء حاشیہ فوت ہوگئے - بعد { منور بیگم زوجہ ، شاہجہاں بیگم دختر ، نورجہاں بیگم دختر ، امیر النساء بیگم دختر ، احمدی بیگم دختر لاولد فوت ، میر احمد علی فرزند موجود }

انتقال میر تراب علی اُن کی زوجہ منور بیگم بقرضہ کشی کبیر نورجہاں بیگم دختر کی شادی میر امام علی سے کردی - دختر مذکورہ کے بطن سے میر کرامت علی پیدا ہوئے اور دختر مذکورہ کا انتقال ہونے کی وجہ سے دختر دوم نورجہاں بیگم امام علی سے بیاہی گئی جن کے بطن سے یوسف علی و یعقوب علی فرزنداں و غوثیہ بیگم پیدا ہوئے - دختر دوم مذکورہ کا بھی انتقال ہوگیا تو دختر سوم امیر النساء بیگم امام علی سے بیاہی گئی - ایسی حالت میں ہمارے نام گذارہ مقرر فرمایا جائے تو مناسب ہے - کیونکہ سوائے مقطعہ زیر بحث کوئی اور ذریعہ معاش ہم کو نہیں ہے " عرضی مذکورہ کے ساتھ ایک فتوی منسلک کیا گیا جس میں شرعاً عطیات سلطانی میں اولاد ذکور واناث کو مساوی حقوق رہنا درج ہے -

کارروائی مذکورہ تحت احکام بضمن صدر سماعت مقدمات دوم تعلقداری سے اول تعلقداری ضلع میدک میں اور اول تعلقداری ضلع میدک سے صدر نظامت سمت تلنگانہ میں منتقل ہوئی - دوران تحقیقات میں امیر النساء بیگم درخواستگزارہ کا انتقال ہوا -

میر احمد علی
بنام
میر کرامت علی

متوفیہ کی لڑکیاں مسماۃ محمودہ بیگم وقادری بیگم رجوع ہوئیں اور کارروائی بذا بوجہ تخفیف صدر نظامت مال وقیام صوبہ داریاں صوبہ گلشن آباد میدک میں منتقل ہوئی

کارروائی محکمہ صوبہ داری صوبۂ گلشن آباد میدک

صدر نظامت مال سے کارروائی ہذا صوبہ داری صوبۂ گلشن آباد میدک میں منتقل ہونے کے بعد کارروائی زیر بحث کے متعلق اولاً یہ بحث پیش ہوئی کہ اس مقدمہ کی ابتدائی تحقیقات کی جائے یا سابق میں جو کارروائی انعام ہوکر بعد اخذ شہادت تختہ دریافت انعامی مرتب اور روانہ صدر کیا گیا۔ اُس میں منتخب انعامی داخل کرایا جائے۔ بالآخر بتاریخ ۱۵ شہریور ۱۳۴۴ف صوبہ دار صاحب صوبہ نے اپنی جو تجویز کی ہے اُس کا آخری حصہ حسب ذیل ہے۔

"اب ضرورت اس کی ہے کہ باجرائی اشتہار ضابطہ قائم مقامی غلام محمد مرحوم کی دریافت اس دفتر میں بلحاظ مقدار معاش آغاز کی جائے اور جو فریق قائم مقام بروئے شہادت قرار پائے اُس کے نام معاش کا منتخب جاری ہو۔ اس طریقہ پر انعامی دریافت کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ عذرداران بھی بشرط استحقاق قانونی شریک دریافت ہو سکتی ہیں۔ معاش پر بسلسلہ سابق احمد علی دعوے دار کا قبضہ دوران تحقیقات میں بدستور رہے گا۔

باتباع تجویز مذکورہ بقرارداد تاریخ بیشی قائم مقامی کی کارروائی بمقابلہ دعویدار احمد علی وعذرداران کی تکمیل ہوئی اور منجانب دعویدار جو جواب عذرداری کا بذریعہ درخواست م ۲۶ مہر ۱۳۴۵ف داخل ہوا اُس کا ماحصل حسب ذیل ہے۔

غلام محمد خاں اور میر تراب علی کے بعد عذرداران کے مورث یعنی اُن کے والدین رجوع وراثت نہیں ہوئے۔ یہانتک کہ اُن کا انتقال ۱۳۰۸ف و ۱۳۱۹ف و ۱۳۲۴ف میں ہو گیا۔ اس کے بعد ۱۳۳۲ف تک عذرداربھی رجوع نہیں ہوئے۔ اس لئے اُن کو حق ارجاع حاصل نہیں ہے۔ عذرداری خارج فرمائی جاکر بنام دعویدار سائل میر احمد علی منقطعہ دار کے نام قائمقامی منظور فرمائی جاکر منتخب بحالی معاش اجراء فرمایا جائے۔

منجانب عذرداران جو جواب الجواب بذریعہ درخواست آذر ۱۳۴۶ف میں داخل ہوا

میر احمد علی بنام میر کرامت علی

اُس کا ماحصل حسب ذیل ہے۔

"بملاحظہ شجرہ واضح ہوگا۔ غلام محمد خاں مورث اعلیٰ کے فرزند قائم مقام تراب علی تھے جن کے دعویدار فرزند ہیں اور عذرداران نواسے اور نواسیاں ہیں۔

سابق میں مورثان متوفئے کی باضابطہ تحقیقات ہوئی اور نہ اشتہار اجراء ہوا۔ علاوہ ازیں مورثین عذرداران بوقت انتقال نابالغ اور پردہ نشین تھے اب ۱۳۴۴ف میں باضابطہ اشتہار جاری ہوا۔ ورثاء احق بین المیعاد رجوع ہوگئے اس لئے وراثت زیر بحث میں سائلان حصص شرعی پانے کے مستحق ہیں۔ سائلین اراضیات باؤلی وکنٹہ پر جو حصہ شرعی سے بہت کم ہے حقیقی طور پر قابض ومتصرف ہیں۔ ونیز حقیت سائلین کو بذریعہ صلحنامہ منسلکہ تسلیم بھی کرلیا گیا۔ لہذا وراثت زیر بحث میں حصص شرعی دلایا جائے اور تاتصفیہ گذارہ بھی دلانے کا حکم صادر فرمایا جائے۔

نقل صلحنامہ مورخہ ۱۰/ آذر ۱۳۳۲ف منسلکہ محولۂ صدر کا اقتباس حسب ذیل ہے۔

(۱) حصہ شاہجہاں بیگم (۴۰) بیگہ اراضی مسمیٰ میر کرامت علی جو اپنی والدہ مرحومہ کے اس حصہ کی وارث ہیں۔

(۲) حصہ نورجہاں بیگم (۵۰) بیگہ { میر یوسف علی ۱ ۔ میر یعقوب علی ۲ فرزنداں ۔ غوثیہ بیگم ۳ دختر۔ ہرسہ اولاد کو مرحومہ میرے سپرد کئے ہیں۔ اس لئے اُن کو (۱۰) بیگہ اراضی زائد از حصہ دیا ہوں }

(۳) حصہ مسماۃ کریم النساء بیگم صاحبہ (۶۰) بیگہ اراضی اضافہ میں دئے گئے کہ اُن کو کوئی اولاد نہیں ہے۔ لہذا یہ اراضیات کے حصص بلاجبر واکراہ اپنے ہمشیرہ صاحبہ و ہمشیرزادگان کے حصوں میں ایک ہی جانب دیگر تقسیم کردیا ہوں جو عندالضرورت کام آئے جس کی حدبندی علحدہ تحریر کردی گئی ہے اور آئندہ ان لوگوں کو یا اُن کے ورثاء کو علاوہ اپنے اس حصۂ اراضی کے میرے مقطعہ کی اراضیات ومحاصل اور کسی چیز سے استفادہ اُٹھانے کا حق نہ ہوگا اور نہ میرے مقطعہ کے کامداران ورعایا پر کسی قسم کا جبر وتشدد کرنیکے مجاز نہ ہوں گے (میر احمد علی) اگرچہ صلحنامہ محکمۂ عطیات کا منظورہ ہے اور مابعد کی نزاع میں

میر احمد علی
بنام
میر کرامت علی

عدالت میں کالعدم تو نہیں ہوا وہ ظاہر نہیں ہوتا ۔ ۷؍آذر ۱۳۴۶ف فرد کارروائی پر جو تجویز ہوئی اُس کا آخری حصہ حسب ذیل ہے ۔

تجویز ۱۵؍شہریور ۱۳۴۴ف کی روشنی میں اس امر کی جانچ کی ضرورت ہے کہ کون دفتر میں کب رجوع ہوا ۔ تاریخ فوتی دختران کیا ہے ۔ ورثاء کے قائم مقامی کی درخواست کب پیش ہوئی ۔

احکام عطاء کے لحاظ سے فریقین کی معاش میں بشرطیکہ قابل بحالی قرار پائے کیا حقوق ہو سکتے ہیں ۔

تاریخ پیشی ۲۶؍اردی بہشت ۱۳۴۶ف کے فرد کارروائی کا ماحصل حسب ذیل ہے ۔

احمد علی صاحب نے نقل یادداشت دفتر مال نشان (۱۹۷) مورخہ ۱۷؍ماہ جمادی الاول ۱۳۰۰ھ و نقل یادداشت دفتر مال نشان (۸۷) مورخہ ۱۲؍ماہ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ داخل کیا ان سے اسناد کی ایک حد تک تصدیق ہوتی ہے اور سابقہ مواد کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اسناد معتبر اور مصدقہ تھے ۔ پس دریافت انعام کی حد تک کسی مزید شہادت کی ضرورت نہیں ہے اب عذرداری کا تصفیہ کرنا ہے مراسلہ دفتر مال نشان (۱۹۷) مورخہ ۱۷؍ماہ جمادی الاول ۱۳۰۰ھ مندرجہ تجویز متذکرہ بالا کی عبارت حسب ذیل ہے ۔

بوصول روبکار دفتر مجلس دریافت انعامات نشان (۳۱) انعام واقع ۴۸ دسنہ گذشتہ بمقدمہ استرداک قبضہ ناجائز غلام محمد خاں بموضع وینکٹا پور باستغاثہ مقدم پٹواری باشعار آنکہ اگر داخلہ قدامت اجرائی مقطعہ موضع وینکٹا پور در آن دفتر باشد تصریحاً ازاں اطلاع کردہ اند نگارش است کہ موضع سیوارہ وینکٹا پور پرگنہ نیگل تعلقہ گجویل ضلع ایلگندل بعنوان بالمقطعہ بہ پن یازدہ روپیہ سالیانہ بنام غلام محمد خاں از ۱۲۲۱ف معروض واجرا است ۔ دریں صورت قبضہ ناجائز خان مذکور بر موضع مذکور یافتہ نمی شود ۔

مراسلہ دفتر مال نشان (۸۷) مورخہ ۱۲؍ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ کی عبارت حسب ذیل ہے ۔

میر احمد علی
بنام
میر کرامت علی

بوصول روبکار مجلس دریافت انعامات نشان (۲۶۷) مرقوم ۳ رجمادی الثانی ۱۳ ہ بمقدمہ مقطعہ غلام محمد خاں باشعار اینکہ از نقل اسناد راجہ چندولال و راجہ رام بخش متوفی و سراج الملک مرحوم بابتہ عمل ناجائز بودن مقطعہ از ۱۳۳۴ ف تا ۱۲۵۶ ف ویران و بیچراغ بودانہ تحریر پٹیل و پٹواری دخل تصرف دعویدار از ۱۲۶۵ ف متحقق میشود و اطلاع دادن از وجہ اختلاف مندرجۂ یادداشت نشان (۱۹۷) درباره معززی دیہات بنام محمد لودی خاں مرحوم نگارش است کہ اسناد اینکہ از مدار المہامان سلف اجرا شدہ اندر اہل دفتر ناجائز العمل تصور کردن نمی تواند بلکہ ہمہ ناسخ و قابل امضا است و آنکہ اظہار مقدم پٹواری دریافت اجرا شدن مقطعہ از ۱۲۳۲ ف ویران بودن تا ۱۲۵۶ ف و شدن دخل دعویدار از ۱۲۶۵ ف بجائے خود نیست زیراکہ داخلہ مقطعہ مذکور از ۱۲۲۱ ف در دفتر کہ موجود از معائنہ نقل سند دفتر قانون گوئی منسلکہ ہذا بموجب سند راجہ چندولال متوفی از یں دفتر مرتب شد بخوبی ثابت شدن می تواند و ماورائے آں اسنادات مابعدش راجہ رام بخش متوفی و مدار المہام مرحوم درباره اجرائی مقطعہ بدستور قدیم کہ صادر شدن از اں استحقاق دعویدار ظاہر و ہم اکثر زمین ویران و بیچراغ برائے آبادی مقطعہ داران بقرار داد ورقم بین دادہ میشود مقطعہ داران اقتدار است کہ خواہ مقطعہ را آباد دارد یا ویران و سرکار را فقط غرض از رقم مقررہ دریں صورت و تحریر ایں دفتر ہیچ اختلاف پیدا نیست و کیفیت استفسار دربحالی واگذاشت دیہات نسبت خواں مرحوم دریں مقدمہ ضرورتے ندارد۔

ثبوت دعوے میں دعویدار کی جانب سے وثائق کے نقولات بذریعہ فہرست داخل کئے گئے اور شہادت لسانی بھی فریقین کی جانب سے پیش ہونے پر میر احمد علی صاحب دعویدار نے جو آخری درخواست ۵ رآذر ۱۳۴۷ ف کو دی وہ حسب ذیل ہے۔

مقدمۂ ہذا میں جملہ امور تحقیقات انعامی مکمل ہو چکی ہیں جس کو محکمۂ والا نے تسلیم فرمالیا ہی اب صرف منتخب اجرا شدنی ہے۔ سائل کے دادا غلام محمد خاں صاحب اور والد مسمی تراب علی صاحب کا انتقال ۱۲۹۶ ف میں ہوا۔ سائل بحیثیت قائم مقام ۱۳۰۴ ھ میں رجوع ہوا مرحوم کے انتقال کے تقریباً (۳۶) برس بعد غدر داران ۱۳۳۲ ف میں رجوع ہوئے حالانکہ ان کے

میر احمد علی
بنام
میر کرامت علی

مورث یعنی میر تراب علی صاحب مرحوم کے دختران کے منجملہ کسی نے بھی عذرداری نہیں کی۔ کیونکہ اس خاندان میں اناث کو حصہ دلانے کا کوئی رواج نہیں ہے۔ دختران مرحوم کے انتقال کے بعد سے اندرون مدت کسی کی عذرداری کی درخواست پیش نہیں ہوئی ایسے عذرداران کو رجوع ہونے کی اجازت دیجائے تو معاش خاندان غیر میں منتقل ہو جائیگی کیونکہ دختران کو حصہ بھی دلایا جاتا تو تاحیات دلایا جاتا ان جملہ امور کے متعلق پلیڈنگس میں اندراج موجود ہے۔ محکمۂ والا سے عذرداران کو شہادت کا موقع عطاء فرمایا گیا ہے لیکن جبتک امور مصرحہ کے متعلق تنقیحات قائم ہو اور ہر فریق کے بار ثبوت و تردید کا تعلق نہ ہو جائے مقدمہ کا صحیح طریقہ پر تصفیہ نہیں ہوسکتا لہ موجودہ شہادت کسی تاریخ کے تحت اور کس حیثیت سے پیش ہو رہی ہے۔

استدعا ہے کہ حسب ضابطہ اولاً تنقیحات قائم فرمائے جاکر تنقیحات قانونی کا پہلے تصفیہ فرمایا جائے اور اس کے بعد ضرورت ہو تو شہادت کسی تنقیح کے تحت حسب ضابطہ لی جاسکتی ہے

میر احمد علی خاں صاحب صوبہ وار گلشن آباد نے حسب ذیل تجویز کی۔

"لائق وکلاء فریقین کے طولانی مباحث سماعت کئے گئے" اس مقطعہ کی انعامی دریافت کے بعد ۱۲۹۱ف میں ضلع کی حسب ذیل رائے ہوئی۔

"اگرچہ اسناد مہری راجہ چندولال متوفی ۶ ذیحجہ ۱۲۵۶ھ و راجہ رام بخش ۶ ذیحجہ ۱۲۵۶ھ و سراج الملک ۲۹ صفر ۱۲۶۸ھ پیشکردہ دعویدار حسب فقرہ ۴ دستور العمل انعامات قابل وثوق نیستند۔ لاکن احکام سرکار مصدرۂ ۲۷ صفر ۱۲۷۲ھ بحال داشتن مقطعہ حسب شد آمد قدیم بحال است۔ بریں ہم از بیان گواہان و رسید مقطعہ پن مہری مولوی لودہی خاں مورخۂ غرہ شوال ۱۲۶۶ھ بھگوٹہ اجرائش از زاید شصت سال واقع۔ نظر برآں مقطعہ بدعویدار حسب فقرہ (۲۲) دستور العمل انعامات بہ پن سابق یعنی یازدہ روپیہ بحال ماندن مناسب می نماید"

مگر اس تحتہ دریافت انعام پر منظوری سرکار اور زمانہ بعد اجرائی منتخب کا پتہ نہیں چلتا ہم دعویدار کے اس بیان کو تسلیم کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں کہ منتخب اجراء ہوا۔ مگر امتداد زمانہ کے باعث و نیز اس سبب سے کہ مورث دعویدار کا انتقال دعویدار کی ایام طفولیت و نابالغی میں ہو کر کاروبار کا انصرام عذرداران کے پدر کے ہاتھوں جا پڑا۔ و نیز موجودہ نزاعات

میر احمد علی
بنام
میر کرامت علی

باہمی دمخاصمت ذاتی اہم تردستاویزات کی تباہی واتلاف کا موجب ہوا۔ کیونکہ مثل ضلع ۱۲۹/۳ بابتہ ۱۲۸۷ف متعلق دریافت انعام کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ مقدم پٹواری کی درخواست مخبری کی بناء پر مجلس دریافت انعام نے ذریعہ مراسلہ نشان (×) ۱۶؍ شعبان ۱۲۹۹ھ تا دریافت ترتیب تختہ سے منع کیا تھا ونیز دوم تعلقداری ہنگامی ضلع کھمم مٹھ نے بھی ذریعہ مراسلہ ۱۱۲ سلخ رجب ۱۲۹۵ھ موسومہ صدر تعلقدار ضرورت تحقیقات کا اظہار بضمن دورہ سماعت کردہ واقعات کی بناء پر کیا تھا اور تختہ دریافت انعام مرتبہ ضلع میں ان واقعات پر روشنی نہیں ڈالی گئی۔ بدیں وجہ مجلس دریافت انعام نے روبکار نشان (۷۸) مورخہ ۱۳؍ خورداد ۱۲۹۲ف کے ذریعہ واقعات فوق الذکر سے متعلق بھی صراحت چاہی ونیز ضروری امور کی تحقیقات کا حکم دیا۔ مسودہ مجلس دریافت انعام کے مراسلہ نشان (۱۰۹) م ۲۳؍ رجب ۱۲۵ھ کی بناء پر ذریعہ مراسلہ ۴۱۲ واقع ۲۵؍ رجب ۱۳۰۰ھ تختہ مطلوبہ مکرر بغرض منظوری ضلع نے بھیجدیا۔ یہی وجوہ عدم منظوری وعدم اجرائی منتخب کے پائے جاتے ہیں۔

اس دوران میں غلام محمد خاں دعویدار کا انتقال اور کچھ ہی عرصہ بعد ان کے فرزند میر تراب علیخاں نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا۔ دعویدار حال میر احمد علی اس وقت طفل خرد سال رہنا بھی شہادت ومواد شمولہ مثل سے ظاہر ہے میر احمد علی نابالغ کے قائم مقامی سے بہ حیثیت ولی حکیم مظفر الدین صاحب نے پیروی کی۔ دعویدار کا استدلال احکام نواب سالار جنگ مرحوم مورخہ ۲؍ صفر ۱۲۷۲ھ ونقل یادداشت دفتر مال شیوراج بہادر مورخہ ۱۲؍ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ ونقل یادداشت دفتر شیوراج بہادر ۷؍ جمادی الاول ۱۳۰۰ھ پر ہے ونیز درخواست مخبری مقدم پٹواری کی بناء پر سررشتہ انعام سے ذریعہ مراسلہ نشان (۸۷) م ۳؍ خورداد ۱۲۹۲ف جو واقعات کی صراحت چاہی گئی تھی۔ اس سے متعلق دعویدار احمد علی صاحب نے فیصلہ مہتمم بندوبست غرہ مہر ۱۳۰۱ف پیش کیا ہے بملاحظہ آں واضح لہم بعد دریافت وتحقیقات ضروری اس درخواست مخبری ودیگر واقعات مندرجہ کا کافی وضاحت سے بطلان کیا جاکر بحق مقطعہ دار نزاع سرحد کا فیصلہ صادر کیا گیا ہے۔

شہادت پیشکردہ واحکام نواب سالار جنگ بہادر ۷؍ صفر ۱۲۷۲ھ ویادداشت سررشتہ مال

میر احمد علی
بنام
میر کرامت علی

علاقہ شیوراج آنجہانی پر یکجائی نظر ڈالنے پر واضح ہوتا ہے کہ تحتہ دریافت پر بحالی مقطعہ کے متعلق جو رائے کہ تعلقدار وقت نے درج فرمائی دہر آئینہ درست ہے ۔

علاوہ ازیں اسناد راجہ چندولال وراجہ رام بخش ۲ ر ذیحجہ ۱۲۵۶ھ وسراج الملک مرحوم مورخہ ۲۹ ر صفر ۱۲۶۸ھ گو نا قابل الوثوق قرار پاتے ہوں مگر جبکہ دیگر شہادت واحکام داخلہ جات سے اس عطاء کا پتہ چلتا ہے اور وجہ عطاء واضح ہے تو ان اسناد پر سے تکیہ کیا جاسکتا ہے پس ان تمامی وجوہ مرقومہ مسطور فوق الذکر کے مدنظر ہم اس مقطعہ کو باخذین مقررہ قابل بحالی قرار دیتے ہیں ۔

اب رہی بحث حقوق عذرداران کی ۔

اس مقطعہ کے قابض اور جن کے بتقابل کہ ابتداءً دریافت انعامی کی تکمیل اور تعلقدار وقت کی رائے بحالی درج تحتہ ہوئی یہ دعویدار میر احمد علی کے جد اور عذرداران کے پڑنانا غلام محمد تھے ۔ غلام محمد کے انتقال کے کچھ ماہ بعد ہی اُن کے فرزند میر تراب علی کا بھی انتقال ہوگیا ۔ اصولاً دریافت ابتدائی کے وقت بھی اشتہارات حضوری عذرداران کا اجراء ہوتا ہے ۔ اس کارروائی میں بھی لازماً مدارج ضابطہ کی تکمیل ہوئی ہوگی گو اس وقت ابتدائی دریافت انعامی کی مثل سوائے تحتہ مرتبہ کے غیر موجود ہے ۔

حال دعویدار میر احمد علی کی قوی حجت یہ ہے کہ اس وقت عذرداران کو کسی نوع حق رجوع حاصل نہیں اور اب جو اشتہار کے اجراء پایا وہ قائم مقامی کا ہے کہ حضوری عذرداران کا قائم مقامی کے اشتہار کے جس میں عذرداران کو حق رجوع کیا جاتا ہے غیر مرعی طریقہ ہوگا ۔ ہمارے خیال میں یہ حجت کچھ زیادہ وزن نہیں رکھتی ۔ اس لئے کہ میر احمد علی اپنے پدر تراب علی کے قائم مقام جب قرار پاسکتے ہیں تو عذرداران اپنی ماں دختر تراب علی ہونے کے لحاظ سے اپنے نانا کے قائم مقامی کے لئے بھی رجوع ہوسکتے ہیں ۔

یہاں قرابت مسلمہ فریقین ہے کہ عذرداران میر احمد علی کے حقیقی ہمشیرگاں کے فرزندان ہیں سررشتۂ عطاء میں کبھی بھی گورنمنٹ کا مطمح نظر یہ نہیں رہا کہ جزوی اور اصلاحی فروگذاشتوں پر نظر ڈالکر کسی ذی حق کو حق سے محروم کرے ۔

میر احمد علی
بنام
میر کرامت علی

پس ہم دعویدار کے لائق وکیل کی اس بحث کی تائید نہیں کرسکتے کہ عذر داروں کو حق رجوع حاصل نہیں ہے۔

دوسری بحث یہ کی جاتی ہے کہ عطاء میں اناث کے حقوق حین حیاتی ہوا کرتے ہیں جبکہ عذر داران کے مابین یہ قید حیات نہیں رہے ہیں تو دختران کے حقوق حین حیاتی ختم ہو جانے کے سبب اس نوبت پر عذر داران کسی حصہ کے پانے کے مستحق نہیں ہو سکتے۔

تائید بحث میں نظائر مندرجہ حاشیہ کا حوالہ دیا گیا۔ عذر داران کی جانب سے گشتی نشان (۳۸) بابتہ ۱۲۹۹ف و نظائر مندرجہ نظائر مال جلد (۱) ص ۳۸۶ ص ۵۰۶ پر استدلال کیا جاکر احکام شرع شریف کی اتباع کی استدعا کی جاتی ہے گورنمنٹ کی حالیہ پالیسی اناث کے حقوق کو حین حیاتی قرار دیتی ہے اصول شرعی کے لحاظ سے بھی عذر داران زمرۂ ذوی الارحام میں داخل ہیں شرعاً ورثاً ذی فرض وعصبہ کی موجودگی میں بہت ہی کمزور وارث کہلاتے ہیں۔ پس اصول شرعی کے پیش نظر رکھتے ہوئے بھی بمقابلہ دعویدار عذر داران کے حقوق قابل جواز نہیں۔ لہذا ہم عذرداری خارج کرتے ہیں دستخط شنوائی لی جائے اور اجرائی منتخب کی تحریک دفتر سرکار پر کی جائے۔

نظائر مال جلد (۷) ص ۹۹۲۔
عطایائے سلطانی جلد (۴) ص ۲۹۲۔
نظائر مال جلد (۲) ص ۲۸۴
عطایائے سلطانی جلد (۳) ص ۹۱۰
" " جلد (۲) ص ۵۴۰
فرمان مبارک مندرجۂ عطایائے سلطانی جلد (۲) ص ۵۵۲

تجویز نظامت عطیات زیر مرافعہ

تجویز مذکورہ کی ناراضی سے عذر داران بضمن اولاد دختران میر تراب علی خاں نے نظامت عطیات میں مرافعہ دائر کیا جس کے متعلق مولوی محمد عبد الباسط خاں صاحب ناظم عطیات نے حسب ذیل تجویز کی۔

وکلاء فریقین حاضر آئے۔ بحث سنی گئی۔ سہولت کے لئے شجرۂ خاندانی درج ذیل کیا جاتا ہے

(شجرہ ص ۱۵۹ پر ملاحظہ ہو)

میر احمد علی
بنام
میر کرامت علی

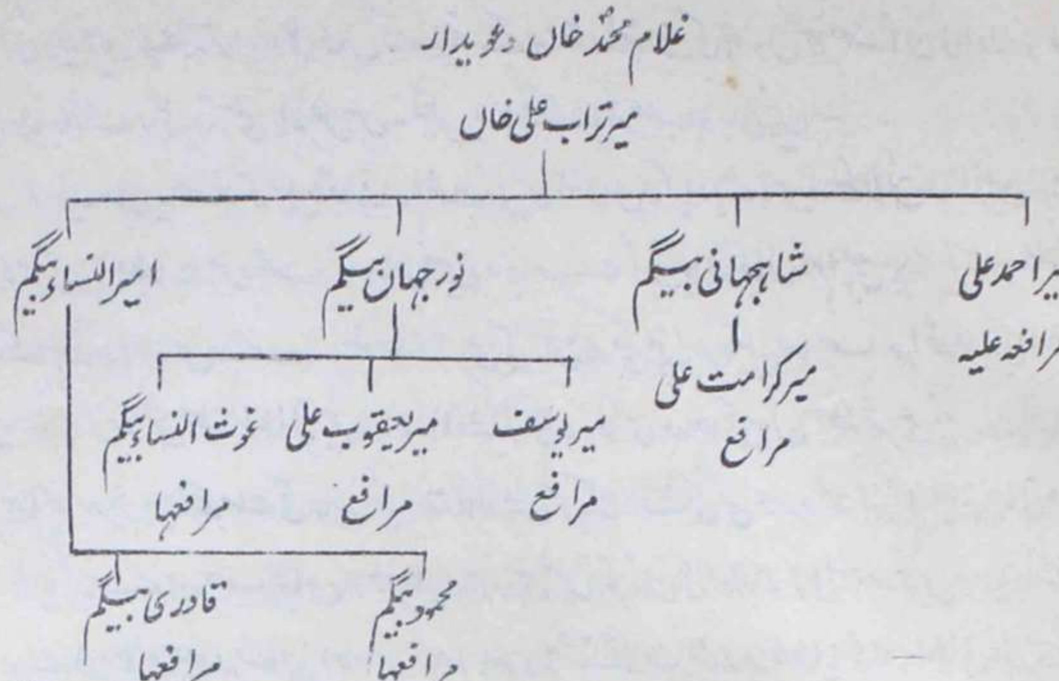

قرابت مسلمہ فریقین ہے۔ بحث صرف اس قدر ہے ورثاء اناث کی اولاد کو مرافعہ علیہ میر احمد علی کی موجودگی میں اُن کا شرعی حصہ دلایا جائے یا نہیں۔ جناب صوبہ دار صاحب میدک نے چند نظائر کی روشنی میں یہ طے فرمایا ہے کہ گورنمنٹ کی حالیہ پالیسی اناث کے حقوق کو صرف حیاتی قرار دیتی ہے۔ چونکہ میر تراب علی خاں کی دختران کا انتقال ہوگیا ہے۔

لہذا اُن کی اولاد بلحاظ ذوی الارحام ہونے کے ذی فرض اور عصبہ کی موجودگی میں محروم ہوجاتی ہیں۔ لہذا مقطعہ زیر بحث تنہا میر احمد علی مرافع کے نام بحال کیا گیا۔ اسی تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے شاہجہاں بیگم نورجہاں بیگم اور امیر النساء بیگم دختران میر تراب علیخاں نے محکمۂ ہذا میں اپیل دائر کیا ہے۔ وکیل مرافعان کی بحث یہ ہے کہ اس مقطعہ کی عطا غلام محمد خاں کے نام ہوئی تھی اور وہی دعویدار ہوئے۔ ہنوز منظوری نہیں ہوئی تھی کہ اُن کا انتقال ہوگیا اور چند ماہ بعد میر تراب علی خاں کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد میر احمد علی کی قائم مقامی سے سلسلہ دریافت جاری رہا اور اسی کارروائی دریافت انعامی کے سلسلہ میں غلام محمد خاں کی وراثت کا بھی فیصلہ صوبہ داری سے ہوا ہے۔ پس جبکہ معاش غلام محمد خاں کی مکسوبہ ہے اور کوئی جاگیر بھی نہیں ہے تو تراب علی خاں کی دختران یا اُن کی اولاد اپنے حصۂ شرعی سے محروم نہیں رکھی جاسکتی۔ سرکار کی شہرۂ پالیسی یہ ہے کہ مقدمات وراثت کا تصفیہ احکام شرع و شاستر کے موافق کیا جائیگا تو

میر احمد علی بنام میر کرامت علی

کوئی وجہ نہیں ہے کہ تراب علی خاں کے بیٹے کے ساتھ ساتھ ان کی بہنوں کا حصہ اُن کی اولاد کو نہ دلایا جائے جو شرعاً ذی الفرض ہیں۔ لیکن بھائی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں۔

اب رہی یہ بحث کہ قبل تصفیہ وراثت اُن کا انتقال ہو گیا ہے اس لئے لائق لحاظ نہیں ہے کہ اول تو عطیات میں حجب و حرمان نہیں۔ دوسرے اُن کا انتقال ہوا بھی ہے تو تراب علیخاں کے بعد ہوا۔ اس لئے وہ اپنے حصۂ شرعی کی مستحق ہو چکی ہیں۔ وکیل صاحب مرافعہ علیہ کی بحث یہ ہے کہ معاش عطیہ سلطانی میں ورثار اناث کو خواہ وہ کسی درجہ کی ہوں حصۂ شرعی نہیں دلایا گیا ہے چنانچہ معزز باب حکومت کی حالیہ نظیر استدلال پیش کر کے بحث کی گئی کہ دختران کو حین حیاتی حصہ دلایا گیا ہے اور جب یہاں دختران موجود ہی نہیں تو اُن کی اولاد کو کوئی حصہ نہیں دلایا جا سکتا ہے ملاحظہ ہو فیصلہ نشان (۹) مورخہ ۱۵ امرداد ۱۳۴۵ ف مندرجۂ عطایائے سلطانی جلد ۵ صفحہ ۵۰ وکیل صاحب مرافعان نے اس نظیر کا یہ جواب دیا کہ اس کی تجویز ثانی منظور ہو کر اناث کے حصہ کو قابل توریث قرار دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو فیصلہ ۱ مورخہ ۴ آذر ۱۳۴۶ ف۔

وکیل صاحب مرافعہ علیہ کے اس کے سواء بھی نظائر کی جانب ہماری توجہ مبذول کرائی اول تو یہ کہ بیشتر نظائر جاگیرات سے متعلق ہیں۔ یہاں بحث مقطعہ کی ہے اور جہانتک احکام سرکار پر نظر ڈالی جاتی ہے اس وقت تک سرکار نے کوئی ایسی پالیسی مشتہر نہیں فرمائی ہے کہ ورثار اناث کو کوئی حصہ نہیں دلایا جائیگا یا کیا دلایا جائیگا۔ اسمیں شک نہیں کہ یہ مسئلہ عرصہ سے سرکار کے پیش نظر ہے کہ ورثار اناث کو مقررہ گذارہ بعض میں قابل توریث اور بعض میں نا قابل توریث کی صراحت سے دلایا گیا ہے لیکن اس وقت تک کوئی صاف و صریح احکام مبذول نہیں ہوئے ہیں پس تا وقتیکہ پیشگاہ بندگان اعلحضرت سے ایسا کوئی صاف و صریح حکم شرف صدور نہ پائے کیونکہ صرف معطی کو یہ اختیار کامل حاصل ہے کہ اپنی عطار کی نسبت اپنے منشار کے موافق احکام صادر فرمائے اور جبتک کہ وہ فرمان مبارک نافذ ہے کہ عطیات کے مقدمات وراثت میں شرع و شاستر کی پابندی ہونی چاہیئے۔ ہم حکام کو باختیار خود اُس کے خلاف عمل کرنے کا حق نہیں ہے۔ البتہ کسی خاص مقدمہ میں اُس کے خاص حالات کے تحت رائے عرض کی جا سکتی ہے اور وہ منظور ہو جائے تو اس میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا ہے۔ جہانتک حدود اختیار کا تعلق ہے احکام موجودہ

میر احمد علی
بنام
میر کرامت علی

ونافذہ کے خلاف عمل کی گنجائش نہیں ہے۔ لہذا جس طرح میر احمد علی کو اپنے باپ میر تراب علیخاں کے وارث ہونے کی حیثیت سے حق پہنچتا ہے میر صاحب مرحوم کی دختران کو بھی بحیثیت عصبہ حصۂ شرعی کا استحقاق حاصل ہے اور اُن کی عدم موجودگی میں اُن کے ورثاء اپنی ماں کا حق پائیں گے۔ لہذا شاہجہاں بیگم کا حصہ میر کرامت علی کے نام اور نورجہاں بیگم کا حصہ میر یوسف میر یعقوب علی اور اُن کی بہن غوث النساء بیگم کے نام اور امیر النساء بیگم کا حصہ اُن کی دونوں دختران محمودہ بیگم اور قادری بیگم کے نام قابل بحالی ہوگا۔ مقطعہ کے قابضین میر احمد علی رکراہنی ہر سہ دختران کا حصہ شرعی بصورت نقدی اُن کی اولاد کو حسب حصص شرعی پہونچانے کے ذمہ دار ہوں گے۔ لہذا مرافعہ منظور کیا جاتا ہے حسب صراحت بالا عمل ہو۔

تجویز مذکورہ نظامت عطیات کی ناراضی سے منجانب میر احمد علی معززاجلاس کمیٹی مرافعہ عطیات میں مرافعہ دائر کیا۔

عذرات مرافعہ

ف ۱۔ یہ کہ عذر داری نہ صرف میعاد کے بعد دائر ہوئی تھی بلکہ منتخب ہوکر اس قدر عرصہ دراز گزر گیا تھا کہ کسی طرح بعد ترتیب منتخب و تختۂ انعام عذر داری کا موقع باقی نہ رہا تھا۔ تقریباً (۳۵) سال کے بعد عذر داری رجوع ہوئی یہ تاخیر نظر انداز کئے جانے کی قابل نہ تھی۔

ف ۲۔ یہ کہ عدالتوں کو جاگیر و عطیات میں مساوی حقوق یا شرعی حصہ دلانے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ صرف گذارہ حین حیاتی دلایا جاسکتا ہے جو عموماً قابل توریث نہیں ہوتا ہے

ف ۳۔ یہ کہ سابقہ امثلہ جس میں منتخب شریک تھا برآمد نہ ہونے سے سائل کے حقوق اور اس واقعہ پر کوئی اثر نہیں پڑسکتا ہے کہ سائل قائم مقام غلام محمد مرحوم کا ہے۔

ف ۴۔ یہ کہ جناب ناظم صاحب عطیات کا یہ خیال کہ مقطعہ مکسوبہ غلام محمد خاں ہے صحیح نہیں ہے مقطعہ عطیہ سلطانی ہے۔ عطیات سلطانی کے احکام متعلقہ و نظائر دونوں سے یکساں متعلق ہیں۔

ف ۵۔ یہ کہ احکام شرع شریف متعلق کئے جائیں یا احکام عطیات مال میں موجودہ ورثاء کو کوئی حصہ غلام محمد مرحوم کے مکسوبہ میں ۱۰ اتنے عرصہ دراز کے بعد نہیں مل سکتا ہے

میر احمد علی
بنام
کرامت علی

ھ ۔ یہ کہ فی الجملہ فیصلہ نظامت عطیات روئداد و قانون و احکام سرکار عالی کے خلاف ہے ۔ لہذا

استدعا ہے کہ مرافعہ منظور و فیصلہ نظامت عطیات منسوخ کر کے فیصلہ صوبہ داری بحال فرمایا جائے ۔

منجانب مرافعہ درخواست التوا پیش ہوئی ۔ معزز اجلاس منفردہ کمیٹی مرافعہ عطیات سے حسب ذیل تجویز صادر فرمائی گئی ۔ وکیل صاحب کی بحث سماعت کی گئی ۔ محکمۂ تحت کو درخواست واپس کیا جا کر لکھا جائے کہ مقدمہ محکمۂ ہذا میں زیر تجویز ہے ۔ مزید کسی ہدایت کی ضرورت نہیں ۔

حکم عالیجناب نواب سر عقیل جنگ بہادر صدر المہام فوج و نواب مرزا یار جنگ بہادر صدر المہام عدالت معزز ارکان ۔

تمہید ۔ یہ معاش بہت چھوٹی ہے میر تراب علی نے جن کے فریقین وارث ہوتے ہیں ۱۲۹۶ف میں انتقال کیا تھا اُس وقت اُن کے ایک لڑکے میر احمد علی اور تین لڑکیاں شاہجہاں بیگم نورجہاں بیگم و امیر النساء بیگم جین حیات تھے اس کی انعامی تحقیقات ابتک ختم نہیں ہوئی اور نہ منتخب مرتب ہوا ۔ ان حالات میں جہانتک موضع مقطعہ کا تعلق ہے اس کا منتخب میر احمد علی کے نام مرتب کیا جانا مناسب ہے ۔ البتہ چونکہ میر احمد علی کی بہنیں بھی شرعی وارث ہوتی ہیں جو اب انتقال کر چکی ہیں ۔ لہذا ان کے ورثا کو بھی کچھ حق دلانا مناسب ہوگا ۔

آمدنی کی بابتہ فریقین میں اختلاف ہے ۔ ہم چار سو روپیہ سالانہ آمدنی کا تخمینہ کرتے ہیں ۔ ممکن ہے کہ واقعی آمدنی سے یہ کم ہو ۔ لیکن معاش مسلمہ طور سے بڑی نہیں ہے ۔

ان حالات میں میر کرامت علی پسر شاہجہاں بیگم کے لئے اسی روپیہ سالانہ و میر یوسف علی و میر یعقوب علی پسران نورجہاں بیگم کے لئے (عسہ ۔ عسہ) سالانہ اور غوث النساء بیگم دختر نورجہاں بیگم کے لئے (عسہ) سالانہ و محمود بیگم و قادری بیگم کے لئے (للعہ ۔ للعہ) سالانہ جین حیاتی گذارے مقرر کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ منجملہ (اللعہ کر) کے تقریباً

دوسو چالیس روپیہ سالانہ ان گذاروں میں نکل جاتا ہے - ہر گذارہ دار کے انتقال کے بعد اُس کی رقم میر احمد علی کے معاش پر عود کرے گی - پس اسی قدر ترمیم عدالت ماتحت کے فیصلہ میں کی جاتی ہے -

ابتدائی صیغۂ عطیات

نشان مثل ۵۵/۵ سنہ ۱۳۴۷ ف
منفصلہ ۱۳ / ۱۳ آبان سنہ ۱۳۴۷ ف

راجہ گوئندر وہنمنت راؤ جاگیردار عذردار بوکالت مولوی میر اکبر علیخان صاحب کونسل

بنام

مسماۃ رانی لچھمی بائی طرفثانیہ بوکالت راگنپت لال صاحب اڈوکیٹ

متبنے کو بلا منظوری سرکار کوئی حقوق حاصل نہ ہونا - شوہری اجازت ثابت کرنے کے لئے اجازت دیجانا - تبنیت کی کارروائی میں سرکار ایک فریق ہوتی ہے -

تجویز ہوئی کہ (۱) کوئی متبنےٰ تاوقتیکہ سرکار کی منظوری کے بعد متبنےٰ نہ لیا گیا ہو عطیات میں اپنا حق نہیں بتلا سکتا - واقعہ تبنیت اگر وہ عدالت دیوانی میں ثابت بھی کرے تو جائداد موروثی و خانگی کی حد تک دعوے کر سکتا ہے معاش عطائے سلطانی کے لئے اُس کا کوئی حق تسلیم نہیں کیا جا سکتا -

(۲) لچھمی بائی کو اس کا موقع دیا جانا چاہئے کہ وہ بمقابلہ سرکار اجازت شوہری کو ثابت کرے کیونکہ ہر مقدمہ استجازت تبنیت میں ایک لازم فریق سرکار ہے ایسے خاندان میں جہاں اجازت شوہری لازمی کی گئی ہے سرکار کے مقابلہ صراحتاً یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ بیوہ کو اُس کے شوہر نے متبنےٰ لینے کی اجازت قبل مرگ عطا کی تھی اور کی تھی تو کن شرائط کے تحت -

حکم عالیجناب مولوی محمد عبد الباسط خاں صاحب ناظم عطیات -

تمہید - اس مقدمہ کے چار فریق ہیں - ایک لکشمی بائی زوجۂ ہنمنت راؤ جو فی الوقت قابض اسٹیٹ ہے اور بندگان اعلحضرت کی منظوری سے راجہ ونایک راؤ کی وراثت بڑی کشمکش کے بعد اُن کے نام منظوری ہو چکی ہے دوسری زوجہ آنجہانی کے زوجۂ خرد سرسوتی بائی اور بڑی زوجہ مسماۃ مینا بائی تیسری فریق ہیں اور چوتھا فریق گوئندر راؤ ہے جو خود کو

بنا راضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبۂ اورنگ آباد مورخہ ۲۰ شہریور سنہ ۱۳۴۷ ف

راجہ گوئندراؤ ونہمنت راؤ بنام مسماۃ رانی لچھمی بائی

ہنمنت راؤ اور ونایک راؤ کا ہم گوتر بیان کرتا ہے واقعات مقدمہ مختصراً یہ ہے کہ لچھمی بائی نے ابتدائً ضلع میں بتاریخ ۲۵ دے ۱۳۴۶ف درخواست پیش کی کہ اُس کو تبنیت لینے کی اجازت دیجائے۔ اس درخواست میں کسی لڑکے کی نامزدگی نہیں ہوئی تھی اور بتلایا گیا تھا کہ بعد تلاش لڑکے کو پیش کیا جائے گا۔ جس کے بعد ضلع سے ۱ اسفندار ۱۳۴۶ف میں اشتہار عذرداری جاری ہوا تو گوئندراؤ فریق نمبر (۴) نے عذرداری کی کہ لچھمی بائی نے اُس کو متبنے کرلی ہے جس کی تائید میں اقرارنامہ مورخہ یکم دے ۱۳۴۶ف کو پیش کرکے خواہش کیگئی کہ لچھمی بائی کی درخواست استجازت تبنیت اُس کے نام کی صراحت سے منظور فرمائی جائے لچھمی بائی کو واقعہ تبنیت سے انکار رہا۔ لہذا فریقین سے پلیڈنگ کی تکمیل کرانے کے بعد تنقیحات قائم کئے گئے اور قانونی تنقیحات کے تصفیہ کے لئے ۱۵ اسفندار ۱۳۴۷ف تاریخ مقرر کیگئی تاریخ مذکورہ پر غالباً قانونی تنقیحات کی حد تک وکلاء فریقین کی بحث سنکر مقدمہ کا فیصلہ یعنی تصفیہ تنقیحات زیر بحث کے لئے رکھ لیا گیا۔ اس اثناء میں بتاریخ ۲ خورداد ۱۳۴۷ف لچھمی بائی نے ایک لڑکے مسمی پربھاکر راؤ جو اُس کا برادرزادہ ہے اُس کو نامزد کرکے منظوری چاہی۔ اس درخواست کی کوئی اطلاع فریق ثانی کو نہیں دی گئی اور نہ اس کا جواب لیا گیا۔ موجودہ روئداد پر بتاریخ ۱۸ شہریور ۱۳۴۷ف ضلع نے لچھمی بائی کی درخواست مورخہ ۲ خورداد ۱۳۴۷ف کی تائید کرتے ہوئے منظوری تبنیت کی سفارش کردی۔ یہاں یہ بتلانا ضروری ہے کہ سرسوتی بائی اور ریتا بائی کی درخواستہائے تبنیت اس بناء پر خارج کردی گئی کہ وہ گزارہ یاب ہیں اور لچھمی بائی کے مقابلہ میں راجہ ونایک راؤ کی بیوگان کو کوئی حق استجازت تبنیت نہیں ہے گوئندراؤ کے مقابلہ میں یہ طے کیا گیا کہ کوئی متبنے تاوقتیکہ سرکار کی منظوری کے بعد متبنے نہ لیا گیا ہو عطیات میں اپنا حق نہیں بتلا سکتا ہے۔ واقعہ تبنیت اگر وہ عدالت دیوانی میں ثابت بھی کرے تو جائداد موروثی و خانگی کی حد تک دعوےٰ کرسکتا ہے۔ معاش عطیہ سلطانی کے لئے اُس کا کوئی حق تسلیم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جب یہ مقدمہ صوبہ داری میں آیا تو ضلع کی رائے سے اتفاق فرماتے ہوئے عذرداروں کے عذرداری کا تصفیہ دفتر سرکار پر محول فرمایا گیا ہے۔

راجہ گوبندراؤ
دھننت راؤ
بنام
مساۃ رانی
لچھمی بائی

گوبندراؤ کے لائق کونسل کی یہ بحث ہے کہ ضلع کی تحقیقات ناقص ہے جب ایک فریق ایک خاص ادعار کے ساتھ رجوع ہوتا ہے اور وہ یہ دعوے کرتا ہے کہ اُس کی تبنیت فی الواقعی احکام مذہبی کے لحاظ سے واقع ہوچکی اور اُس کی تائید میں ایک دستاویز بھی پیش ہو رہا ہے تو اُس کو ثبوت کا موقع نہ دیکر ایک مجرد درخواست لچھمی بائی مورخۂ ۲ ہر خورداد ۱۳۴۷ء ف پر اظہار رائے کرنا سراسر خلاف قانون و احکام سرکار ہے۔ عدالت دیوانی کی رہنمائی بھی صحیح طریقہ پر مبنی ہوئی ہے اور گوبندراؤ کی موجودگی میں ایک ایسے لڑکے کے لئے سفارش کی جارہی ہے جو ہم گوتر نہیں اور غیر خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ سرکار کے صاف و صریح احکام موجود ہیں کہ ایسا تبنیت ہرگز منظور نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ اس سے معاش عطیہ سلطانی دوسرے خاندان میں منتقل ہوجائے گی جو اصول عطار کے خلاف ہے۔۔ ملاحظہ ہوں احکام نواب مختار الملک مرحوم مندرجۂ روبکار مدار المہام سرکار عالی واقع ۲۱ ہر شعبان ۱۲۸۸ھ منفصلہ نظامت عطیات حصہ دوم ضمیمہ (۲) ص ۲۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں سرکار کا وہ حکم بھی ملاحظہ طلب ہے جو روبکار دفتر مدار المہام سرکار عالی علاقۂ مالگزاری واقع ۱۵ ہر رجب ۱۳۰۲ھ مندرجۂ نظامت عطیات حصۂ دوم ضمیمہ (۷) ص ۱۵۔ لہذا گوبندراؤ کی جانب سے خواہش کی جاتی ہے کہ مقدمہ تکمیل تحقیقات کے لئے واپس کیا جائے اور اُس کو موقع دیا جائے کہ اپنے دعوے کو ثابت کرے۔ اس کے بعد فریقین کے مباحث کے بعد رائے قائم کی جائے یہ ظاہر ہے کہ جب گوبندراؤ کا دعوے ثابت ہوجائے تو پھر کسی دوسرے لڑکے کو تبنیت لینے کی ضرورت باقی نہ رہیگی ورنہ پربھاکر راؤ کے لئے کسی سفارش کا محل باقی رہے گا۔ سرسوتی بائی کے لائق وکیل کی یہ بحث ہے کہ یمنا بائی اور سرسوتی بائی کے باہمی نزاع کے سلسلہ میں کسی صلحنامہ کی رو سے سرسوتی بائی کو تبنیت لینے کا حق حاصل ہوچکا تھا۔ اس لئے جب وہ سخت علیل ہوگئے تو اپنے شوہر راجہ وناینک راؤ کے خاندان کے بقا اور نام کے لئے ایک لڑکے مسمی گنیش راؤ کو متبنے کرلیا ہے۔ چنانچہ اس کی اطلاع کورٹ کو دی گئی تو جواب یہ ملا کہ سرسوتی بائی کو ایسا حق نہیں ہے لچھمی بائی تبنیت کرسکتی ہے۔ بہرحال چونکہ ایک ہم گوتر لڑکا متبنے ہوگیا ہے۔ لہذا کسی نہ کسی طرح اُس کو ترجیح دیجانی چاہئے۔

راجہ گوئندراؤ بہنمت راؤ بنام مسماۃ رانی لچھمی بائی

یمنا بائی کی یہ خواہش ہے کہ اگر گوئندراؤ متبنےٰ نہیں لیا جاتا ہے تو اُس کی دختر انبا بائی کے فرزند کرشن گوپال کو تبنیت میں دیا جانا چاہیئے کہ وہ راجہ آنجہانی کا نواسہ ہے اور غیروں کے مقابلہ میں حق ترجیح رکھتا ہے۔ دوران وراثت میں انہیں فریقین کے مقابلہ میں ایک تفصیلی فیصلہ نظائرمال جلد نمبر (۱) کے ص ۳۸۶ سے شروع ہوکر ص ۴۳۰ پر ختم ہوا ہے جس میں سارے واقعات تبلائے گئے ہیں بالآخر یہ طے کردیا گیا کہ سرسوتی بائی اور یمنا بائی کو بغیر گذارہ کے اور کوئی حق نہیں ہے۔ وراثت لچھمی بائی کے نام منظور کرنے کی رائے معزز اجلاس کمیٹی باب حکومت سے دیگئی ہے۔ چنانچہ حسب فرمان مبارک مرقومہ ۲۴ رجمادی الثانی ۱۳۴۹ھ نئر فصد ورپایا اور وہ ایک آخری اور قطعی فیصلہ وراثت ہے اُس کے بعد ہی اسٹیٹ پر سے کورٹ آف وارڈ کی نگرانی برخواست ہوئی اور لچھمی بائی کو اندرون دو سال متبنےٰ لینے کی بھی ہدایت ہوئی جس کی تعمیل ہی میں گوئندراؤ کا ادعا ہے کہ اُس کو متبنےٰ لیا گیا ہے اس تمام صراحت سے ظاہر ہوگا کہ ضلع کی تحقیقات واقعی مکمل نہیں ہے سب سے اول تو اس مقدمہ میں لچھمی بائی کو اس کا موقع دیا جانا چاہیئے کہ وہ بمقابلہ سرکار اجازت شوہری کو ثابت کرے۔ کیونکہ ہر مقدمہ استجازت تبنیت میں ایک لازم فریق سرکار ہے ایسے خاندانوں میں جہاں اجازت شوہری لازمی لیگئی ہے سرکار کے مقابلہ میں صراحتاً یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ بیوہ کو اُس کے شوہر نے متبنےٰ لینے کی اجازت قبل مرگ عطا کی تھی اور کی تھی تو کن شرائط کے تحت۔ اس کے بعد گوئندراؤ کو پوری طرح موقع ملنا چاہیئے کہ وہ اپنے دعوے کو ثابت کرے یہ صحیح ہے کہ کوئی متبنےٰ بدون منظوری سرکار کے معاش عطیہ شاہی کے لیئے اپنا استحقاق نہیں تبلا سکتا ہے لیکن یہاں یہ غور طلب ہے کہ اگر واقعی مراسم تبنیت جائز طور پر ادا ہوچکے ہیں اور فی الواقعی تبنیت واقع ہوچکی ہے تو خواہ مخواہ اجازت سے انکار کی بھی کوئی وجہ ہونی چاہیئے اب رہی یہ بحث کہ گوئندراؤ کی موجودگی میں لچھمی بائی کا برادر زادہ تبنیت میں آنے کے قابل نہیں ہے اور اس سلسلہ میں احکام شاستری وعطیات کے اصول کیا ہیں یہ مسائل ایسے ہیں کہ جن کی نسبت ہم کو فی الوقت کسی اظہار خیال کی ضرورت نہیں ہے۔

لچھمی بائی کے قابل ایڈوکیٹ اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ واقعات بمینہ صدر کے لحاظ سے مقدمہ تکمیل تحقیقات کے لئے واپس کیا جانا چاہئے - لہذا مقدمہ واپس کیا جاتا ہے ضلع کو چاہئے کہ ہدایات صدر کی روشنی میں اندرون ۳ ماہ تحقیقات تکمیل کرکے بتوسط صوبہ داری اپنی رائے ظاہر فرمائیں اگر اس مدت میں تکمیل نہ ہوسکے تو بوجوہ معقول (۶) ماہ تک بشمول مدت سابقہ توسیع ہوسکیگی -

مرافعہ صیغہ مال

نشان مثل ۹۲/۸۷ ۱۳۴۶ف

منفصلہ ۲۷ شہریور ۱۳۴۷ف

گرپادیا | مرافع بوکالت پنڈت گنیش راؤ صاحب وکیل

بنام

مستان پٹیل | مرافعہ علیہ بوکالت مولوی محمد عثمان صاحب وکیل

دیرینہ قابض وطن کے حقوق میں مداخلت نہ کی جانا -

تجویز ہوئی ہوئی کہ جبکہ کسی خاندان میں بحیثیت اصلدار کے تین پشت سے وطن چلا آرہا ہو تو اُس میں کسی طور کی مداخلت نہیں کی جانا چاہئے جبتک کہ فریق اول درخواستگزار یہ نہ ثابت کرے کہ فریق ثانی کے مورث کا عارضی طور پر تقرر ہوا تھا -

حکم عالیجناب مسٹر گرافٹن اشکوائر صدر المہام بہادر مال -

تمہید - وکلا، فریقین کی بحث بتاریخ ۲۷ شہریور ۱۳۴۷ف سماعت کی گئی -

واقعات مقدمہ ہذا یہ ہیں کہ مادھوپا جاگیر روضہ بزرگ کے ایک موضع ہول کنڈہ کا پولیس پٹیل تھا اس کے حق میں تعلقدار وقت کی دی ہوئی ایک سند ۱۲۸۷ف کی موجود ہے من بعد ۱۲۹۸ف میں جاگیردار نے ابن پٹیل کے نام جو اسی موضع کا مالی پٹیل بھی تھا - پولیس پٹیلی کو منتقل کردیا - منتقلی پولیس پٹیلی کی وجہ یہ ہوئی کہ مادھوپا بسبب ارتکاب جرم برطرف کردیا گیا تھا - حکم منتقلی جو ۵ اربیع الثانی ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۲۹۸ف کردیا گیا ہے اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ مادھوپا پولیس پٹیل کا کام دیکھتا تھا - لہذا اس کی جگہ ابن پٹیل کا تقرر کیا جاتا ہے - ۱۲۹۸ف کے حکم میں مادھوپا کو اصلدار تسلیم نہیں کیا گیا ہے - اس لئے اصلداری کی شہادت صرف ۱۲۸۷ف کی سند سے ملتی ہے - لیکن اس سند کو مرافعہ علیہ تسلیم نہیں کرتا ہے -

مرافعہ بناراضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبۂ گلبرگہ شریف مورخۂ ۷ خورداد ۱۳۴۷ف -

گرپادپا بنام مستان پٹیل

بہرصورت یہ تو ظاہر ہے کہ جاگیردار کو پولیس پٹیل کے تقرر اور برطرفی کا اختیار حاصل تھا اور ۱۲۹۸ف کے حکم سے یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ یہ منتقلی عارضی تھی یا دوامی ۱۲۹۹ف میں یعنی اس تقرر کے ایک سال بعد ابن پٹیل نے اپنے بیٹے اسمٰعیل پٹیل کے حق میں سند وطن حاصل کیا اور اسمٰعیل پٹیل کی فوتی پر اس کے بیٹے مستان پٹیل کا تقرر عمل میں آیا۔

حال مرافع ۱۲۹۸ف میں برطرف شدہ پٹیل مادھوپا کا بیٹا ہے اس کا ادعا یہ ہے کہ اس کا پدر ۱۳۴۳ف میں فوت ہوا ہے اس لئے اب وطن پر بحیثیت اصلدار اس کا تقرر کئے جانے میں اس کا ادعا تسلیم نہیں کرسکتا۔ ابن پٹیل کے خاندان میں تین پشتوں سے پٹیلگری چلی آرہی ہے اور مستان پٹیل صریحاً بحیثیت اصلدار کام کر رہا ہے نہ کہ بحیثیت گماشتہ۔ صوبہ دار صاحب نے ایک دیوانی مقدمہ کا بھی حوالہ دیا ہے اور بحق مرافع کسی استقراری ڈگری کی عدم موجودگی میں کوئی کارروائی کرنے سے انکار کیا ہے۔ اس دیوانی مقدمہ کی نسبت کوئی مواد مثل میں نہیں ہے۔ لیکن ہر حالت میں ایسے انتظام میں مداخلت کرنے آمادہ نہیں ہوں جو ایک خاندان میں تین پشتوں سے وراثتاً چلا آرہا ہے مرافع گشتی ۸۷ ۱۳۰۵ف پر زور دیتا ہے لیکن گشتی مقدمہ ہذا پر اس لئے منطبق نہیں ہوسکتی کہ مرافع نے یہ نہیں ثابت کیا ہے کہ سند معطیہ جاگیردار عارضی تقرر کی نسبت تھی یا دوامی تقرر کے لئے۔ لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور۔

مرافعہ صیغۂ مال

۷۴ مسئلہ ۱۳۴۳ف نشان مسل ۷۴/۸۷ منفصلہ ۲۲ تیر ۱۳۴۷ف

سندرگری کشن راؤ مرافع بوکالت پنڈت سری پت راؤ صاحب ایڈوکیٹ

بنام

بجھولچھمیا مرافعہ علیہ بوکالت پنڈت وینکٹ شیشاچاری صاحب وکیل

اقساط بندی کی استدعاء کا منظور نہ کیا جانا۔ مدیون ڈگری کا عمل۔

تجویز ہوئی کہ جبکہ (۴) سال قبل صوبہ دار صاحب نے اقساط بندی سے انکار کردیا ہو اور چار سال تک مدیون نے ادائی کی کوئی تجویز نہ کی ہو تو ایسی صورت میں

مرافعہ بناراضی تجویز پنڈت نارائن راؤ صاحب صوبہ دار ورنگل مورخہ ۵ اردیبہشت ۱۳۴۵ف۔

سندرگری
کشن راؤ
بنام
بھٹو کچھیا

اقساط بندی کی استدعا منظور نہیں کی جاسکتی ۔

واقعات مقدمۂ ہذا یہ ہیں کہ سندرگری کشن راؤ کے خلاف عدالت دیوانی نے ڈگری صادر کی اور اُس کی تعمیل میں اراضیات پٹہ کی کارروائی شروع ہوئی تو دوم تعلقدار صاحب نے اقتصادی پستی کے مدنظر ذریعہ اقساط بندی ادائی کی تجویز کی ۔ عندالمرافعہ ۲۵ رشہریور ۱۳۴۲ ف کو صوبہ دار صاحب ورنگل نے یہ فیصلہ فرمایا کہ گشتی ۱۶ بابتہ ۱۳۳۰ ف میں (۶) ماہ کی مدت دیجانے کے متعلق تصفیہ ہوا ہے اس سے زاید مررشتۂ مال کوئی تجویز نہیں کرسکتا یہ دوسری صورت ہے کہ مرافعہ علیہ (سندرگری کشن راؤ) کے گذربسر کے لئے اراضیات چھوڑ کر نیلام کیا جائے یا اندرون مدت (۶) ماہ تحت قانون انسداد سودگراں عدالت مجاز سے کارروائی کریں ۔ لہذا مرافعہ منظور و مرافعہ علیہ کو حسب صراحت ہدایت دیجائے ۔

اس نوبت کارروائی کے بعد تختہ نیلام اراضیات تحت سے سلسلہ بسلسلہ صوبہ داری میں پیش ہوا تو صوبہ دار صاحب نے ذریعہ مراسلہ نمبر (۱۷۰۱) مورخہ ۵ رار دی بہشت ۱۳۴۶ ف یہ حکم صادر فرمایا کہ " حسب رائے حکام تحت اراضی مندرجہ خانہ (۹) تختہ نیلام کو گذربسر مدیون کے لئے محفوظ کر کے نمبرات مندرجۂ خانہ (۵ و ۶) تختۂ ہذا کے نیلام کی منظوری دیجاتی ہے نمبروار نیلام فرمایا جائے اور مطالبات سرکاری و انجمن کی ادائی کو (بشرطیکہ کوئی ہوں) مقدم سمجھا جائے من بعد سندرگری کشن راؤ کی درخواست پر صوبہ داری نے ذریعہ فہمائش ۲۲۴۲ م ۱۵ ارتیر ۱۳۴۶ ف یہ تجویز فرمائی کہ " افسوس ہے کہ تمہارے ساتھ کسی مراعات کی قانون اجازت نہیں دیتا ہے اس لحاظ سے کوئی تجویز تمہارے حق میں نہیں کی جاسکتی ۔ ہراج کی صورت میں بعد ایفاء زر ڈگری جو اراضی بچ جائے وہ تمہارے گذربسر کے لئے ہمدست رہ سکیگی "۔

بنا راضی تجویز صوبہ داری محکمۂ ہذا میں منجانب سندرگری کشن راؤ مرافعہ پیش ہوا ہے جس کے عذرات اہم یہ ہیں ۔

عذرات

(۱) ۔ یہ کہ سائل کے زیر پرورش ایک بڑا کنبہ ہے ان کی پرورش کے لئے ان اراضیات معتوقہ کے اور کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے بعد وضعات اخراجات جو کچھ بچت ہو وہ باقساط زر ڈگری

سندر گری کشن راؤ بنام بھٹو پچھیا

میں اداکرنے سائل آمادہ ہے اس نوبت پر صیغۂ مال کو قوی اختیار ہے کہ ذریعہ اقساط زر ڈگری کا ایفاء کر دے۔ اس کے متعلق محکمۂ مرافعہ عنہا نے بالکل نظرانداز فرمایا ہے جو لائق توجہ اجلاس والا ہے۔

۲ - یہ کہ اگر اراضیات نیلام ہو جائیں تو فاقہ کشی کی نوبت آجائیگی اور موروثی جائداد سے محروم ہونا پڑے گا۔

استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ فیصلہ زیر مرافعہ منسوخ فرمایا جائے اور درخواست اقساط منظور فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب منصرم صدر المہام بہا درمال۔

تمہید - بوجہ غیر حاضری مرافع وکیل صاحب مرافعہ علیہ کی بحث یکطرفہ بتاریخ ۱۶ امردادے ۱۳۴۷ ف ساعت کی گئی اور عذرات مرافعہ ورو ئداد پر غور کیا گیا۔

صوبہ داری نے ۱۳۴۲ ف میں مدیون کے خلاف ادائی رقم ڈگری کے لئے عطائے مزید مہلت بمنظوری اقساط بندی سے انکار کر دیا اب بھی بصیغۂ تعمیل مرافع کی یہی خواہش ہے کہ اس کے اراضیات نیلام سے محفوظ ہوں اور ڈگری کی رقم ذریعہ اقساط بندی وصول کی جائے تجویز صوبہ داری محولۂ صدر کو چار سال سے زاید عرصہ گزر چکا ہے۔ تعجب ہے کہ کارروائی نیلام کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہوئی ہے ایسی تعویق نادرست ہے۔ اب فوری تکمیل ہونی چاہئے۔

لہذا حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور۔

مرافعہ باب حکومت صیغۂ عطیات

نشان مسل ۹۴ ۱۳۴۵ ف
منفصلہ ۳ ۔ دے ۱۳۴۷ ف

لاماریڈی — مرافع بوکالت مولوی سید حمید الدین صاحب وکیل

بنام

کیما — مرافعہ علیہا بوکالت مولوی محمد اعظم الدین صاحب وکیل

وراثت کی کارروائی کا دوبارہ نہ کھولا جانا۔

تجویز ہوئی کہ اگر منظوری وراثت کے قریب تین سال کے بعد کسی نے درخواست دی ہو کہ اس کے بیان کی نسبت عدالت کو دھوکہ دیا گیا ہے تو پہلے اس کے بیان کی صداقت

مرافعہ بناراضی تجویز پنڈت نارائن راؤ صاحب بی ۔اے ناظم عطیات م ۱۸ امردادی بہشت ۱۳۴۵ ف۔

راماریڈی بنام کنما

کی تحقیقات کی جانی چاہئے اگر اُس کا بیان غلط ہے تو پھر ایسی کارروائی کو جو تین برس قبل ختم ہوگئی ہے اُس کو پھر اُس کے بیان پر کھولنا اصولاً صحیح نہ ہوگا۔

واقعات

رام کرشنا ریڈی دیسکھو مقطعہ وارپٹی ویجال تعلقہ کلواکرتی بتاریخ ۳ر اسفندار ۱۳۳۸ف فوت ہونے پر رام ریڈی برادر متوفی ۷ر شہریور ۱۳۳۸ف کو محکمۂ صوبہ داری صوبۂ میدک میں رجوع ہوکر خواہان وراثت ہوا۔

اشتہار عذرداری اجراء ہوا جو ۲ر آذر ۱۳۳۹ف تعمیل پایا۔ دعویدار مذکورۂ بالا کی پیشکردہ شہادت ۱۸ر اردی بہشت ۱۳۳۹ف کو قلمبند ہوئی۔

۸ر خورداد ۱۳۳۹ف پر راماریڈی دعویدار کی درخواست پر مسماۃ کنما زوجہ رام کرشنا متوفی کا اظہار بذریعہ کمشنر اعظم علی شریف صاحب وکیل قلمبند کرایا گیا جو کمشنر نے محکمۂ صوبہ داری میں اظہار معہ رپورٹ بتاریخ ۱۹ر خورداد ۱۳۳۹ف داخل کردیا۔

محکمۂ صوبہ داری سے ۱۸ر آبان ۱۳۳۹ف کو تخته وراثت بنام راماریڈی منظور فرمایا گیا۔

۲۹ر دے ۱۳۴۲ف منجانب کو کنما زوجہ رام کرشنا ریڈی جو درخواست محکمۂ صوبہ داری میں پیش کی اُس کا ماحصل حسب ذیل ہے۔

میرے شوہر رام کرشنا ریڈی کو فوت ہوکر دو سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ وراثت میں مجھے حصہ نہ ہونا میرے دیوران بیان کرتے ہیں۔ میرے شوہر کا حصہ مجھے ملنا چاہئے وراثت میں میرے نام کی کوئی دوسری فرضی عورت کا اظہار وغیرہ دلوائے ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ کوئی تاریخ پیشی مقرر فرماکر مجھ غریب کی دادرسی فرمائی جائے۔

دوسری درخواست پیشکردہ کنما زوجۂ رام کرشنا ریڈی مورخہ ۱۲ر آبان ۱۳۴۳ف کا ماحصل حسب ذیل ہے۔

"کسی فرضی عورت کو میں ہوں بتلا کر بیان دلوایا گیا ہے اگرچہ درحقیقت صحیح ہے تو واقعہ بالکل غلط ہے۔ راماریڈی وینکٹ ریڈی سرکار کو دھوکا دیا ہے اس کا ثبوت مجھ بیوہ کے پاس کافی موجود ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اس کی دریافت فرماکر دادرسی فرمائی جائے۔

درخواستہائے مذکورہ کی بنا پر محکمۂ صوبہ داری سے بقرارداد تاریخ پیشی عرضی گزارہ و راماریڈی

رامارڈی بنام کنما

طلب کئے گئے - فرد کارروائی ۸ر آبان ۱۳۴۳ف کو صوبہ دار صاحب نے جو تجویز کی :-

آج یہ مثل بمواجہ مولوی اعظم الدین صاحب وکیل پیش ہوئی - مسمی رامارڈی نے بعذر علالت تبدیل تاریخ کی دعویدارہ کے بھائی کو پیش کرکے وکیل صاحب قلمبندی بیان کی خواہش کی چنانچہ ست رامارڈی برادر کنما کا بیان قلمبند کیا گیا جس سے ظاہر ہے - کنما کا کوئی بیان اس کارروائی میں قلمبند نہیں ہوا ہے - اصل بیانات کے مثل سے گم ہو جانے سے مزید تقویت فرضی بیان کرانے کی نسبت ہوتی ہے - صیغہ وار وقت کی حد تک علحدہ تجویز کی جارہی ہے - سررشتہ معاش کو فوراً زیر نگرانی لینے کے لئے تحت کو حکم دیکر مثل بتاریخ ۱۶ ار امرداد ۱۳۴۳ف پیش ہو -

منجانب رامارڈی فریق ثانی بجواب درخواست کنما زوجہ رام کرشنا ریڈی جو جواب داخل ہوا ہے اُس کا ماحصل حسب ذیل ہے -

عرضیگذارہ نے مقدمہ کی کارروائی کی اطلاع ہونے سے واقعہ کو جو درج درخواست خود کیا ہے غیر صحیح ہے - کسی فرضی عورت کا بیان و دوانا وغیرہ اور رامارڈی و وینکٹ رامارڈی سرکار کو دھوکا جو مسماۃ کنما نے درج عرضی خود کی ہے یہ امور بالکل غلط ہیں بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ خود مسماۃ مذکورہ کا اظہار بذریعہ کمیشن باقاعدہ طور پر قلمبند ہوا ہے اظہار خود سے انکار مسماۃ کنما کا غیر صحیح اور ناقابل توجہ ہے - درخواست ہر طرح غیر صحیح اور خلاف قانون ہے اور مقدمہ فیصلشدہ قانوناً امر منفصلہ ہے - مجرد درخواست پر فیصلہ مقدمہ بلا کسی تجویز ثانی درخواست پر تازہ نہیں ہوسکتا اس نوبت پر بلحاظ نوعیت شکایت مقدمہ ناقابل سماعت سررشتۂ مال ہے - کنما کی درخواست پر امر منفصلہ تازہ نہیں ہوسکتا - بلا کارروائی مزید درخواست کنما پر جو کارروائی شروع ہوئی ہے وہ بحالت موجودہ داخلدفتر و ختم فرمائی جائے -

جواب الجواب مدخلہ مسماۃ کنما کا ماحصل حسب ذیل ہے -

واقعات مندرجہ جواب رامارڈی غلط ہیں - سائلہ زوجۂ متوفی کا بیان حقیقت میں قلمبند نہیں ہوا ہے بلکہ ایک فرضی عورت کو پیش کرکے ذریعہ کمیشن بیان قلمبند کرایا گیا ہے محض قانونی زد سے بچنے کے لئے عذرات پیش کئے جارہے ہیں یہ غلط ہے کہ مقدمہ منفصلہ ہوگیا بلکہ حقیقت مندرجۂ صدر کے انکشاف کے بعد از سر نو مقدمہ کی تحقیقات ہوگی اور جائز حقدار اور وارث کے حق میں منظور ہوگی

راما ریڈی بنام کنما

اور سرکار کو اختیار ہے کہ دھوکہ دہی اور فریب کے جرم میں خاطیوں کو سزاء قانونی دے معاش عطیہ شاہی کو کوئی شخص اس طرح بر بناء فریب حاصل نہیں کر سکتا۔ معطی کو ہر وقت اختیار حاصل ہے کہ حقیقی اور جائز وارث کو اُس کا حق پہونچائے سائلہ نے منظوری وراثت سے قبل ہی درخواستیں پیش کی ہے جو مثل میں شامل ہیں۔ لیکن وینکٹ راما ریڈی فریق کی چالاکی کی وجہ سے سائلہ کے بجائے کسی دوسری فرضی عورت کو پیش کر دیا گیا۔ ایسی صورت میں دعوے بیرون میعاد نہیں ہے۔ سائلہ کے خلاف جو کچھ درخواست زیر جواب الجواب میں تحریر کیا گیا ہے اُس سے سائلہ کو انکار ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ حسب ضابطہ کارروائی فرمائی جا کر بموجب درخواست سابقہ سائلہ کے نام وراثت منظور فرمائی جائے۔

پلیڈنگس مذکورہ پر حسب ذیل تنقیحات محکمہ صوبہ داری میں قائم کئے گئے۔

(۱) آیا ایسی دریافت یا فریب یا دھوکہ دہی ظاہر کردہ درخواستگزارہ قابل سماعت سررشتہ مال ہے یا کیا؟

(۲) آیا واقعی بجائے درخواستگزارہ کسی دوسری عورت کو پیش کیا جا کر اُس کا بیان قلمبند کیا گیا۔ فریب ثابت ہونے کی صورت میں منفصلہ کارروائی پر اس کا کیا اثر ہوگا اور درخواستگزارہ کس دادرسی کی مستحق ہے؟۔

۲۷ ردے ۱۳۴۷ف کو میر احمد علی صاحب صوبہ دار گلشن آباد نے حسب ذیل تجویز کی۔

مثل پیش ہے وکلائے فریقین کے مباحث تاریخ گذشتہ پر سماعت ہو چکے ہیں۔ واقعات یہ ہیں کہ رام کرشنا ریڈی کی وراثت اس کے برادران کے نام ۱۳۴۰ف میں منظور ہو چکی ہے اس کارروائی میں مسماۃ کنما بیوہ متوفی کی یہ درخواست پیش ہوئی ہے کہ دریافت میں اُس کا اظہار نہیں کرایا گیا بلکہ ایک فرضی عورت کو پیش کر کے بیان دلایا گیا بیوہ کسی اور عورت کے واقعہ اظہار میں اہمیت اس وجہ سے ہوگئی ہے کہ اصل اظہار جو ذریعہ کمیشن قلمبند کرایا گیا تھا مثل سے لاپتہ ہے۔ اولاً جبکہ اشتہار حضوری عذرداران جاری ہوا۔ بیوہ بحیثیت عذردار رجوع نہیں ہوئی اس لئے یہ ضرور نہ تھا کہ اُس کا بیان لازمی طور پر اس کو تلاش کر کے قلمبند کیا جاتا یا بغیر اُس کے شہادت کی کارروائی وراثت ناکمل رہجاتی۔ ممکن ہے کہ کسی دوسری

راما ریڈی بنام کنما

عورت کا اظہار دلایا گیا ہو۔ مگر اسی اظہار کے وجود و عدم کے نتائج مساوی جو کارروائی وراثت پر طے پا چکے ہیں قانونی طور پر موثر نہیں ہے کنما اگر اس کو ایک امر واقعہ تصور کرتی ہے تو اس کو چاہیے تھا کہ دھوکہ اور فریب کی کارروائی عدالت مجازہ میں چلاتی اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ کسی فرضی عورت کا بیان قلمبند کرایا گیا ہے تو بھی عوض گذارہ کو کیا مضرت پہونچتی ہے غیر ظاہر ہے جبکہ بیوہ کو اس سے انکار نہیں ہے کہ متوفئے اور فریق ثانی (جو برادر متوفئے ہیں) خاندان مشترکہ کے افراد ہیں۔

اشتراک خاندان کی صورت میں جن اصول شاستری کی توضیح گشتی بمد ۱۳۳۸ف اور رزولیوشن بابتہ ۱۳۴۴ف میں کی گئی ہے اُس کے عمومیت کے مدنظر نیز شاستر کی صاف رہنمائی سے بھی یہ نتیجہ اخذ ہو سکتا ہے کہ خاندان مشترکہ میں جائداد ناقابل تقسیم کا وارث قریب ترین ممبر خاندان ہی ہو سکتا ہے اور بیوہ کو سوائے نان نفقہ کے کوئی مزید استحقاق جائداد میں حاصل نہیں ہوتا۔

فیصلہ زیر بحث میں اسی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے تجویز صادر کی گئی ہے۔ لہذا یہ قرار نہیں دیا جاسکتا کہ کسی دوسری عورت کے اظہار سے بیوہ کو نقصان پہونچا ہے اور فریق ثانیان کو اُن کے جائز حق سے بڑھکر کوئی فائدہ ملا ہے نتیجہ یہ ہے کہ امر منفصلہ کو اس درخواست کے ذریعہ تازہ کرنے کی بے سود کوشش مسماۃ کنما کی طرف سے کی جارہی ہے لہذا تجویز کی جاتی ہے کہ درخواست خارج ہو۔ البتہ چونکہ اس احتمال کے قوی وجوہ پیدا ہو گئے ہیں کہ بیوہ کی اس کارروائی مابعد سے فریق ثانی کے خیالات اس کے طرف سے مخالف ہو گئے ہیں اور یہ امر یقینی ہے کہ مخاصمت پر ورش بیوہ کی درخواست پیش ہونے پر اس کے لئے گذارہ کی ایک مناسب مقدار معین کر دیں اور اس کی نگرانی رکھیں کہ یہ گذارہ بیوہ کو بلا زحمت مزید ملتا رہے۔

مرافعہ د تجویز نظامت عطیات۔ — تجویز مذکورہ کی ناراضی سے مسماۃ کنما نے نظامت عطیات میں مرافعہ دائر کیا جس کے متعلق پنڈت نارائن راؤ صاحب بی۔اے ناظم عطیات نے بتاریخ ۱۸ اسفندارمذ ۱۳۴۵ف حسب ذیل تجویز کی۔

راما ریڈی بنام کنما

مثل پیش ہوئی۔ بحث لائق وکلاء فریقین سماعت کی گئی۔ جب کنما کا صریحی بیان ہے کہ ذریعہ تلبیس شخصی اُس کا فرضی بیان قلمبند کراکر فریق ثانی نے وراثت رام کشنا ریڈی اپنے نام کرالی اور اصل بیان مثل سے لاپتہ ہونے سے اُس کے استدلال کی قوی تائید بھی ہوتی ہے تو یہ کارروائی وراثت رام کرشنا ریڈی میں ایک اہم سقم متصور ہونا چاہئے جس کا ارتفاع ضروری ہے کارروائی وراثت مجدداً آغاز ہونے پر اُن تمام عذرات کا لحاظ و تصفیہ ممکن ہے جو کنما کے ادعار کے خلاف عدالت تحت نے تجویز زیر مرافعہ میں کئے ہیں یا فریق ثانی کی جانب سے اس وقت ہمارے سامنے بیان کئے جارہے ہیں یعنی یہ کہ خاندان مشترکہ ہونے سے بیوہ کو کوئی حق ہی نہیں پہونچتا۔ ویر حاضری کی وجہ اُس کے حقوق ساقط ہوگئے اور اُس کو عذرداری کا حق ہی حاصل نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب فریب ودھوکہ جسکی وجہ تصفیہ حقوق اُسی غلط فہمی پر مبنی ہو۔ ہر حال میں قابل تحقیقات سررشتۂ عطیات ہے تا حقوق کا صحیح تصفیہ ہو جو عین مقصد سررشتۂ عطیات ہے اس کے لئے عدالت کی رہنمائی اصولاً درست نہیں ہے بنا براں حکم ہوا کہ مرافعہ منظور تجویز تحت منسوخ ہم کارروائی کو عدالت تحت میں اس غرض سے واپس کرتے ہیں کہ متوفیہ رام کرشنا ریڈی کی وراثت کی مجدداً تحقیقات بمقابلہ فریقین کی جاکر بعد سماعت عذرات کنما وجواب فریق ثانی حسب ضابطہ وراثت مذکور کا تصفیہ کیا جائے۔

عذرات مرافعہ

تجویز مذکورہ کی ناراضی سے راما ریڈی وغیرہ نے محکمۂ ہذا میں بعذرات ذیل مرافعہ دائر کیا ہے۔

(۱) - تجویز تحت خلاف ضابطہ اور خارج الاختیار نیز مرافعہا کی استدعا سے زائد ہے

(۲) - رام کرشنا ریڈی کی وراثت تمامی لوازم قانونی کے تکمیل کے بعد ۱۳۴۰ف میں بنام مرافعان منظور فرمائی گئی۔ تقریباً (۳) سال بعد مرافعہا کی مجرد درخواست پر مجدداً تحقیقات کا حکم صادر فرمانا خلاف ضابطہ ہے۔

(۳) - محکمہ صوبہ داری کے فیصلہ سے غیر صحیح طریقہ پر اختلاف کیا گیا ہے۔

(۴) - بروئے گشتی ۲۳ بابۃ ۱۳۴۴ف محکمۂ مرافعہ عنہا مجاز سماعت مرافعہ نہ تھا کیونکہ تصفیہ وراثت کے بعد ایسے مقدمات کا تعلق صیغۂ انتظامی عطیات سے رکھا گیا ہے۔

راما ریڈی بنام کشنا

ف ۵ - مرافعہ علیہا کی زاید از ر ۵ ہ سالہ غیر حاضری بلا وجہ موجہ معاف کرنے کا عدالت مرافعہ عنہا کو اختیار نہ تھا -

ف ۶ - بیان کی گمشدگی مرافعہ علیہا کے مفید تصور کرنا صحیح نہیں ہے -

ف ۷ - مرافعہ علیہا کی حیثیت ایک گواہ سے بڑھکر نہیں ہے اس کو فریق مقدمہ قرار دینا صحیح نہیں ہے -

ف ۸ - مرافعہ علیہا کو انقسام خاندان کا ادعا نہیں ہے باوصف اس کے گشتی نمبر بابتہ ۱۳۳۸ف اور رزولیوشن بابتہ ۱۳۴۴ ف کو نظر انداز کرنا صحیح نہیں ہے -

ف ۹ - تلبیس شخصی کے عذر پر محکمۂ عطیات میں مقدمہ کی مجدداً سماعت صحیح نہیں ہے جبکہ باوجود علم و اطلاع کشنا نے دوران تحقیقات میں نہ کوئی دعوے پیش کیا اور نہ عذر داری کی تھی -

ف ۱۰ - دیگر عذرات مواد امثلہ تحت پر مبنی ہیں - نوبت بحث پر عرض کئے جائیں گے -

استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ فیصلہ عدالت مرافعہ عنہا منسوخ فرمایا جائے -

تجویز معززاجلاس متفقہ کمیٹی عطیات	مرافعہ کی جانب سے کوئی موجود نہیں ہے مقدمہ عدم پیروی خارج کیا جاتا ہے -
درخواست باز داری	تجویز مذکورۂ بالا کی بناء پر مسمی راما ریڈی وغیرہ مرافعان نے بتاریخ ۱۴ ر شہریور ۱۳۴۶ف محکمۂ ہذا میں درخواست باز داری داخل کی جس کا ماحصل حسب ذیل ہے -

جنابعالی - اس مقدمہ میں تاریخ پیشی ۱۸ ر امرداد ۱۳۴۶ف مقرر تھی - سائل بتاریخ ۱۷ ر امرداد ۱۳۴۶ف حاضر محکمۂ والا ہو کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایام اجلاس تبدیل ہونے کی وجہ سے تاریخ تبدیل ہو جائیگی - عام عمل یہی تھا کہ تبدیل تاریخ کے بعد کچھ عرصہ قلیل سے دوسری تاریخ مقرر ہوا کرتی تھی - اسی خیال سے وکیل صاحب کو تبدیل تاریخ کی اطلاع دیکر روز آئندہ تاریخ مقرر کرا کر مطلع کرنے کے وعدہ سے دیگر ضروریات کے لئے اپنے موضع کو چلا گیا اب اطلاع ملی کہ بتاریخ ۲۲ ر امرداد ۱۳۴۶ف یوم یکشنبہ مقدمہ پیش ہو کر بعدم پیروی خارج کر دیا گیا ہے سائل کی غیر حاضری اتفاقی اور تبدیل تواریخ کی غلط فہمی کی وجہ سے ہوئی ہے اس لئے بانسلاک حلفنامہ مصدقہ استدعا ہے کہ بمنظوری درخواست باز داری مرافع کی سماعت فرمائی جانے حکم دیا جائے -

راما ریڈی بنام کنما

جناب معزز سینیر رکن صاحب اجلاس نے بتاریخ ۲۲، فرور دی ۱۳۴۷ ف حسب ذیل تجویز فرمائی تھی۔

بازوارثی منظور کی جاتی ہے۔ دو تین ہفتہ کی قریبی تاریخ مقرر ہو۔

حکم عالیجناب نواب عقیل جنگ بہادر صدر المہام فوج و نواب مرزا یار جنگ بہادر صدر المہام عدالت معزز ارکان۔

تمہید۔ بتاریخ ۱۸ آبان ۱۳۳۹ ف رام کرشنا ریڈی کی وراثت کا فیصلہ ہوا اور تختۂ وراثت بھی اس کے مطابق تیار ہوگیا اس کے تقریباً تین برس بعد کنما بیوہ رام کرشنا ریڈی کی جانب سے یہ درخواست پیش کی گئی کہ وراثت کی کارروائی دھوکہ پر مبنی تھی جس عورت کے بیان پر وراثت منظور ہوئی وہ خود کنما نہ تھی جو کہ درخواستگزارہ ہے۔ راما ریڈی کی جانب سے جوابدہی کی گئی کہ کنما کا بیان غلط ہے۔ لہذا سب سے پہلا امر دریافت طلب یہ ہے کہ آیا سابقہ کارروائی دھوکہ پر مبنی تھی۔ اگر کنما کا موجودہ بیان صحیح ہے تو ظاہر ہے کہ رام کرشنا ریڈی کی وراثت کی کارروائی ازسرنو ہونا چاہیے جیسا کہ ناظم صاحب عطیات نے تجویز کیا ہے۔ لیکن اگر کنما کا بیان غلط ہے تو پھر ایسی کارروائی کو جو کہ تین برس قبل قانون و قاعدہ کے بموجب ختم ہوگئی ہے اُس کو پھر کنما کے بیان پر کھولنا اصولاً درست نہ ہوگا ورنہ پھر کبھی کوئی کارروائی مختتم نہ ہوسکیگی۔

ہم ناظم صاحب عطیات کی اس تجویز سے تو متفق ہیں کہ مقدمہ صوبہ داری میں واپس کیا جائے مگر وہ واپسی اس ہدایت کے ساتھ کی جاتی ہے کہ کنما کے بیان کی صداقت کی تحقیقات کی جائے اور اس پر اظہار رائے کیا جائے اگر واقعی صحیح ہو تو حسب اشارات متذکرۂ بالا عمل ہو۔ پس اسی ترمیم کے ساتھ یہ مرافعہ منظور کیا جاتا ہے۔

مرافعہ صیغۂ عطیات

نشان مثل ۱۳/۸۲ سنہ ۱۳۴۷ ف
منفصلہ ۹ آبان سنہ ۱۳۴۷ ف

محمدی بیگم مرافعہا بوکالت مولوی قاضی محمد محی الدین علی صاحب و مولوی فیاض علی بیگ صاحب وکلاء

بنام

غلام دستگیر خاں وغیرہ مرافعہ علیہم بوکالت مولوی محمد اعظم صاحب وکیل

مرافعہ بنا راضی تجویز نواب عزیز نواز جنگ بہادر صوبہ دار میدک مورخہ ۳ شہریور ۱۳۴۷ ف۔

محمدی بیگم بنام غلام دستگیر خاں

ورثاء اناث کی تنخواہوں کی وراثت نہ ہونا۔

تجویز ہوئی کہ جب کسی جاگیر میں ورثا اناث کو بجائے حصہ کے تنخواہیں مقرر ہوگئی ہوں اور نہ اُن کے آل یا اولاد میں سے اُن کا کوئی راست وارث موجود ہو تو ایسی صورت میں ورثاء اناث کی وراثت نہ ہونی چاہیئے اُن کا حصہ اصل معاش میں ضم ہو جاتا ہے اور اُس سے ہر حصہ دار اپنے حصہ کی حد تک مستفید ہوگا۔

واقعات کارروائی ہذا یہ ہیں کہ جاگیر موضع تاڑکول تعلقہ بانسواڑہ ذریعہ منتخب تعمیل ۱۱۹۹ بابتہ ۱۳۰۶ف محمد یحییٰ خاں کے ورثاء مندرجۂ ذیل پر بایں شرط بحال ہوئی کہ اس جاگیر کے محاصل سے سالانہ (سماہی ۱۲/) داخل سرکار ہوا کریں۔ دختراں و زوجگاں کو تنخواہ بموجب تختہ منظورہ سرکار ایصال ہوں۔

تفصیل ورثاء (۱) عبدالعزیز خاں (۲) محمد صالح خاں (۳) محمد اسحاق خاں (۴) یعقوب خاں (۵) ولی محمد خاں (۶) محمد منور خاں (۷) غلام دستگیر خاں فرزند غزن خاں فرزندان (۸) چاندنی بیگم زوجۂ غزن خاں فرزند (۹) یٰسین بی (۱۰) شریف بی (۱۱) مدینہ بی زوجگاں (۱۲) عظیمہ بیگم (۱۳) دولت بیگم (۱۴) ستانی بیگم دختراں۔

قبضۂ جاگیر کے متعلق یہ صراحت ہوئی کہ عبدالعزیز خاں قابض رہیں گے اور اُن کے بعد جو کوئی بزرگ خاندان از قسم ذکور رہو وہ قابض جاگیر رہکر دیگر شکمیداروں کو یا اُن کے قائم مقاموں کو حصہ پہونچاتا رہے۔

ف۔ اور ایک منتخب تعمیل ۳۸۰۸ بابتہ ۱۳۴۰ف کے ذریعہ جاگیر گولکنڈہ کلاں با خذ ربع محاصل بنام غلام دستگیر خاں ولد محمد غزن خاں شکمیداری دیگر ورثاء مندرجۂ خانہ (۴) اس شرط سے بحال ہوئی کہ ورثاء ذکور کو دو ثلث اور ورثاء اناث کو ایک ثلث حصہ دیا جائے۔

ف۔ یہ کارروائی وراثت دولت بیگم دختر وارث نمبر (۱۳) کی ہے ہر دو منتخبات میں ان کا نام شریک ہے۔ ۱۲ اردی بہشت ۱۳۴۲ف کو یہ لاولد فوت ہوئی۔ ضلع نظام آباد میں کارروائی وراثت آغاز ہوئی ورثاء ذیل رجوع ہوئے۔

محمدی بیگم
بنام
غلام دستگیر خاں

(۱) محمد عمر خاں و غلام دستگیر خاں عال مرافعہ علیہم ۳ و ۱ نے یہ بتلایا کہ مرحومہ گذارہ یاب تھی ۔ گذارہ جز و جاگیر ہونے سے موجودہ ورثاء میں قابل تقسیم ہے ۔

(۲) محمدی بیگم عال مرافعہا بحیثیت بھانجی کے تنہا اپنے نام وراثت منظور کرنے کی استدعا کی ۔

(۳) وحید الزماں مرافعہ علیہ ۲ نے اپنے نام وراثت منظور کرنے کی استدعا کی ۔

(۴) سید معین الدین نے وراثت میں سہام شرعی کا دعوے کیا ۔

ف ۔ بعد تکمیل کارروائی ضابطہ ۱۱ ر دے ۱۳۴۷ ف کو اس وراثت کے متعلق ضلع نظام آباد نے یہ تجویز کی کہ محمدی بیگم دولت بیگم متوفیہ کی حقیقی بھانجی ہوتی ہے ۔ دیگر اشخاص علاتی برادران کے فرزندان میں جو شرع شریف سے وارث احق قرار پاتے ہیں رواج خاندان کے لحاظ سے اناث کو وارث قرار دینے کے لئے سابقہ فیصلہ باب حکومت میں قطعی انکار کیا گیا ہے اگر چکہ محمدی بیگم کو اُن کے والد کا وارث قرار دیا گیا ہے رواج خاندان کے متعلق محمدی بیگم نے کوئی ثبوت باوجود موقع دینے کے پیش نہیں کیا ۔ اس لئے باب حکومت کے فیصلہ کے اتباع میں محمدی بیگم کو دولت بیگم کا وارث تسلیم کرنے میں تامل ہوتا ہے ۔ لیکن علاتی برادر زادگان کے مقابلہ میں حقیقی بھانجی کو کلیتاً محروم کرنا درست نہیں ہے ۔ اس خاندان میں حق وراثت سے انکار کرتے ہوئے اب تک اناث کو گذارہ ملتا رہا ہے تو یہی صورت محمدی بیگم کے لئے بھی اختیار کی جا سکتی ہے لہذا دولت بیگم کی وراثت اُن کے برادر زادگان کے نام منظور کر کے محمدی بیگم کو مناسب گذارہ دیا جانا چاہیئے مرحومہ کا حصہ (ماہواری ۶/۵) بیان کیا جاتا ہے اس مقدار کے لحاظ سے تعین گزارہ کے لئے کیفیت پیش ہو ۔

ف ۔ اس تجویز ضلع کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ راست محمد خاں مرافعہ علیہ ۴ بھی ضلع میں رجوع اور اُن کا نام بھی شریک ورثاء کیا گیا یہ بھی برادر زادہ ہیں یہ تجویز ۲۴ بہمن ۱۳۴۷ ف کی ہے ۔

ف ۔ اس تجویز ضلع کی ناراضی سے محمدی بیگم نے صوبہ داری میں مرافعہ پیش کیا بذریعہ فیصلہ

محمدی بیگم بنام غلام دستگیر خاں

مورخہ ۳ شہریور ۱۳۴۷ف اس پر تجویز ذیل ہوئی ۔

ضلع کا فیصلہ اس امر کے صراحت سے ساکت ہے کہ آیا صرف تاڑکول سے جوگذارہ مرحومہ کو ملتا تھا اُس حد تک محدود ہوگا یا گولکنڈہ کلاں سے بھی اس کا تعلق ہوگا ۔ تاڑکول میں اناث کو تنخواہ مقرر کردی گئی اور گولکنڈہ کلاں میں ان کے لئے ⅓ حصہ تعین کرکے منتخب اجراء ہوئے ۔ دولت بیگم مرحومہ کو (ماہانہ ـــ) تنخواہ ملتی تھی ۔ یہ لاولد ہیں ۔ لیکن جب تنخواہ مقرر تھی اُس کا انتقال بلا گذاشت اولاد یا آل ہوا ہے تو ایسی تنخواہ کو مزید کسی پر جاری رکھنے کی ضرورت نہیں ہے یہ اپنے اصلی قابض معاش کے حق میں عود کرے گی اس لئے بھی کہ دیگر ذکور کو مساوی حق دیا گیا ہے اس طرح وہ بھی اس جز سے آئندہ اس حصۂ رسدی کے لحاظ سے مستفید ہوں گے اب کسی وراثت کے تصفیہ کی ضرورت نہیں ہے ۔ علیٰ ہذا جب اناث کو گولکنڈہ کلاں میں ثلث کا حق دیا گیا ہے تو متوفیہ کا حق دیگر اناث موجودہ کے خود بخود ان کے گذارہ کے اضافہ سے مل جائے گا اس میں کسی ذکور کو حق نہیں مل سکتا نہ ادعاء کا حق ہے کہ معاش کی بحالی مشروط الحصص ذکور واناث ہوئی ہے ۔ لہٰذا مرافعہ ترمیماً منظور ۔ حسبۂ عمل ہو ۔

ف ۔ اس تجویز صوبہ داری کا مرافعہ محمدی بیگم نے بعذرات ذیل محکمۂ ہذا میں پیش کیا ہے

عذرات

(۱) دولت بیگم مرحومہ کو ہر دو منتخبات میں حصہ مقرر ہے تحت نے اُس کو تنخواہ تصور کرکے وراثت کی عدم ضرورت خیال فرمایا جو صحیح نہیں ہے اور یہ حصہ داری دوامی ہے تاحیات نہیں ہے اس لئے عدالت اپیل اولی کا خیال صحیح نہیں ہے ۔

(۲) ہر دو منتخبات میں جاگیری حصہ مقرر ہے راست ورثا کے تحت وراثت لازمی ہے مرافعہا مرحومہ کی حقیقی برادرزادی اور راست وارث ہے مرافعہ علیہم علاتی برادرزادہ اور راست وارث نہیں ہیں ہر طریقہ سے مرافعہا کو بمقابلہ مرافعہ علیہم فوقیت حاصل ہے ۔

(۳) ابتدائی دریافت ضلع میں ایک غیر متعلق فیصلہ باب حکومت کے مدنظر اخلاف رائے قائم ہوئی ہے

(۴) اکثر اناث اس خاندان میں موجود ہیں ۔ جملہ اناث کی وراثت حقیقی ورثا پر بموجب فرمان مبارک

محمدی بیگم
بنام
غلام دستگیر خاں

منظور ہوئی جب اناث کے نام حصص مقرر ہوئے اور وراثت منظور ہوئی رواج خود بخود ثابت ہے
لہذا استدعا ہے کہ :-
بمنظوری مرافعہ دولت بیگم مرحومہ کی وراثت بحیثیت راست وارث مرافعہا کے نام منظور فرمائی جائے -

حکم عالیجناب مولوی محمد عبدالباسط خاں صاحب ناظم عطیات -

تمہید - وکیل مرافعہ حاضر آئے بحث سنی گئی - مرافعہ علیہم کے منجملہ غلام دستگیر خاں محمد عمر خاں اصالتاً حاضر آئے - غلام دستگیر خاں منتظم جاگیر ہیں - علٰحدہ ان کی جانب سے بھی مرافعہ عکسی بھی پیش ہوچکا ہے جو جاگیر گولکنڈہ کی حد تک ہے - غلام دستگیر خاں نے خود بحث کی واقعہ یہ ہے کہ اس خاندان میں دو جاگیرات علٰحدہ علٰحدہ منتخبات کے ذریعہ بحال ہوئے ہیں (۱) جاگیر تاڑکول ضلع نظام آباد جس میں اناث کو بطور بالمقطعہ تنخواہ مقرر کردی گئی اور جاگیر حسب مراسلہ محکمہ ہذا نمبر (۷۰۴) مورخہ ۲۵ ربہمن ۱۳۰۵ف جاگیر ورثاء مذکور کے نام بحال ہوئی ہے اور حکم یہ ہے کہ جاگیر ورثاء مذکور کے نام بحال کی جائے اور اناث کے نام بقدر استحقاق نقد تنخواہ تجویز کرکے اُس کا تختہ منظوری سرکار کے لئے اس دفتر پر بھیجدیا جائے جس کی تعمیل میں تختہ مرتب ہوا اور بعد منظوری یہی تنخواہیں درج منتخب ہوئیں یہ وہ زمانہ تھا جبکہ جاگیرات کی بحالی بتوسط سررشتۂ فینانس ہوا کرتی تھی - ایک دوسری جاگیر موضع گولکنڈہ واقع تعلقہ باغات کی بحالی جس منتخب کے ذریعہ ہوئی ہے اُس میں حکم دیا گیا ہے کہ ایک ثلث حصہ ورثاء اناث کو اور دو ثلث ورثاء ذکور کو دلایا جائے اس مقدمہ میں وکیل مرافعہ کی بحث یہ ہے کہ گو دولت بیگم صاحبہ لاولد انتقال کرگئیں ہیں لیکن اُن کی وراثت کی تحقیقات ہونی چاہئے اور راست ورثاء کے فرمان مبارک کے لحاظ سے محمدی بیگم دیگر ورثاء کے مقابلہ میں تنہا مستحق قرار پائی ہیں کہ حقیقی برادر کی دختر ہیں مرحومہ کا سالم حصہ اُن کے نام بحال ہونا چاہئے غلام دستگیر خاں وغیرہ کی بحث یہ ہے کہ کسی تحقیقات کی ضرورت ہی نہیں ہے - فیصلہ صوبہ داری اس حد تک درست ہے کہ مرحومہ کا حصہ اصل معاش میں ضم ہوجائے گا اور جس قدر حصہ دار پہلے سے جو حصہ پارہے ہیں اُس میں علی قدر متناسب اضافہ ہوجائے گا اور یہی اصول دونوں جاگیرات

محمدی بیگم بنام غلام دستگیر خاں

سے متعلق کیا جانا چاہیئے ۔ تجویز صوبہ داری کے لحاظ سے جاگیر گولکنڈہ میں ایک ثلث حصہ جو بقیہ ورثاء اناث کے لئے مختص فرما دیا گیا ہے صحیح نہیں ہے احکام مندرجہ منتخب کا منشاء یہ ہے کہ سالم معاش کے منجملہ ایک ثلث اناث کو اور دو ثلث ذکور کو دلایا جائے تو اس کی تعبیر اس طرح ہونی چاہیئے کہ جو حصہ لاوارث قرار پائے وہ اصل معاش میں ضم ہو کر مقدار ایک ثلث دو دو ثلث کا قرار داد کیا جائے ۔ وکیل صاحب مرافعہ نے یہ بھی بتلایا کہ اس خاندان کے بعض ورثاء اناث کی قبل ازیں وراثت ہو چکی ہے حالانکہ وہ مرحوم جمعدار کی زوجگان تھیں جب زوجگاں کی وراثت کی تحقیقات ہو چکی ہے تو دختر کی بدرجہ اولی ہونی چاہیئے اس کے جواب میں غلام دستگیر خاں نے ہماری توجہ فیصلہ باب حکومت نمبر (۳۷) مورخہ ۵ ر خورداد ۱۳۳۸ ف کی جانب مبذول کرائی جس کی رو سے سابقہ فیصلہ جات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ ورثاء اناث کی وراثت نہ ہونی چاہیئے تھی کہ ان کے نام صرف تنخواہیں مقرر ہوئی ہیں جو بقید حیات ہونی چاہیئے اور دوسری حجت یہ ہے کہ وہ اشکال صورت زیر بحث سے جداگانہ تھیں کہ وہاں راست ورثاء موجود تھے ۔ یہاں یہ صورت بھی نہیں ہے کہ دولت بیگم صاحبہ کی آل ہے اور نہ اولاد ۔

وکیل صاحب سید معین الدین مرافعہ علیہم نمبر (۵) کی بحث یہ ہے کہ حسب فیصلہ معزز کمیٹی باب حکومت محولہ صدر دولت بیگم مرحومہ کا حصہ اس معاش میں ضم کر کے ورثاء موجودہ میں علی قدر حصص تقسیم کی جائے گویا دولت بیگم مرحومہ کی وراثت کا تصفیہ اس طرح کیا جائے کہ جملہ ورثاء بجن خاں جمعدار کو ان کے حصص سابقہ میں مناسب اضافہ کر دیا جائے ۔

اس مقدمہ میں تصفیہ طلب امر یہ ہے کہ آیا دولت بیگم مرحومہ کی وراثت کی باضابطہ تحقیقات ہونی چاہیئے یا نہیں اور ہر معاش کی کیفیت جداگانہ کے لحاظ سے کیا عمل ہونا چاہیئے اس میں شک نہیں کہ اس خاندان کے بعض ورثاء اناث کے تحقیقات کے فیصلہ قبل ازیں ہو چکے ہیں مگر جو آخری فیصلہ اس خاندان میں ہوا ہے وہ وہی ہے جو ۵ ر خورداد ۱۳۳۸ ف کو صادر ہوا اور آئندہ کے لئے ایک اصول طے فرما دیا گیا ہے غالباً اس فیصلہ کے مد نظر صوبہ داری سے تجویز زیر اپیل صادر ہوئی ہے ۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ جب بیگم صاحبہ مرحومہ کا حصہ اصل معاش میں ضم

محمدی بیگم
بنام
غلام دستگیر خاں

کردیا جائے گا تو آئندہ تقسیم کس طرح ہوگی - مرافعہ علیہم بالاتفاق یہ چاہتے ہیں کہ ہر شخص خواہ ورثاء ذکور سے ہو یا اناث سے اپنے اپنے حصہ شرعی کے لحاظ سے اضافہ پانیکا مستحق ہوگا - تجویز صوبہ داری کا منشا یہ ہے کہ ضلع تاڑکول کی معاش میں اناث کو کوئی اضافہ نہ دلایا جائے اور گولکنڈہ میں ذکور کسی اضافہ کے مستحق نہیں ہوں گے اس لئے صحیح نہیں ہے کہ جب مرحومہ کا حصہ اصل معاش میں ضم ہو رہا ہے تو پھر کسی تفریق کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تاڑکول میں جو تنخواہیں منظور ہوئی ہیں وہ بھی مقدار حصص کے پیش نظر رکھتے ہوئے مقرر کی گئی تھیں اور گولکنڈہ میں ثلث حصہ دلایا گیا ہے وہ بھی تقریباً سہام شرعی کے لحاظ سے جب اصل معاش میں اضافہ ہو رہا ہے تو ظاہر ہے کہ جد اعلیٰ مرحوم کی ہر شاخ میں بقدر حصہ مقررہ اضافہ ہوگا - اس لحاظ سے مرافعہا بھی اپنے باپ محمد اسحاق خاں کے حصہ کے اضافہ سے مستفید ہوسکیگی مرافعہا کی یہ کوشش کہ راست ورثاء فرمان مبارک سے تنہا اُسے استفادہ کا حق دیا جائے یا مرافعہ علیہم کی یہ حجت کہ شرعاً مرافعہا اُن کے مقابلہ میں محروم الارث ہو جاتی ہیں کہ وہ عصبہ میں اور محمدی بیگم ذوی الارحام میں آتی ہیں - ہماری رائے میں فریقین کی یہ بحث داخل زیادتی ہے معاش سب کی موروثی ہے مقدمہ کے اور خاندان کے حالات کے لحاظ سے صحیح تصفیہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ دولت بیگم مرحومہ کا حصہ اصل معاش میں ضم کرکے جملہ ورثا کو علی قدر مناسب اضافہ دلایا جائے اور دونوں معاشوں کی نسبت یہی عمل کیا جائے کسی تفریق کی ضرورت نہیں ہے - البتہ جاگیر تاڑکول میں سابقہ مقررشدہ تنخواہوں میں کچھ اضافہ ہوجائیگا اور گولکنڈہ کی تقسیم ایک ثلث اور دو ثلث میں بقدر مناسب اضافہ ہو جائے گا مگر ورثاء ذکور و اناث مشترکاً اضافہ پانے کے مستحق ہوں گے اس صراحت کے ساتھ تجویز صوبہ داری کی اصلاح کی جاتی ہے - غلام دستگیر اور محمدی بیگم دونوں کے مرافعوں میں یہی تجویز جاری ہوگی

مرافعہ صیغہ عطیات

سنہ ۱۳۴۷ ف
نمبر مقدمہ ۱۳۷/۸۷
منفصلہ ۲۴ آبان سنہ ۱۳۴۷ ف

سید برہان الدین مرافع بوکالت مولوی محمد فیض الدین صاحب اڈوکیٹ و مولوی محمد شرف الدین احمد صاحب و مولوی محمد عثمان صاحب وکلاء

بنام

عبدالرحمن مرافعہ علیہ بوکالت مولوی میر اکبر علی خاں صاحب کونسل

مرافعہ بناراضی تجویز نواب غوث یار جنگ بہادر صوبہ دار گلبرگہ شریف مورخہ ۹ مہر سنہ ۱۳۴۷ ف -

سید برہان الدین
بنام
عبدالرحمن

جاگیر خالصہ ہونے سے انعام جو جاگیر میں واقع ہے خالصہ نہ ہونا - زمانۂ جاگیر میں انعام بحال ہونے کی صورت میں سند بلاقبضہ نہ سمجھی جائے گی - قابضان اراضی کے حقوق -

تجویز ہوئی کہ (۱) کسی خالصہ شدہ جاگیر میں معاش عطیہ شاہی کا واقع رہنا اصل جاگیر کے خالصہ ہونے کی وجہ سے معاش عطیہ شاہی موقوعہ جاگیر پر خالصہ شدہ کا اطلاق نہیں ہو سکتا - اس لئے کہ جاگیردار اور معاشدار کے دو جداگانہ حقوق دو مختلف اسناد سے متعلق ہوتے ہیں یہ کہ شریک خالصہ ہونے کا اثر یہ نہیں ہو سکتا کہ دوسری سند سے تعلق رکھنے والی معاش بھی شریک خالصہ ہوگی تا آنکہ بوقت شرکت خالصہ جاگیر دیگر معاشہائے عطیہ سلطانی و توعہ جاگیر کے شریک خالصہ کرنے کے احکام صراحتاً نہ ہوں -

(۲) جبکہ زمانۂ جاگیر میں انعام بحال ہو اور جاگیردار نے انعام کو عطیہ شاہی تسلیم کر کے بحالی کے احکام اپنے تحصیلدار کو دئے ہوں تو ایسی صورت میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سند بلاقبضہ کے رہی اس لئے وہ بیکار سمجھی جائے گی -

(۳) قابضان اراضی بدستور قابض رہیں گے تا آنکہ معاشدار اُن اشخاص کے حق قبضہ وپٹہ کو عدالت مجاز سے قابل استرداد قرار نہ دے اُس وقت تک قابضان اراضی بجائے سرکار کے معاشدار کو محاصل ادا کریں گے -

واقعات کارروائی ہذا یہ ہیں کہ عبدالرحمن حال مرافعہ علیہ نے ڈویژن کورٹ ورنگل میں ۱۳۲۹ف میں درخواست پیش کی کہ موضع پلکم پلی میں ایک چاور زمین قدیم سے بربناء سند شاہ عالمگیر بزرگوں کے نام چلی آرہی ہے یہ موضع سابق میں جاگیر تھا شریک خالصہ ہونے کے بعد ۱۳۰۶ف میں اُس کے حقیقی نانا سید مولانا ولد سید نبی تحصیل ورنگل میں رجوع اور اُن کے مقابلہ میں کارروائی چلی - اُن کے انتقال کے بعد سے کوئی احکام اُس کے نام جاری ہوئے نہ مثل کا پتہ چلتا ہے - لہذا بعد دریافت گوشوارہ مرتب کیا جائے درخواست مذکور کی تائید میں درخواست گزار نے نواب امداد جنگ مرحوم جاگیردار کا ایک حکم نسبت بحالی معاش

سید برہان الدین
بنام
عبدالرحمن

زیر بحث پیش کیا۔ اس درخواست کی بنا پر کارروائی دریافت انعامی کا آغاز ہوا۔ سید برہان الدین حال مرافع نے عذرداری کی کہ سید مولانا اُن کے حقیقی چچا تھے وہ مستحق اراضی انعام ہیں۔ دعویدار غیر مستحق ہے۔ ڈویژن نے تحصیل سے کیفیت دریافت کی۔ تحصیل نے بعد تحقیقات ضروری عذردار کو غیر خاندان کا شخص تبلاکر بنام عبدالرحمن بحالی کی رائے دی ڈویژن نے بغرض تکمیل کارروائی فریقین کو طلب کیا مگر عذردار باوصف اطلاع غیر حاضر رہا۔ ڈویژن نے رائے تحصیل سے اتفاق کیا۔ ضلع اور صوبہ داری نے بھی باخراج عذرداری عبدالرحمن دعویدار کے نام بحالی معاش کی تجویز کی۔ حسب تجویز صوبہ داری اس معاش کا منتخب نمبر (۵۰۰۹) بابتہ ۱۳۴۱ف اجرا ہوا۔ تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے برہان الدین عذردار نے محکمہ ہذا میں مرافعہ پیش کیا۔ خارج المیعاد ہونے سے اولاً خارج ہوا لیکن بعد نمبر پر لیا گیا۔ عبدالرحمن دعویدار نے اس نمبر پر لینے کی تجویز کی ناراضی باب حکومت میں مرافعہ پیش کیا۔ لیکن اختیار تمیزی عدالت تحت میں دست اندازی کرنے سے انکار فرماتے ہوئے محکمہ اپیل نے مرافعہ خارج کیا اور محکمۂ ہذا کے مرافعہ کی سماعت ہوکر ذریعہ فیصلہ ۵۷ مورخہ ۱۳ ارادی بہشت ۱۳۴۳ف یہ تجویز ہوئی کہ :-

"معاش خالصہ شدہ ہے بعد عمل خالصہ کے دو تین سال بعد دعوے پیش ہوا۔ دعویدار قابض معاش نہ تھا تو بلامنظوری سرکار تحقیقات نہ ہونی چاہیے تھی۔ عذردار کا پٹہ دار ہونا اس عمل کو ثابت کرتا ہے کہ بوقت عمل خالصہ قابض اراضی ہوگا کہ انعام خالصہ ہونے کی صورت میں قابض کے نام پٹہ ہوتا ہے۔ تحت نے غور نہیں کیا کہ زمانۂ جاگیر میں یہ انعام بحال تھا یا نہیں۔ بصورت اولیٰ کون مستفید ہوتا تھا بصورت ثانی کوئی بحث تحقیقات انعامی کی پیش نہیں آتی کہ سند بلا قبضہ کے بیکار ہو جاتی ہے یہ مقدمہ مزید تحقیقات کا محتاج ہے۔ معاش خالصہ ہونے سے حقوق سرکار متاثر ہو رہے ہیں۔ لہٰذا مرافعہ ترمیماً منظور تعمیل تجویز ملتوی رہے۔

ف۔ عبدالرحمن دعویدار نے محکمۂ ہذا کی تجویز کی ناراضی سے مرافعہ باب حکومت میں پیش کیا لیکن بوجہ عدم ضرورت دست اندازی خارج ہوا۔ غرض محکمۂ ہذا کی تجویز مذکورۂ بالا کے موجب

سید برہان الدین
بنام
عبدالرحمن

صوبہ داری گلبرگہ نے اس مقدمہ کی مزید تحقیقات عمل میں آئی - برہان الدین عذردار کا بیان قلمبند ہوا اور شہادت بھی پیش ہوئی جس کی بناء پر جناب صوبہ دار صاحب نے اس کارروائی میں تجویز ذیل صادر فرمائی "معاش زیر کارروائی کو معاش خالصہ شدہ سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا کسی خالصہ شدہ جاگیر میں معاش عطیہ شاہی کا واقع رہنا اصل جاگیر کے خالصہ ہونے کی وجہ سے معاش عطیہ شاہی موقوعہ جاگیر پر خالصہ شدہ کا اطلاق نہیں ہو سکتا اس لئے کہ جاگیر دار اور معاشدار کے دو جداگانہ حقوق دو مختلف اسناد سے متعلق ہوتے ہیں ایک کے شریک خالصہ ہو جانے کا اثر یہ نہیں ہو سکتا کہ دوسری سند سے تعلق رکھنے والی معاش بھی شریک خالصہ ہو گئی تا آنکہ بوقت شرکت خالصہ جاگیر دیگر معاشہائے عطیہ سلطانی موقوعہ جاگیر کے شریک خالصہ کرنے کے احکام صراحتاً نہ ہوں - یہاں ایسی کوئی صراحت احکام میں نہیں ہے اراضیات زیر بحث کے جملہ (۹) نمبرات میں برہان الدین عذردار ان سب کا تنہا پٹہ دار نہیں ہے صرف دو نمبر کا پٹہ دار ہے دو اور ارکان پٹہ دار ہیں وہ آج تک رجوع نہیں ہوئے اور سب سے زیادہ پر لطف یہ واقعہ ہے کہ بڑائی اور وٹھوران کے نام بھی ان اراضیات کا پٹہ ہوا ہے - حقیقت کو پچھلی دریافت کے واقعات کو ملا کر پڑھا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ جملہ پٹہ دار کاشتکارانہ حیثیت سے بوقت شرکت خالصہ جاگیر قابض تھے اور عام عمل کے تحت قابض کے نام پٹہ ہو گیا - برہان الدین نے اس پٹہ دارانہ حیثیت کو مورث اعلیٰ سے کسی قرابت رکھنے کی حیثیت سے نہیں پایا - برہان الدین نے مورث اعلیٰ سے اپنا سلسلۂ وراثت بیان کرنے میں اس طرح غلط بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان کی پچھلی درخواستیں جن کی صحت آج اُس کو تسلیم ہے مطابقت نہیں ہوتی وہ اپنے باپ اور دادا کے اوپر کا سلسلہ بتلانے سے قاصر ہے - بخلاف اس کے اُس کو یہ تسلیم ہے کہ عبدالرحمن سید حنیف کے نواسہ ہیں اور سید مولانا صاحب سند کے خاندان کے آخری رکن سید حنیف کے بھائی تھے - غرض بہمہ وجوہ برہان الدین کو صاحب سند کے سلسلہ میں بمقابلہ عبدالرحمن کوئی مرجح حیثیت حاصل نہیں ہے -

اب عدم ارجاع مدت دو سالہ کا سوال باقی رہتا ہے - جاگیر ۱۳۰۶ف میں شریک

سید برہان الدین
بنام
سید عبدالرحمن

خالصہ ہونا مشکل ہے کہ ضلع نے ایک دوسرے فیصلہ میں ۱۳۰۷ف میں لکھا ہے کہ ۱۳۰۸ف میں سید مولانا رجوع ہوئے۔ امثلہ امتداد زمانہ کی وجہ لاپتہ ہوگئے تو آج سید مولانا کے جانشین پر (۳۸) سال کے بعد عدم ارجاع کے کافی وجوہ ثابت کرنے کی ذمہ داری ڈالنا موجب سختی ہوگا۔

جب ایک یا دو سال کی دیر حاضری فرض کی جائے تب بھی عام اعلان ۱۳۱۰ف کے قبل ہی مورث عبدالرحمن رجوع ہوچکے تھے دیر حاضری کا اعتراض باقی نہیں رہتا اور اس دریافت میں سید مولانا کا فوت ہوجانا اور عبدالرحمن حاضر حال کا نابالغ ہونے سے کاشتکاروں کو (جن میں برہان الدین بھی شامل ہے) اپنے نام پٹہ کرالینے کا موقع مل گیا۔ زمانہ جاگیر میں انعام بحال تھا۔ جاگیردار نے عطیہ شاہی تسلیم کرکے بحالی کے احکام اپنے تحصیلدار کو دئے اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ سند بلا قبضہ کے رہی اس لئے وہ بیکار سمجھی جاسکتی ہے۔ برہان الدین کو یہ تسلیم ہے کہ اس کے قبضہ میں کوئی دستاویزی شہادت نہیں ہے تو مزید انتظار کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ اس وقت تک کہ جو مقدمہ کا دوران جو رہا ہے وہ خود کیا کم سمجھا جاسکتا ہے۔ البتہ یہ ہوگا کہ برہان الدین یا ان کے مماثل دیگر مسلم اور غیر مسلم قابضان اراضی بدستور قابض رہیں گے تاآنکہ معاشداران اشخاص کے حق قبضہ و پٹہ کو عدالت مجاز سے قابل استرداد قرار نہ دے اس وقت تک برہان الدین یہ نیز دیگر قابضان اراضی بجائے سرکار کے معاشدار کو محصل ادا کریں گے۔ نظامت عطیات کو توجہ دلائی جائے کہ منتخبہ ۵۰۰۹ مورخہ ۱۶ اسفندار ۱۳۴۲ف کی تعمیل ملتوی اب رکھنے کی ضرورت نہیں پائی جاتی۔

(۵) سید برہان الدین عذر دار نے اس تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے یہ مرافعہ بعذرات ذیل پیش کیا ہے۔

عذرات

(۱) تحت کی یہ تعبیر کہ مقدمہ ہذا کو معاش خالصہ شدہ سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا لائق غور ہے۔

(۲) سید مولانا کے مقابلہ میں کوئی تحقیقات انعامی نہیں ہوئی کوئی منتخبہ و فیصلہ صادر نہیں ہوا۔

سید برہان الدین بنام عبدالرحمن

ان کا رجوع ہونا فرض کیا جائے تو اُن کا جانشین اُس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا کہ سید مولانا یا ان کے مورث کا قبضہ ثابت نہیں ہے۔

(۳) صرف سند کی نقل النقل پیش ہونا دعوے کی تائید کے لئے کافی نہیں ہے جبکہ دفاتر سرکاری سے اُس کی تصدیق نہ ہوتی ہو۔

(۴) تحت میں مرافع اور مورث مرافع کا بحیثیت پٹہ دار زمانۂ دراز سے قبضہ ہے تو بلا قبضہ دعوے کو ثابت قرار دینا مغائر اصول معدلت ہے۔

(۵) مرافع کو شہادت پیش کرنے کا وسلسلہ قرابت ثابت کرنے کا موقع نہیں ملا بلا لحاظ مرافع کا بیان قلمبند کرکے عذر داری غلط قرار دینا خلاف اصول معدلت ہے۔

(۶) مرافع کی عذر داری بعد ثبوت لائق اخراج بھی تھی تو بحالات صدر مدعی کے نام معاش قابل بحالی نہ تھی بلکہ قابل ضبطی و خالصہ تھی۔ بلا لحاظ فائدۂ سرکار جو تصفیہ کیا گیا ہے وہ لائق تنسیخ ہے۔

(۷) جاگیر دار کے مراسلہ کی نقل النقل محتاج ثبوت تھی۔ بلا ثبوت اسکو تسلیم کرنا لائق غور ہے۔

(۸) تحت نے احکام و فیصلہ جات بالا کی تعمیل و تکمیل نہیں کی جو خلاف و نادرست ہے۔

لہٰذا استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ سائل کو پیش سازی شہادت کا موقع دیکر دعویدار کے پیشکردہ دستاویزات کی وقعت پر غور فرماکر تصفیہ فرمایا جائے۔

حکم عالیجناب مولوی محمد عبدالباسط خاں صاحب ناظم عطیات۔

تمہید ۔ وکلاء فریقین حاضر آئے بحث سنی گئی۔ وکیل مرافع کی حجت یہ ہے کہ صوبہ داری سے فیصلہ محکمہ ہذا مورخہ ۳۱ ماہ بہشت ۱۳۴۳ ف کی پوری پوری تعمیل نہیں ہوئی اور نہ فریقین سے ثبوت و تردید لی گئی وکیل صاحب فریق ثانی یہ بتلارہے ہیں کہ نظامت کی محولہ تجویز صرف اغراض اسناد سرکار کے مدنظر ہوئی تھی جس حد تک اس پہلو پر غور کرنا ضروری تھا اُس کی تکمیل صوبہ داری میں ہوچکی ہے۔ برہان الدین پہلے سی پٹہ دار ہے اُس کے قبضہ یا حقیت پٹہ سے اس وقت کوئی بحث نہیں ہے تجویز صوبہ داری میں کافی صراحت ہوچکی ہے کہ جس طرح وہ سرکار کا پٹہ دار رہا ہے آئندہ بھی نہ صرف مرافع

سید برہان الدین
بنام
عبدالرحمٰن

بلکہ دیگر پٹہ داران بھی بدستور پٹہ دار رہیں گے - البتہ محاصل اراضی بجائے سرکار میں داخل کرنے کے آئندہ سے انعامدار کو ادا کریں گے - سید مولانا انعامدار کی وراثت کا جو تصفیہ قبل ازیں ہو چکا ہے اب اُس میں کسی مداخلت کی ضرورت نہیں ہے خصوصاً جبکہ منتخب انعامی بھی جاری ہو چکا ہے تو اب نہ کارروائی سابقہ از سر نو تازہ کی جا سکتی ہے اور نہ مرافع کی ایسی کوئی بحث اس وقت لائق لحاظ ہو سکتی ہے - ہماری رائے میں باظہار وجوہ جو مدلل تجویز عدالت ماتحت سے صادر ہوئی ہے اُس میں کسی دست اندازی کی ضرورت نہیں ہے -

لہٰذا حکم ہوا کہ

برہان الدین کا اپیل نامنظور کیا جاتا ہے -

مرافعہ صیغۂ عطیات

نشان مثل ۱/۱۸ ۳۴۸ف
منفصلہ ۲۹ دی ۱۳۴۸ف

غلام محی الدین خاں مرافع بوکالت مولوی سید خواجہ معین الدین صاحب وکیل

بنام

سرکار عالی مرافعہ علیہ بوکالت مولوی محمد فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ

بیوہ کا حق حین حیاتی ہونا - معاش موروثی کا ایک جز بیوہ کی وفات کے بعد معاش میں ضم ہو کر حصہ داروں میں تقسیم ہونا -

تجویز ہوئی کہ معاش میں بیوہ کا حق خود حین حیات ہوتا ہے اور جب وہ لاولد فوت ہو جاتی ہے اور معاش موروثی ہے جس کا نصف حصہ مرافع و اُس کے حصہ داروں کے حق میں بحال ہے تو دوسرے نصف حصہ کے شرکت خالصہ کا محل نہیں - تاسم بی کا حصہ اصل معاش میں ضم ہو کر مرافع و اُس کے حصہ داروں کے حق میں منتقل ہوگا -

واقعات کارروائی ہذا یہ ہیں کہ ذریعہ منتخب تقمیل ۲۹۸۳ بابتہ ۱۲۹۵ھ و فیصلہ نظر ثانی ۳۷۰ مورخہ ۱۲ اسفندار بہمن ۱۳۰۲ف (بالسہ) بیگہ اراضی انعام زور آور خاں ولد بھیکن خاں کے نام شکمیداری مسماۃ خانم بی بطور مدد معاش بحال ہوئی الفاظ بحالی یہ ہیں (کل اراضی متدعویہ مقبوضہ دعویدار کے نام دوامًا بسلسلۂ وراثت صلبی نرینہ بحال و جاری رہے) -

مرافعہ بنا راضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبۂ اورنگ آباد مورخہ ۲۷ تیر ۱۳۴۷ف -

غلام محی الدین خاں بنام سرکار عالی

ف - صاحب منتخب زور آور خاں کے وفات پر اس کی وراثت اس کے فرزندان (۱) پاپا خاں - (۲) نواز خاں (۳) نتیر خاں (۴) قادرہ بی بھاوج کے نام منظور ہوئی - جب نواز خاں و نتیر خاں لاولد فوت ہوئے تو ان ہر دو کی وراثت بھی پاپا خاں کے نام منظور ہوئی پاپا خاں کے انتقال پر اس کی وراثت اس کے فرزند کلاں غلام محی الدین خاں کے نام بشکمیداری فرزندان خورد منظور ہوئی -

ف - اب مسماۃ خانم بی جس کی وراثت کی یہ کارروائی ہے ۱۳۳۶ ف میں انتقال کی تو مسماۃ بنو بی ضلع میں اپنے کو مرحومہ کی نواسی ظاہر کر کے دعویدار وراثت ہوئی اس کے بعد غلام محی الدین خاں ولد پاپا خاں نے عذرداری کی کہ مرحومہ پدر سائل کی چچی تھی وہ علحدہ معاشدار نہ تھی نہ کوئی حصہ پاتی تھی بوجہ معاش اقتداری صوبہ داری ہونے کے ۱۳۴۱ ف میں ضلع سے کارروائی ہذا صوبہ داری اورنگ آباد میں منتقل ہوئی چنانچہ ۱۳۴۱ ف سے ۱۳۴۶ ف تک صوبہ داری میں کارروائی کا دوران رہا مگر کسی پیشی پر دعویدارہ بنو بی حاضر ہو کر شہادت نہ پیش کرنے اور سمن کی تعمیل نہ ہونے کی وجہ اخبار رہبر دکن میں اشتہار دعویدارہ کی حاضری و پیروی کے لئے شائع کرایا گیا - اسپر بھی وہ غیر حاضر رہی تو غلام محی الدین خاں اور اس کے گواہوں کے بیانات صوبہ داری میں قلمبند ہوئے اور تختہ مرتب ہوا جس پر مددگار صاحب صوبہ داری نے بتاریخ ۲۵ ر تیر ۱۳۴۶ ف حسب ذیل رائے کا اظہار کیا -

"اولاً یہ معاش باخذ چہارم حصہ دعویداران پر بحال کی گئی تھی - اس کے بعد بذریعہ فیصلہ نظر ثانی اس شرط کے ساتھ معاش بحال ہوئی کہ ہر دو آبسلسلہ وراثت صلبی زرینہ معاش بحال و جاری رہے جب متوفیہ کی کوئی اولاد باقی نہیں ہے تو دعویدار کے نام متوفیہ کی وراثت لائق منظوری نہیں ہے - متوفیہ کا حصہ جس پر وہ قابض اور اس سے مستفید ہوتی تھی شریک خالصہ ہونے کے لائق ہے"

ف - اس پر جناب صوبہ دار صاحب نے مورخہ ۲۷ ر تیر ۱۳۴۶ ف تجویز فرمائی کہ "حسبۂ عمل شرکت خالصہ کیا جائے"

ف - اب اسی تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے غلام محی الدین خاں ولد پاپا خاں نے بعذرات ذیل

غلام محی الدین خان
بنام
سرکار عالی

اپیل پیش کیا ہے ۔

عذرات

ف ۱ ۔ بموجودگی ورثائے ذکور بصورت شکمیداری حکم شرکت خالصہ صحیح نہیں ہے ۔

ف ۲ ۔ معاش بلاتفریق حصص بحال ہے اور درمیانی وراثتیں بھی بشکمیدار متوفیہ ورثائے کے نام منظور و بحال فرمائی گئی ہے ۔

ف ۳ ۔ تختۂ وراثت زور آور خاں و پاپا خاں میں بھی قادرہ بی کا نام بحیثیت شکمیداری درج ہے

ف ۴ ۔ جبتک کوئی شریک تختہ زندہ رہے معاش شریک خالصہ نہیں ہوسکتی ۔

ف ۵ ۔ سلسلہ ذکور مفقود نہیں ہوا ہے سائل موجود ہے اور حق کلانیت بھی حاصل ہے اس لئے سائل مستحق وراثت متوفیہ ہے ۔ لہذا استدعاء ہے کہ بنظر عطاء شاہی دقدامت معاش جو بلاتفریق حصص بحال اور درج شکمی ہے سائل کے نام بحال فرمائی جائے ۔

حکم عالیجناب مولوی محمد عبد الباسط خاں صاحب ناظم عطیات ۔

تمہید ۔ وکیل مرافعہ حاضر آئے بحث سنی گئی ۔ فریق ثانی سرکار ہے بحث صرف اس قدر ہے کہ خانم بی مرحومہ کی وراثت مرافع کے نام منظور ہونی چاہیئے بالفاظ دیگر خانم بی کا حصہ اصل معاش میں ضم ہو جائے گا یا شریک خالصہ ہوگا ۔ شجرۂ خاندان درج ذیل کیا جاتا ہے ۔

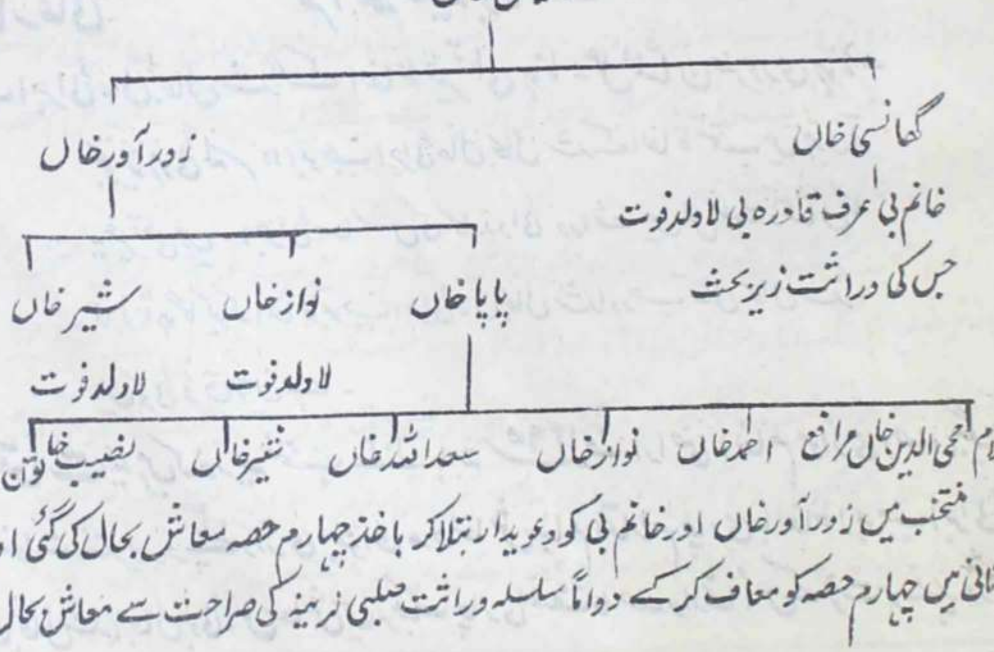

منتخب میں زور آور خاں اور خانم بی کو دعویدار بتلاکر باخذ چہارم حصہ معاش بحال کی گئی اور نظر ثانی میں چہارم حصہ کو معاف کرکے دواماً سلسلہ وراثت صلبی نرینہ کی صراحت سے معاش بحال ہوئی

غلام محی الدین خاں
بنام
سرکار عالی

غور طلب امر یہ ہے کہ خانم بی جب لاولد فوت ہوچکی ہے تو اُس کا حصہ کیا ہوگا ۔ ظاہر ہے کہ بیوہ کا حق خود حین حیاتی ہوتا ہے اور جب وہ لاولد تھی تو اُس کی شرکت خود عارضی تھی اولاد صلبی نرینہ کی شرط اُس سے متعلق نہیں معلوم ہوتی ہے اور پھر جب اصل خاندان کے سلسلہ میں صلبی اولاد نرینہ موجود ہے ان کے نام زور آور خاں اور من بعد پاپا خاں وغیرہ کے ورانتیں منظور ہوچکی ہیں تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس خاندان میں اولاد صلبی نرینہ نہیں ہے معاش موروثی ہے جس کا نصف حصہ مرافع وہ اس کے حصہ داروں کے حق میں بحال ہے تو دوسرے نصف حصہ کی شرکت خالصہ کا محل نہیں ہے ۔ خانم بی کا حصہ اصل معاش میں ضم ہوکر مرافع و اُس کے حصہ داروں کے حق میں منتقل ہوگا اور وہ نصف اس حصہ سے اس طرح مستفید ہوں گے جس طرح پاپا خاں کی وراثت میں تصفیہ ہوا ہے ۔ البتہ اگر اس شاخ میں بھی کوئی اولاد صلبی نرینہ باقی نہ رہے تو پھر احکام سررشتۂ انعام متعلق ہو جائیں گے ۔ لہذا مرافعہ منظور کیا جاتا ہے ۔ حسب صراحت بالا عمل ہو ۔

مرافعہ صیغۂ عطیات

نمبر مقدمہ ۲۳ — ۱۳۴۸ ف
منفصلہ ۲۰ بہمن ۱۳۴۸ ف

پردومنا چاری .... **مرافع بوکالت**

بنام

سرکار عالی .... **مرافعہ علیہ بوکالت**

"بموجب اجرائی حال بحال شد" کے الفاظ غیر قطعی ہونا ۔ عمل ثلثان ضروری ہونا ۔

تجویز ہوئی کہ (۱) بموجب اجرائی حال بحال شد کے الفاظ منتخب میں ہوں تو یہ غیر قطعی ہیں ۔ اجرائی معاش کی کارروائی وراثت میں عمل ثلث وثلثان کا قانوناً ہوگا کیونکہ الفاظ "بموجب اجرائی حال بحال شد اور حسب حال بحال شد" میں کوئی فرق نہیں ہے ۔

واقعات یہ ہیں کہ ذریعہ منتخب ۶۰۲ بابتہ ۱۲۹۵ ف اراضی انعام موازی (۱۵) بیگہ موقوعہ مواضعات انند پور و پٹنے واڑی بعنوان مدد معاش بنام اتمارام چاری بالفاظ (بموجب اجرائی حال بحال شد) بحال ہوئی اس معاش میں تربک چاری نصف کا حصہ دار تھا اُس کے فوت ہونے پر وراثت

مرافعہ بنا اراضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب صوبۂ اورنگ آباد مورخہ ۲ شہریور ۱۳۴۷ ف ۔

پرودمناچاری بنام سرکارعالی

تابجد حصہ اُس کے فرزند شنکراچاری کے نام منظور ہوئی ۔

یہ کارروائی وراثت شنکراچاری کی ہے جس کی فوتی پر اُس کا فرزند پرودمناچاری دعویدار وراثت ہوا ۔ بنابرآں اشتہار حضوری عذرداران اجراء ہوا اگر کوئی عذردار رجوع نہ ہوا تو بعد قلمبندی بیانات دعویدار سے شہہ دیہ ظاہر ہونے پر کہ متوفی کا بجز دعویدار اور تین دختروں کے کوئی وارث نہیں ہیں دختران شادی شدہ اور وہ اپنے شوہروں کے گھر ہیں ۔ جناب صوبہ دار صاحب نے بایں توجیہ کہ رقبہ بحالی (صما) بگیہ کا ازروئے پیمائش (سمامحہ یکر) ہونے کے جملہ رقبہ پیمائشی (صمالہ‌عہ یکر) قرار پاتا ہے یعنی (مالعہ یکر ۸ گنٹہ) زمین زائدہ مورث موجودہ کے قبضہ میں ہے اور الفاظ بحالی غیر قطعی ہیں تجویز کی کہ وراثت تابجد حصہ متوفی بنام پرودمناچاری منظور کی جاتی ہے معاش پر فیصدی (صہ) وضعات کا عمل ہوگا ۔ زمین زائدہ (مالعہ یکر ۸ گنٹہ) جو مورث کے قبضہ میں ہے بہ عمل رعایت فیصدی (عہ) مابقی رقبہ (مامعہ یکر ۵ اگنٹہ) پر عمل خالصہ کر کے تحت گشتی ۱۲ سنہ ۱۳۰۱ف ایک درجہ کی رعایت کے ساتھ دھارہ کا قرارداد ہوگا ۔

تجویز بالا کی ناراضی سے بعذرات ذیل یہ مرافعہ پیش ہے ۔

عذرات

(۱) الفاظ بحالی پر دعویدار یا بنام دعویدار نہیں ہیں جو غیر قطعی ہو بلکہ تختہ دریافت انعام کے خانہ (۱۱) میں بروئے سند بعنوان مدد معاش یا اولاد احفاد درج ہیں ایسی حالت میں گشتی ۱۰ بابتہ سنہ ۱۳۳۹ف کا تعلق معاش زیر بحث سے نہیں ہوسکتا ۔ معاش اسناد و بھگوڈیر بحال ہوئی ہے ۔

(۲) منتخبہ سنہ ۱۲۹۵ف میں (صما) بگیہ اراضی انعام درج ہے مگر بعد اجرائی منتخب بجب مراسلہ ضلع اورنگ آباد نشان (۲۱۱) م ۲۱ر خورداد سنہ ۱۳۱۴ف مشمولہ مثل ۴۲ سنہ ۱۳۱۴ف صیغہ رجسٹر محکمہ مالیہ مالگزاری مقدار اراضی موضع انندپور (ا‌یحہ عہ یکر ۱۴ گنٹہ) و پٹنے واڑی (للعہ یکر ۲۶ گنٹہ) جملہ (ایحہ یکر) قرار دیکر تختہ دریافت انعام میں صراحت ہوئی ہے اور رقبہ پیمائشی (صمالہ یکر ۸ گنٹہ) ہے اس لحاظ سے زائد رقبہ (للعہ یکر ۸ گنٹہ) ہوتا ہے

پر دو مناچار بنام سرکار عالی

بلحاظ رقبۂ زائدہ فی صدی رعایت (عہ بیگہ) کوئی زائد رقبہ برآمد نہیں ہوتا ہے استدعا ہے کہ تجویز تا بعد وضعات فیصدی وزمین زائدہ منسوخ فرمائی جائے ۔

حکم عالیجناب مولوی محمد عبدالباسط خاں صاحب ناظم عطیات ۔

تمہید ۔ مرافع باوجود تعمیل سمن غیر حاضر ہے روئداد پر تصفیہ کیا جاتا ہے مرافع کی یہ حجت کہ سررشتۂ انعام کی بحالی کے الفاظ غیر قطعی نہیں ہیں صحیح نہیں ہے کیونکہ بموجب اجرائی حال بحال باشد اور حسب حال بحال باشد میں بظاہر کوئی فرق نہیں ہے منشاء اور مفہوم دونوں کا ایک ہوگا ۔ اب رہی یہ بحث کہ معاش سندی ہے اور اولاد احفاد کی صراحت سے عطاء ہوئی ہے توجہ طلب ہے جس کے لئے دریافت انعامی کی مثل سے مدد لیجا سکتی ہے مثل دریافت انعامی کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگا کہ سند کی تصدیق نہ ہونے کی وجہ معاش متدعویہ حسب حال بحال رکھی گئی ہے کیونکہ سند محمد اعظم بن شاہ عالم کی بیان کیگئی ہے اول تو ان اسناد کی تصدیق کا کوئی ذریعہ نہیں دوسرے مجوز کو بادی النظر میں بھی اس سند پر اطمینان نہیں ہوا اس لئے فیصلہ انعام میں غیر قطعی الفاظ استعمال ہوئے ۔ لہذا حسب گشتی نشان (۱۰) بابتہ ۱۳۳۹ ف عمل ضروری ہوا ۔ چنانچہ خود اس معاش کے دوسرے حصہ دار کی وراثت میں بھی حسبۂ عمل ہوچکا ہے اور اس کی اصلاح نہیں کرائی گئی ۔

اس کے بعد رقبہ کی بحث باقی رہجاتی ہے کیفیت مندرجۂ تختۂ وراثت کے ملاحظہ کے بعد مرافع کا یہ عذر بھی لائق لحاظ نہیں رہتا جس مراسلہ محکمۂ ضلع کا حوالہ عذرات مرافعہ میں دیا گیا ہے اُس کی نقل یہاں پیش ہوئی اور نہ مثل تحت میں شامل کرائی گئی ہے منتخب میں جو رقبہ درج ہے اُس کے لحاظ سے عمل کیا گیا ہے اور مرافعہ کے ساتھ وہ جملہ مراعات مرعی رکھے گئے ہیں جو (عہ یکر) فیصدی رقبہ اور کمی دھارہ سے متعلق کئے جا سکتے تھے اور ظاہر ہے کہ یہ عمل اُسی صورت میں ہوگا جبکہ سابق میں اس معاش سے متعلق کمی کا عمل نہ ہوا ہو ورنہ مکرر کوئی عمل کرانا تجویز زیر اپیل کا بھی مقصود نہیں ہو سکتا ہے ۔

لہذا

مرافعہ نامنظور کیا جاتا ہے ۔

۱۳۴۷ف
نشان مثل ۱۵۰ سنہ
منفصلہ ۱۵ بہمن ۱۳۴۸ف

لکشمن راؤ وغیرہ مرافعہ صیغہ عطیات

مرافعان بوکالت رائے دیبی داس صاحب ورائے دیوی پرشاد صاحب وکلاء۔

بنام

سرکار عالی

مرافعہ علیہ بوکالت مولوی فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ سرکار

معاشداروں کی چھوٹی غلطیوں پر سختی سے نظر نہ ڈالی جانا۔

تجویز ہوئی کہ عدم حاضری وغیرہ معاشداروں کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر زیادہ سختی کی نظر نہ ڈالی جانی چاہئے۔

واقعات کارروائی ہذا یہ ہیں کہ لکشمن راؤ مرافع نے ۲ آذر ۱۳۴۴ف کو اسپیشل تعلقدار صاحب ڈویژن نرمل کے اجلاس پر بدیں مضمون درخواست پیش کی کہ:۔

مسمی بلونت سداشیو راؤ کا مورخہ ۱۱ اسفندار ۱۳۴۲ف کو انتقال ہوا یہ اپنے چچا مسمی لچھمن بلونت راؤ صاحب منتخب کے شریک منتخب تھے جب صاحب منتخب لاولد فوت ہوئے تو بذریعہ منظوری ناظم صاحب عطیات مندرجہ تختہ وراثت بابتہ ۱۳۲۰ف وارث و مستحق قرار پائے علاوہ دیسمکھی کے پدر متوفی اجارہ دار موضع دھانورہ تعلقہ کنوٹ بھی تھے سائل اپنے باپ بلونت سداشیو راؤ دیسمکھ پرگنہ سندکھیڑ کا وارث جائز ہے موضع دھانورہ کی رعایا سے دیوانی نزاعات کا سلسلہ پدر کے زمانہ سے جاری ہے اسی سلسلہ میں عدالت العالیہ سرکار عالی نے حق وارث کی قائم مقامی منظور فرمائی ہے رپورٹ فوتی مثل تحصیل میں شریک ہے خرابی صحت و دیوانی نزاعات کی وجہ کارروائی وراثت میں فوری رجوع نہ ہو سکا لہذا بلونت ولد سداشیو راؤ کی وراثت سائل کے نام منظور فرمائی جائے اسپر کارروائی وراثت آغاز ہوئی۔

امرداد ۱۳۴۴ف سے پیشیوں کا سلسلہ رہا۔ بالآخر ۳۱ خورداد ۱۳۴۷ف کو ڈویژن افسر صاحب نے تجویز کی کہ:۔

"مثل پیش ہوئی دعویدار حاضر ایک حلفنامہ ابتدائی دیر حاضری کے متعلق داخل ہوا ہے جو صدر قرار سرشتہ دار عدالت ہے اس کے متعلق اطمینان ضروری ہے کہ سرشتہ دار عدالت ایسے حلفنامہ کی تصدیق کے مجاز ہیں یا نہیں

مرافعہ بنا راضی تجویز مولوی سید تراب علی صاحب صوبہ دار ورنگل مورخہ ۸ شہریور ۱۳۴۷ف۔

لکشمن راؤ
بنام
سرکار عالی

وکیل صاحب اسبارے میں ثبوت فراہم کریں۔ اس حلفنامہ میں بھی کوئی خاص وجوہ ایسے ظاہر نہیں کیے گئے ہیں جو مؤثر مقدمہ ہوں۔

واقعہ یہ ہے کہ رسوم دار کی سکونت علاقۂ انگریزی کی ہے اور اُن کو یہاں کے حالات کا مطلق علم نہیں ہے قواعد وضوابط کا پھر دعویدار متوفی رسوم دار کا فرزند اکبر ہی نہیں ہے بلکہ ایک فرزند ہونا بیان کرتا ہے مقدمہ کئی مرتبہ بعلت عدم پیروی خارج ہو چکا ہے لیکن برعایت پھر نمبر پر لیا گیا۔ دعویدار فی الحقیقت اپنی دیر حاضری کے وجوہ پیش کرنے سے قاصر ہے ایسی صورت میں صرف اس وجہ سے مقدمہ ناقابل لحاظ پایا جاتا ہے محکمۂ صدر میں حسب ضابطہ تحریک خالصہ کے متعلق رپورٹ کردی جائے اور کارروائی ختم ہو"

اس تجویز کی ناراضی سے صوبہ داری میں مرافعہ پیش ہوا تو صوبہ دار صاحب ورنگل نے بتاریخ ۴ شہریور ۱۳۴۲ف حسب ذیل تجویز فرمائی۔

مرافع وکالتاً حاضر۔ بحث سنی گئی میں اس کو ضروری ہر لحاظ سے سمجھتا ہوں کہ اس امر میں حوصلہ نہ بڑھائے جائیں کہ پیروی میں لیت ولعل کر کے مقدمات عدم پیروی میں خارج ہوتے رہنے کے بعد پھر کارروائی کے آغاز کرنے میں کامیابی ہو کئی مرتبہ جب عدم پیروی میں مقدمہ تحت میں خارج ہو چکا ہے اور وجوہ غیر حاضری یہی ہے کہ حلفنامہ پڑھوا کر سنا معمولی ہیں۔ لہذا مرافعہ نامنظور تجویز تحت بحال رہے۔

اسی تجویز صوبہ داری کا اپیل بعذرات ذیل محکمۂ ہذا میں پیش ہے۔

عذرات

ف ۱۔ یہ کہ ہر دو عدالتہائے تحت نے مرافع کی درخواست وراثت کو خارج المیعاد قرار دینے میں غلطی فرمائی ہے۔ پدر مرافع کا ۱۱ اسفندار ۱۳۴۱ف کو انتقال ہوا۔ بربناء رپورٹ مقدم پٹواری اشتہار کی اجرائی ۸ بہمن ۱۳۴۲ف کو ہوئی اور بتاریخ ۲۹ خورداد ۱۳۴۳ف اشتہار کو موضع پر چسپاں کیا گیا اور تعمیلی رپورٹ تحصیل میں ۴ تیر ۱۳۴۳ف روانہ کی۔ مرافع کی ابتدائی درخواست نسبت رجوع وراثت بتاریخ ۲۲ اسفندار ۱۳۴۳ف پیش ہو چکی تھی اس لحاظ سے تین ماہ کچھ یوم قبل ہی تاریخ تعمیل اشتہار سے مرافع تحصیل میں رجوع ہو چکا تھا

لکشمن راؤ
بنام
سرکار عالی

اور بتاریخ آبان ۱۳۴۳ف ڈویژن نرل جس کو ضلع کے اختیارات حاصل ہیں رجوع ہوچکا تھا تو ایسی صورت میں یہ ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا کہ سائل کی درخواست کسی طرح خارج المیعاد ہے ۔

ف ۲ ۔ اگر درخواست خارج المیعاد ہو تو تحت گشتیات قبل از عمل ضبطی تاریخ فوتی سے ایک سال میں وارث رجوع ہو جائے تو باجرائی اشتہار میعادی شش ہفتہ حضوری عذر داران وراثت کی تحقیقات ہوگی یہاں تو کوئی ایسی میعاد منقضی نہیں ہوئی ہے اس لحاظ سے تجاویز تحت درست نہیں ہیں احکام گشتیات پر کوئی لحاظ نہیں فرمایا گیا ۔

ف ۳ ۔ درخواست خارج المیعاد نہ ہونے کے باوجود بہ تعمیل حکم عدالت حلفنامہ معافی میعاد کے متعلق داخل کر دیا تھا ۔ جو معقول معافی میعاد پر بھی لحاظ نہیں ہوا ان کو ناکافی قرار دیا گیا ۔ معاش عطیہ سلطانی میں اس قدر سختی عطیات کے پالیسی کے منافی ہے ۔

ف ۴ ۔ مقدمہ کی عدم پیروی کا الزام بھی صوبہ داری نے غلط طور پر عاید کیا ہے مثل ڈویژن کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگا کہ کسی ایک مقام پر مقدمہ کی سماعت نہیں کی گئی جن کی وجہ زیر باری و پریشانی ہوئی اس کے مدنظر عدم پیروی مرافعہ لائق لحاظ اور قابل معافی ہے بالخصوص ایسی صورت میں جبکہ درخواست بازواپسی کو منظور فرمالیا گیا ہو تو اس سے کارروائی مابعد پر اثر ڈالنا درست نہیں ہے ۔

ف ۵ ۔ ورثا میں چند نابالغان بھی ہیں نابالغان کے مقابلہ میں تو بزمانہ نابالغی کوئی میعاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لحاظ سے تجاویز تحت قابل اصلاح ہیں ۔

ف ۶ ۔ مرافعان فرزندان مرحوم ہیں جن کے متعلق گواہان پیش ہوچکے ہیں کوئی عذر داری پیش نہیں ہوئی ہے سیدھے وارث کو محروم کرنا اصول عطیات کے خلاف ہے ۔

ف ۷ ۔ سائلین ممالک محروسہ سرکار عالی کے باہر مستقل سکونت رکھتے ہیں اور مقامی قواعد وضوابط سے پوری طرح واقف نہ ہوسکنا ایک وجہ موجہ ہے اگر بفرض غلط کوئی دیر حاضری ہوئی بھی ہو تو وہ ایسی تھی کہ حکام تحت معاف فرما سکتے تھے اور معزز اجلاس کو بھی دس سال تک معافی کا اختیار ہے لہذا بمنظوری مرافعہ فیصلہ جات تحت منسوخ و وراثت مرحوم مرافعان کے نام منظور فرمائی جائے ۔

ملکشن راؤ
بنام
سرکار عالی

حکم عالیجناب مولوی محمد عبد الباسط خاں صاحب ناظم عطیات ۔

تمہید ۔ وکیل مرافع حاضر آئے بحث سنی گئی واقعہ یہ ہے کہ بلونت راؤ دیسکھر پرگنہ سندکھیر جس کو دربیہ تحصیل کنوٹ سالانہ (عامہ) روپیہ رسوم ملا کرتا تھا بتاریخ ۱۱ اسفندار ۱۳۲۱ ف فوت ہوا اہل دیہہ نے ۲۱ خورداد ۱۳۴۱ ف کو رپورٹ ذاتی پیش کی ۔ لیکن تحصیل سے حضوری ورثا کا اشتہار ۱۸ بہمن ۱۳۴۲ ف تک جاری نہیں ہوا اور وہ بھی اس شان سے کہ موضع میں اُس کی تعمیل ۲۹ خورداد ۱۳۴۳ ف کو ہوئی ورثا جو برار میں رہتے تھے ۲۲ اسفندار ۱۳۴۳ ف کو تحصیل میں رجوع ہوئے جب مقدمہ وہاں سے بلحاظ اختیار سماعت ڈویژن میں منتقل ہوا تو آبان ۱۳۴۳ ف میں ڈویژن افسر نرمل کے محکمہ میں حاضر آئے جن کو ضلع کے اختیارات خصوصی حاصل ہیں دوران تحقیقات میں حاضری پابندی سے نہیں ہوئی تو صاحب ڈویژن نے عدم پیروی کے الزام میں مقدمہ خارج کر کے معاش شریک خالصہ کرنے کی تجویز کر دی ۔ اس تجویز ڈویژن کا اپیل صوبہ داری میں ہوا تو نامنظور کیا گیا اب مرافعہ ثانیہ ہمارے روبرو آیا ہے وکیل مرافعان کا اہم عذر یہ ہے کہ اس وقت بھی دعویداران کے منجملہ دو نابالغ ہیں اندریں صورت میعاد کی بحث پیدا نہیں ہوتی ہے اور نہ عدم پیروی میں مقدمہ خارج ہو سکتا تھا کہ بلحاظ روئداد تصفیہ ہو سکتا تھا ایک گواہ بھی پیش ہو چکا تھا اور کوئی عذر وارنہ تھا معاملہ معاش کا ہے اور بعض ورثا کا نابالغ ہونا روئداد مثل سے ظاہر ہے ۔ لہذا دعویداران سے اور ایک گواہ لیکر آسانی سے مقدمہ وراثت کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے ۔ معاشداروں کی ایسی چھوٹی چھوٹی فروگزاشتوں پر بہت زیادہ سختی کی نظر نہ ڈالی جانی چاہیئے ۔ لہذا

اپیل منظور کیا جاتا ہے ۔ حسب ضابطہ تکمیل کرائی جائے ۔

مرافعہ صیغۂ عطیات

نشان مثل ۳ سنہ ۱۳۴۴ ف
منفصلہ ۳ بہمن سنہ ۱۳۴۸ ف

نرہر بوا نابالغ بولایت زنگنا بموا مرافع بوکالت پنڈت رامچندر راؤ صاحب ناندا پور کر وکیل

بنام

سرکار عالی مرافعہ علیہ بوکالت مولوی محمد فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ سرکار

گشتی بابتہ سال ۱۳۳۹ ف ۔ مشروط الخدمت معاش سے عمل وضعات نہ ہونا ۔

مرافعہ بناراضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب اورنگ آباد مورخہ ۱۳ اسفندار شہر یور ۱۳۴۷ ف ۔

زہر بوا
بنام
سرکار عالی

تجویز ہوئی کہ مشروط الخدمت معاش کے وراثت کی منظوری کے وقت گنتی ۱۰
بابتہ ۱۳۳۹ ف متعلق نہ ہونا اور وضعات (۵۰) فیصدی کا عمل نہ ہونا۔

واقعات کارروائی ہذا یہ ہیں کہ ذریعہ منتخب تعمیل ۱۲۴۷ مورخہ ۳۱ رامرداد ۱۲۹۸ف موضع تلے گاؤں جاگیر تین اشخاص مسمیان مندرجہ حاشیہ کے نام بشرط اخراجات اُچھو وغیرہ سماد ہی سری امرت راؤ دیول برکنار گنگ بحال ہوا۔ الفاظ بحالی یہ ہیں کہ:

(۱) دھونڈیراج وٹھل گوسائیں۔
(۲) سروتم عرف بالکشن بن گنیش گوسائیں۔
(۳) یادو عرف راجہ رام بن گنیش گوسائیں۔

"موضع تلے گاؤں جاگیر حسب حال باغذ (عه) روپیہ حصہ سرو سیکھی بشرط خدمت بحال ہے"

ف۔ صاحب منتخب ۱ کے انتقال پر وراثت اُس کے فرزند زہر کے نام منظور ہوری تھی کہ وہ فوت ہوا اور زہر کے فرزند دھونڈیراج کے نام وراثت منظور ہوئی دھونڈیراج کے مرنے پر اُس کی زوجہ لچھمی بائی کے نام وراثت منظور ہوئی۔ لچھمی بائی کا انتقال ہوا اُس کی وراثت رنگناتھ بوا بن گجانند کے نام بشکیداری مہادیو ولد راجہ رام منظور ہوئی۔

ف۔ صاحب منتخب نمبر (۳) یادو عرف راجہ رام کی فوتی پر وراثت اُس کے فرزند کلاں گجانند کے نام بشکیداری فرزند خورد مسمیٰ مہادیو ولد راجہ رام منظور ہوئی۔

ف۔ وراثت زیر بحث اسی مسمیٰ مہادیو راجہ رام حصہ دار کی ہے یہ اپنے باپ راجہ رام کے نصف حصہ کا شکمیدار ہونے کے ساتھ صاحب منتخب نمبر (۱) کے حصہ میں لچھمی بائی کے وراثت کے سلسلہ میں رنگناتھ گجانند کے ساتھ نصف کا شکمیدار ہوا یہ ۳۱ رخورداد ۱۳۴۵ف کو فوت ہوا تو مسمی رنگناتھ ولد گجانند نے ضلع میں درخواست پیش کی کہ:

متوفی کا وارث درخواستگزار حقیقی برادر زادہ و ایک فرزند صلبی مسمیٰ زہر مہادیو نابالغ و تین دختران وزوجہ متوفیہ ہیں جو میرے زیر پرورش ہیں بعد دریافت تخته وراثت بجائے مہادیو راجہ رام بقدر نصف شکمیداری بنام زہر مہادیو منظور فرمایا جائے۔

بنا براں ضلع سے اشتہار جاری ہوئے کسی نے عذرداری نہیں کی۔ چونکہ معاش اقتداری صوبہ داری ہونے کی وجہ کارروائی ضلع سے صوبہ داری میں منتقل ہوئی۔

منجانب دعویدار سابقہ تخته وراثت لچھمی بائی و گجانند داخل ہوا مسمی رنگناتھ ولد گجانند برادر زادہ

زہر بوا
بنام
سرکار عالی

متونے اور دو گواہوں کے بیانات قلمبند ہوئے ۔تختہ مرتب ہوا اور جناب صوبہ دار صاحب نے مورخہ ۱۳ ار شہریور ۱۳۴۷ ف کو حب ذیل تجویز فرمائی ۔

مہادیو حصہ دار جاگیر فوت ہوا ۔مسمی رنگناتھ نے خود خاندان مشترکہ کا رکن اور اپنے آپکے متوفی کا برادر زادہ کلاں بتلاکر دعوے وراثت کیا اشتہار عذر داری جاری ہوئے کوئی عذر دار نہیں ہے رنگناتھ کے عرضی دعوے اور بیان سے واضح ہے کہ متوفے مہادیو کے ورثا حسب ذیل ہیں

(۱) مسمی نرہر فرزند نابالغ عمر (۱۴) سالہ (۲) شانتا بائی دختر نابالغ عمر (۱۲) سالہ (۳) سوشیلا بائی دختر نابالغ عمر (۱۰) سالہ (۴) پرمیلا بائی دختر نابالغ عمر (۸) سالہ (۵) پاروتی بائی زوجہ۔

شہادت جو پیش ہوئی ہے اُس سے ثابت ہے کہ مہادیو متوفے کا مسمی نرہر فرزند صلبی ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ خاندان مشترکہ ہے رنگناتھ جس نے بحیثیت رکن کلاں خاندان ہونے کے دعوے کیا ہے اُس کی استدعا ہے کہ مہادیو متوفے کے حصہ کی حدتک وراثت اُس کے فرزند صلبی نرہر کے نام منظور رہو ۔البتہ بحیثیت کلانیت رنگناتھ منتظم خاندان رہیں گے اُس وقت خود نرہر اُس کی ہمشیرگان وپاروتی بائی زوجہ متوفے سب مسمی رنگناتھ کے زیر پرورش ہیں لہذا وراثت مہادیو متوفے اُس کے حصہ کی حدتک بنام نرہر فرزند صلبی منظور کی جاتی ہے اشتراک خاندان کے باعث جو عمل اب تک اس خاندان میں رائج ہے وہ برقرار رہے گا منتخب میں الفاظ غیر قطعی ہیں ۔اس لئے (۵ عہ) فیصدی وضعات کا عمل تحت احکام ہوگا ۔

اب اس تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے زہر بوا نابالغ بولایت رنگناتھ بوانے بعذرات ذیل محکمۂ ہذا میں اپیل پیش کیا ہے ۔

عذرات

(۱) - یہ کہ تجویز صوبہ داری خلاف قانون وخلاف انصاف ہے ۔

(۲) - یہ کہ معاش مشروط الخدمت ہونے کی وجہ سے گشتی نمبر ۱ ۱۳۳۹ ف کو اس سے کوئی تعلق نہیں متعدد نظائر سے یہ طے ہونے کے باوجود (۵ عہ) فیصدی وضعات کا عمل کرنا خلاف قانون ہے ۔لہذا استدعا ہے بمنظوری مرافعہ حکم صوبہ داری تا حد وضعات (۵ عہ) فیصدی منسوخ فرمایا جائے ۔

زہرہ وا بنام سرکار عالی

حکم عالیجناب مولوی محمد عبدالباسط خاں صاحب ناظم عطیات۔

تمہید - وکیل مرافع حاضر۔ بحث صرف اس قدر ہے کہ (۵ء) فیصدی وضعات کا عمل جو تحت گشتی نمبر (۱۰) ۱۳۳۹ف کیا گیا ہے وہ معاشہائے مشروط الخدمت سے متعلق نہیں ہے۔ متعدد فیصلہ جات کے ذریعہ یہ طے کردیا گیا کہ مشروط الخدمت معاشوں کی وراثت منظور کرتے وقت اس گشتی کی تعمیل نہ ہونی چاہئے۔ گو گشتی محولہ میں اس کی صراحت نہیں ہے لیکن عام طور پر یہ مسئلہ محکمۂ سرکار میں زیر تصفیہ ہے اور عنقریب صراحتی احکام جاری ہوجائیں گے۔ لہذا جو عمل وضعات تجویز تحت میں فرمایا گیا ہے منسوخ کیا جاتا ہے کہ معاش زیر بحث مسلمہ طور پر مشروط الخدمت قرار دی گئی ہے۔ لہذا

نظر بوجوہات بالا مرافعہ منظور۔

مرافعہ صیغۂ کورٹ آف وارڈز

نشان مثل ۲۶ / ۸۱ ۱۳۴۶ف منفصلہ ۱۵ / اسفندار ۱۳۴۸ف

لچھمن ملہار نایک **مرافع بوکالت مولوی محمد حبیب یاور علیخان صاحب وکیل**

بنام

اسٹیٹ ثریا جنگ **مرافعہ علیہ بوکالت مولوی کلیم الدین صاحب انصاری وکیل**

اقساط کی منظوری کے بعد سالم رقم کے لئے جائداد کا نیلام صحیح نہ ہوگا۔

تجویز ہوئی کہ جب ایک مرتبہ اقساط کی استدعا منظور ہوگئی رہو اور اس پر عمل ہو تو کل رسالم رقم بقایا کے تحت جائداد نیلام کا حکم صحیح نہ ہوگا۔

واقعات یہ ہیں کہ معاملہ سنگ سیلو موضع رنگلگی علاقہ اسٹیٹ ثریا جنگ کی بابتہ لچھمن ملہار نایک مستاجر کے جانب مبلغ (الصہ ۱۱) کا بقایا برآمد ہونے سے وصولی رقم کے لئے نظامت کورٹ سے ڈویژن چیتاپور کو لکھا گیا مستاجر نے ڈویژن چیتاپور میں رقم بقایا باقساط ادا کرنے کی درخواست پیش کی تو ڈویژن افسر صاحب نے بذریعہ مراسلہ نمبر (۸۸۹) مورخہ ۱۰ / امرداد ۱۳۴۱ف مذکورہ رقم (۵) اقساط میں مستاجر سے وصول کرنے کی تحریک کی نظامت کورٹ سے باخذ ضمانت معتبر مساوی تین اقساط میں رقم بقایا وصول کرنے کے لئے ڈویژن کو بذریعہ مراسلہ ۴۳۸۷ مورخہ ۳ / اسفندار ۱۳۴۲ف

مرافعہ بنا راضی تجویز جناب ناظم صاحب کورٹ آف وارڈز سرکار عالی مورخہ ۱۷ / دے ۱۳۴۶ف۔

لچھمن ملہار نائک بنام اسٹیٹ نزیا جنگ

لکھا گیا اس کے بعد نظامت کورٹ سے نتیجہ وصول رقم دریافت کرنے پر ڈویژن میں ہتر سیل وصول باقی ذریعہ مراسلہ نمبر (۷۰۳) مورخہ ۹ خورداد ۱۳۴۵ف یہ تحریک کی کہ مستاجر کے ذمہ بابتہ ۱۳۴۶ف معدن سنگ سیلور نگلگی (۔۔۔) وصول طلب تھے ان کے منجملہ (۔۔۔) وصول ہو چکے ہیں اب مستاجر کے ذمہ (۔۔۔) وصول طلب ہیں۔ سال ۱۳۴۵ف پر کچھ رقم وصول ہونے کی توقع ہے۔

اس کے بعد نظامت کورٹ کے توجہ دلانے پر ذریعہ مراسلہ نمبر (۴۸۶) مورخہ ۱۰ اسفندار ۱۳۴۶ف ڈویژن نے یہ لکھا کہ مستاجر سے (۔۔) روپیہ وصول بورقی کر نشان (۴) مورخہ ۱۲ اردی ۱۳۴۶ف جمع ہو چکے ہیں بقیہ (۔۔۔) وصول طلب رہ گئے ہیں۔ باقیدار کی استدعا لائق لحاظ ہے رقم بقایا کی حد تک اطمینان کر لیا جا سکتا ہے اور ضمانت معتبر لی جا سکتی ہے سالانہ (۔۔) روپیہ اقساط کی قرار داد فرمایا جا کر بروئے اقساط مقررہ وصول کرنے کی منظوری عطا فرمائی جائے۔

صیغہ سے باظہار واقعات رپورٹ پیش ہونے پر ناظم صاحب وقت نے بتاریخ ۲۵ اسفندار ۱۳۴۶ف یہ تجویز کی کہ سہ سالہ قسط میں رقم دینے رضامند ہے تو حسبہ عمل کیا جائے اگر رضامندی کا اظہار نہ ہو تو یکمشت رقم وصول ہوگی۔ چنانچہ ڈویژن کو ذریعہ مراسلہ نمبر (۲۱۴۵) مورخہ ۵ فروردی ۱۳۴۶ف عمل کرنے کے لئے لکھا گیا۔

اس کے بعد ڈویژن چینتا پور سے ذریعہ مراسلہ نمبر (۴۵) مورخہ ۱۴ آذر ۱۳۴۷ف یہ تحریک کی گئی کہ مستاجر نے منجملہ رقم بقایا کے یکصد روپیہ داخل کیا ہے اب مستاجر کے ذمہ (۔۔۔) وصول طلب رہ گئے ہیں مستاجر نے بہ تعمیل احکام نظامت کورٹ رقم بقایا کے اطمینان کے لئے اپنا ذاتی مکان قیمتی (۔۔) میں مکفول کر کے اقرارنامہ تحریر و تکمیل کر دیا ہے مستاجر بقایا رقم کو سالانہ (۔۔) روپیہ اقساط سے ادا کرنے کی استدعا کرتا ہے مستاجر سابق میں ایک مشہور ساہوکار تھا اب حالت سابقہ باقی نہیں رہی ہے۔ کثیر مقدار میں رقم بقایا تھی اُس کو ادا کر دیا بقیہ (۔۔۔) جو وصول طلب رہ گئے ہیں وہ حسب استدعاء مستاجر سالانہ (۔۔) اقساط سے وصول ہونے کی منظوری دی جائے تو مناسب ہے۔

لچھمن بلہارنایک بنام اسٹیٹ ٹریا خنگ

اس تحریک پر ڈویژن پر ناظم صاحب کورٹ نے یہ تجویز کی کہ مکان مکفول ہے تو اُس کو نیلام کرکے یکمشت رقم حاصل کرلینا بھی مناسب ہے اس تجویز کی توثیق اجلاس جناب شریک معتمد صاحب مال سے عمل میں آئی جاکر ڈویژن چیتاپور کو ذریعہ مراسلہ نمبر (۹۹۰) مورخہ ۱۱ر دے ۱۳۴۷ف حسبہ عمل کرنے کے لئے لکھا گیا منجانب مستاجر اقساط مقرر کرنے کی استدعا کے ساتھ ایک درخواست جناب شریک معتمد صاحب مال کے اجلاس پر ۹ر بہمن ۱۳۴۷ف کو پیش ہوئی اور صیغہ کورٹ سے کیفیت پیش ہونے پر مذکورہ درخواست نامنظور کی گئی مستاجر نے تجویز متذکرہ نمبر (۹۹۰) مورخہ ۱۱ر دے ۱۳۴۷ف مجریہ نظامت کورٹ کی ناراضی سے محکمۂ ہذا میں اپیل پیش کیا ہے۔ عذرات حسب ذیل ہیں۔

عذرات

(۱) یہ کہ من سائل کاشتکار وپٹہ دار علاقہ گرامی ہے جس کے لحاظ سے اس طرح ہراج مکان کا حکم خلاف دستور العمل کاشتکاران ہے جو محتاج غور ہے۔

(۲) یہ کہ من مرافع کے ذمہ صرف مبلغ (الـمـ) واجب الادا ہیں جس کی کفالت میں من مرافع کا (عـــ) روپیہ کا مکان مکفول ہے من مرافع حسب دستور العمل کاشتکاران باقساط ادا کرنے آمادہ ہونے کے باوصف اس طرح ہراج کا حکم منافی قانون و سختی پر مبنی ہے۔ لہذا

بمنظوری مرافعہ باقساط بقایاء وصول کرنے حکم فرمایا جائے۔

حکم عالیجناب مسٹر گریکسن اسکوائر آئی۔ سی۔ ایس صدر المہام بہادر کورٹ

تمہید۔ مثل پیش ہوئی وکیل مرافع اور وکیل کورٹ کی بحث سنی گئی اور کارروائی متعلقہ دیکھی گئی مرافع باقیدار ہے اس کی درخواست (عما) روپیہ اقساط سے مطالبہ وصول کرنیکی ہے چنانچہ اس کی یہ درخواست اس طرح ذریعہ مراسلہ نمبر (۱۴۵۱۴) مورخہ ۵ر فروردی ۱۳۴۶ف منظور ہوئی کہ تین سال میں مطالبہ بیباق کردے بشرطیکہ مرافع اس پر آمادہ ہو اس کی آمادگی کے اظہار اور اُس کی جائداد کے اطلاع ہونے پر مکرر جائداد نشان دہ کے نیلام سے مطالبہ کا تصفیہ کرنے کے لئے حکم دیا گیا ہے اس حکم کی ناراضی سے یہ مرافعہ ہے۔

لچھمن ملہار نایک بنام جنگ اسٹیٹ ٹریا

اعذار مرافع پر غور ہوا - جب تین سالہ اقساط کی منظوری دیدی گئی ہے جس کا نفاذ ۱۳۴۶ف سے بموجب تجویز ہوگا تو نیلام جائداد کے لئے حکم مابعد (زیر مرافعہ) صادر کرنا موجب سختی اور تجویز اول کے خلاف ہوگا جو درست نہیں ہے - بخصوص جبکہ تحت کی سفارش پر مرافع کی حالت کے مدنظر اقساط سے وصول کرنے کا حکم ماقبل دیدیا گیا ہے - پس حکم اول کی تعمیل اور پابندی ہونا چاہئے - البتہ عدم تعمیل یعنی قسط مقررہ ادا نہ کرنے کی صورت میں جائداد مرافع کے نیلام سے مطالبہ کا تصفیہ کر لیا جاسکتا ہے - لہذا یہ تنسیخ تجویز تابحد سابقہ حکم اقساطی کے لحاظ سے عمل ہونا مناسب ہے - لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ حسب اشارہ صدر ترمیماً منظور -

مرافعہ صیغۂ مال

نشان مثل ۱۳/۸۷ سنہ ۱۳۴۶ف منفصلہ یکم مہر سنہ ۱۳۴۷ف

محمد اسحاق — مرافع بوکالت مولوی محمد عبدالرزاق خان صاحب و مولوی محمد صلیح الدین صاحب کلاد

بنام

سرکار عالی — مرافعہ علیہ بوکالت مولوی عبداللہ پاشاہ صاحب ایڈوکیٹ

سرکار عالی کو حسب صوابدید دست اندازی کا اختیار -

تجویز ہوئی کہ جب یہ معلوم ہو جائے کہ کسی عہدہ دار کے ناجائز حکم سے رعایا کے حقوق متاثر ہو رہے ہیں تو سرکار عالی کو اپنے حسب صوابدید اُس کی ترمیم کرنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے -

واقعات یہ ہیں کہ سروے نمبرات (۳۶ - ۱۲ - ۱۶۶ - ۱۸۵ - ۲۱ - ۲۴۴ - ۲۵۱ - ۲۷۷ - ۲۸۵ - ۳۵۱ - ۳۷۲ - ۳۰ - ۴۳ - ۳۷ - ۴۳۹ - ۱۳۹) پرمپوک موقوعہ موضع الکل تعلقہ مکتھل ضلع محبوبنگر کے منجملہ یکصد یکر کا پٹہ محمد اسحاق کے نام مولوی سید محمد علی صاحب منصرم دوم تعلقدار نے مورخہ ۳۰ خورداد ۱۳۳۶ف کو خلاف اختیار منظور کیا آبان ۱۳۴۱ف میں رعایائے موضع کی درخواست پر محمد اسحاق کا جواب لیکر ڈویژن افسر صاحب نے ضلع میں تحریک کی کہ تجویز پٹہ نہایت

مرافعہ بنا راضی تجویز جناب صوبہ دار صاحب میدک مورخہ ۱۲ مہر ۱۳۴۵ف -

محمد اسحاق
بنام
سرکار عالی

تعجیل سے ہوئی ہے نہ کسی سررشتہ سے مشورہ ہے اور نہ اشتہار کی تعمیل بموجب قاعدہ ہوئی ہے پرمیوک پٹہ کی کارروائی میں پٹواری کو اجرائی اشتہار کا اختیار تھا نہ ڈویژن افسر صاحب کو بلامشورہ تحصیل راست اپنے محکمہ سے پٹہ کرنے کی ضرورت تھی اس طرز عمل سے یقیناً یہ کارروائی مشتبہ ہوجاتی ہے ذریعہ گشتی نمبر (۱۷) ۱۳۳۰ف وسیع الرقبہ ور پرمیوک کے منجملہ ہے پٹہ کرنے کی ممانعت ہو چکی تھی اور ذریعہ گشتی نمبر (۱۲) بابتہ ۱۳۳۱ف وسیع الرقبہ کی صراحت یکصد ایکر یا اُس سے زاید کی ہوئی تھی۔ پھر اسی سال ذریعہ گشتی نمبر (۱۳) ۱۳۳۱ف قطعاً ایسے اراضیات کے پٹہ دینے کی ممانعت ہوئی اُن احکام کی موجودگی میں سال ۱۳۳۷ف میں جو پٹہ کیا گیا ہے وہ برقرار رکھنے کے قابل نہیں ہے اور بموجب گشتی نمبر (۱۶) بابتہ ۱۳۳۲ف پٹہ قابل منسوخی ہے۔ پٹہ دار نے جو جواب پیش کیا ہے اُس سے ظاہر ہے کہ وہ کاشت نہیں کرتا ہے اراضی ناقابل کاشت ہے نے بلاوجہ کوئی رقم سرکاری ادا نہیں کرتا یقیناً بنجرائی وصول ہوتی ہوگی آج تک پھوڑی بھی نہیں ہوئی ہے بروئے گشتی نمبر (۶۸) ۱۳۲۵ف ایسا اختیار ضلع کو حاصل ہے اول تعلقدار صاحب ضلع نے بعد سماعت بحث پٹہ دار ۱۳ اسفندار ۱۳۴۷ف کو تجویز کی کہ ڈویژن کی رپورٹ سے اتفاق کیا جاتا ہے حسب رائے ڈویژن افسر صاحب احکام اجرا ہوں اگر محمد علی صاحب ڈویژن افسر موجود ہوں تو اُن کا جواب بطریقہ معمولی لیا جائے۔

ضلع کی اس تجویز کی ناراضی سے محکمہ صوبہ داری میں مرافعہ ہوا۔ عذرات پیش ہوئے کہ اراضی زیر بحث کا پٹہ و قبضہ ہو چکا ہے اور سالانہ رقم مالگزاری داخل کی جارہی ہے لہذا کارروائی پٹہ منسوخ نہیں کی جاسکتی۔ مجرد درخواست رعایا دیگر ایک منفصلہ کارروائی کا تازہ کرنا درست نہیں ہے۔ مرافع نے اراضی زیر بحث پر ایک کثیر رقم صرف کی وغیرہ صوبہ دار صاحب نے تجویز کی کہ رپورٹ تحت سے ظاہر ہے کہ بغیر کسی صرفہ کے محض چرائی سے فائدہ اُٹھایا جارہا ہے۔ پرمیوک رقبہ کی لاؤنی اور اُس کے متواتر امتناعات زیادہ صراحت کے محتاج نہیں ہیں اس قدر وضاحت کافی ہے کہ ذریعہ گشتی ۱۷ بابتہ ۱۳۳۰ف وسیع الرقبہ اراضی افتادہ وگٹ و پرمیوک کو سالماً یا جزاً پٹہ پر دئے جانیکی قطعاً ممانعت ہو چکی ہے اور ذریعہ گشتی نمبر (۱۳) بابتہ ۱۳۳۱ف اسکی

محمد اسحاق بنام سرکار عالی

تاکید بھی کردی گئی ہے اور بعد میں ذریعہ گشتی نمبر (۱۶) بابتہ ۱۳۳۲ف کے ذریعہ صرف اُن قطعات کے پٹہ کا اختیار دیا گیا ہے جو اندرون (۱۰) سال افتادہ رہے ہیں پٹہ کا جو ناجائز طریقہ پر تجویز کردی گئی ہے اور اُس پر متضاد یہ کہ متعدد نمبرات سی بغیر عمل بھوڑی کے مجموعی یکصد یکر اراضی دیدی گئی اور اسپر درخواستگزار کا اصرار امتداد زمانہ کے عذر سے بحالی پٹہ کا ہے حالانکہ وہ مقامی کاشتکار ہے نہ زراعت پیشہ بلکہ درمیانی ایجنٹ لیکر رعایا سے تمتع حاصل کیا جارہا ہے احکام سرکار کے اثرات کو قائم رکھنے کے لیئے نہ صرف عہدہ دار عطا کنندہ پٹہ کے خلاف کارروائی کرنے کی ضرورت ہے بلکہ بے ضابطہ اور ناجائز پٹہ کی تنسیخ بھی ضروری ہے ۔ لہذا ضلع کی تجویز درست اور ناقابل دست اندازی ہے ۔ حکم ہوا کہ مرافعہ نامنظور

صوبہ داری کی اس تجویز کی ناراضی سے محمد اسحاق ولد شیخ حیدر نے محکمۂ ہذا میں مرافعہ ثانی بعذرات ذیل پیش کیا ہے ۔

عذرات

گشتی نمبر (۶۸) ۱۳۲۵ف کا تعلق ایسی اراضیات سے ہے جن میں درختان آبکاری ہوں اور اُس کو اخفا کرکے دی گئی ہوں ۔ حالانکہ رپورٹ پٹواری میں صاف طور پر لکھا گیا ہے کہ ان اراضیات میں درختان آبکاری ہیں اور نہ چوبینہ غیری وارسالی بھی ہے ضلع کی تجویز درست نہیں ہے نمبرات زیر بحث نہ وسیع الرقبہ ہیں (۸) نمبرات اندرون (۱۰) یکر ہیں (۴) نمبرات اندرون (۵ یکر) ہیں (۲) نمبرات اندرون (۲ یکر) ہیں ان (۱۴) نمبرات کے منجملہ (۶) قطعہ سروے نمبرات موازی (۸ یکر ۵ گنٹہ) کے سالم رقبہ پر بصرفہ کثیر قابل کاشت بنا کر سائل قابض و متصرف ہے اور یہ نمبرات بندوبست شدہ ہیں اس لیئے اس کے بھوڑی کی ضرورت نہ تھی یکصد یکر پر سائل دس سال سے بحیثیت پٹہ دار قابض و متصرف ہے اس لحاظ سے سائل کا قبضہ زاید از سہ سالہ ناقابل تنسیخ ہے اور نہ کسی مشورہ کی ضرورت تھی ۔ ڈویژن کے اختیارات تحصیل سے برتر ہیں جس میں اختیارات تولاؤنی داخل ہیں ڈویژن سے پٹہ دیا جانا نفع سرکاری پر مبنی ہے بلحاظ رقبہ کاگزاران میں یکصد یکر کا پٹہ لائق بحالی ہے ان نمبرات میں جوار کی کاشت ہوتی ہے جس کی تصدیق تختہ نمبر (۳) پھانی پترک سی ہوسکتی ہے ایسی صورت میں یہ کہنا کہ صرف بنجرائی وصول کی جاتی ہے صحیح نہیں ہے بعض

محمد اسحاق
بنام
سرکار عالی

شریر النفس رعایا نے بسازش پٹواری عطاء پٹہ کے (۵) سال بعد تنسیخ پٹہ کی کارروائی کیا اور پٹواری نے غلط رپورٹ اپنی سابقہ رپورٹ کے خلاف کی ہے کہ ان نمبرات میں کاشت نہیں ہوتی سائل بدرجۂ مجبوری اس امر پر بھی راضی ہے کہ (۸) قطعہ نمبرات میں جس پر جیدہ جیدہ قبضہ ہے اُس کے بجائے سالم سروے نمبر (۱۴۹) موازی (ا لعہ یکر ۴ گنٹہ) کا پٹہ سائل کے نام کیا جائے تو بقیہ (۷) نمبرات کے مزرعہ اراضی سے بنظر ختم حجت بیدخل ہوجاؤں اور وہ سالم نمبرات تحت پرمیوک شریک کرئے جاسکتے ہیں یا کسی دوسرے نمبرات سے (۳ یکر) کا تکمیلہ کردیا جاکر بقیہ نمبرات واپس لے لئے جائیں تاکہ بھوڑی وغیرہ کی ضرورت باقی نہ رہے سائل اراضیات مذکور کا کاشتکار ہے اور اس کا ذریعہ محض زراعت پر ہے وغیرہ - لہذا استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ ہذا بہ تنسیخ فیصلہ جات تحت من مرافع کے نام ڈیویژن سے جو پٹہ ۱۳۳۷ف میں منظور ہوا ہے وہ قائم و بحال رکھا جائے -

حکم عالیجناب مسٹر گرافٹن اسکوائر آئی - سی - یس منصرم صدر المہام بہادر مال

تمہید - مثل پیش ہوئی - مولوی صلیح الدین صاحب وکیل ہائیکورٹ و مولوی عبداللہ پاشاہ صاحب وکیل منجانب سرکار ہیں - بحث سماعت کی گئی اس میں شک نہیں کہ جس طریقہ سے اراضی زیر بحث کا پٹہ مرافع کے نام کیا گیا وہ ناجائز تھا فقرہ (۲۸۵) قانون مالگزاری اراضی میں جس ضابطہ کی صراحت کی گئی ہے اُس کی پابندی نہیں کی گئی درخواست پٹہ بتوسط اہلدیہ کیگئی اور نہ تحصیل نے اس کی منظوری دی - ڈویژن صاحب نے راست پٹہ منظور کیا حالانکہ عہدہ دار مجاز منظوری تحصیلدار تھا - مقدمۂ ہذا کی دیگر بے ضابطگیوں کی یہاں پر تفصیل کرنا غیر ضروری ہے ان تمام امور کے نظر صوبہ دار صاحب نے بالکل بجا طور پر یہ تجویز فرمائی ہے کہ اس کارروائی پٹہ میں اُن متعدد گشتیات کو نظر انداز کیا گیا ہے جس کی رو سے سرکار عالی نے وسیع الرقبہ افتادہ نمبرات کو لاؤنی پر اُٹھانے کی ممانعت کی ہے -

مرافع کا یہ استدلال ہے کہ تین سال بعد پٹہ منسوخ کرنا قانوناً جائز نہیں ہے فقرہ (۱۶۶ب) مرممہ قانون مالگزاری کے تحت تعلقدار ضلع کے اختیارات نگرانی بہت وسیع ہیں اور اسکی کوئی تحدید قائم نہیں کیگئی ہے بدیہی طور پر قرین انصاف یہی ہے کہ جب یہ معلوم ہوجائے کہ کسی عہدہ دار کے ناجائز حکم

محمد اسحاق بنام سرکار عالی

سے رعایا کے حقوق متاثر ہو رہے ہیں تو سرکار عالی کو اپنے حسب صوابدید اُس کی ترمیم کرنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے میرے خیال میں تعلقدار صاحب وصوبہ دار صاحب نے صحیح طور پر فقرہ (۱۶۶) ب کے مقدمۂ ہذا سے متعلق کیا ہے گو دوم تعلقدار صاحب کا حکم پٹہ دفعہ مذکور کے نفاذ سے پیشتر کا ہے پھر بھی سابقہ دفعہ (۱۶۶) کے تحت سرکار عالی کو عام اختیار نگرانی حاصل ہیں مرافع نے جو دیگر کاغذات پیش کئے ہیں وہ حکم پٹہ کے صریحی بیضابطگی کے بہ نظر غیر اہم ہو جاتے ہیں البتہ پٹہ کی اس طرح تنسیخ ہونے کے بعد ایسے رقبہ کے لئے جو تحت قواعد پٹہ دیا جا سکتا ہو مرافع کی جدید درخواست بابت پر ضلع اور تحصیل میں لحاظ کیا جا سکتا ہے اور اگر دوران کارروائی پٹہ میں مرافع یہ ثابت کر سکے کہ اُس نے اراضی زیر بحث کو قابل کاشت بنانے کے لئے کافی صرفہ برداشت کیا ہے تو بلاشبہ اُس کی درخواست لحاظ مناسب کی مستحق ہوگی - لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ نامنظور۔

مرافعہ صیغۂ عطیات

نشان مثل ۲۷/۸ سنہ ۱۳۴۸ف منفصلہ ۳۰ بہمن سنہ ۱۳۴۸ف

چندو بائی مرافعہا بوکالت پنڈت رام راؤ صاحب وکیل

بنام

اسٹیٹ پائیگاہ نواب معین الدولہ بہادر مرافعہ علیہ بوکالت ....

رسوم - معاش مسلمہ پائیگاہ ہے تو رسوم شریک خالصہ نہ ہونا۔

تجویز ہوئی کہ حسب معاش مسلمہ پائیگاہ ہے اور اس کی اجرائی میں پائیگاہ کو عذر نہیں ہے تو رسوم شریک خالصہ کرنے کا موقعہ نہیں ہے اور نہ ایسا ہو سکتا ہے۔

واقعات یہ ہیں کہ وینکر بھانجی راؤ کے نام موضع جونگی جاگیر علاقہ پائیگاہ نواب اعانت جنگ معین الدولہ بہادر ایک چاور اراضی وبلغ دس ہن ذریعہ سند میر نجف علی شاہ ابن غازی سلطان محمد شاہ بادشاہ مورخۂ ۲۵ ربیع الثانی ۱۰۸۱ھ برائے خدمت سر وسیکھی بحال ہوئی۔

ف - سماۃ چندو بائی زوجۂ گرا چاری نے ضلع گلبرگہ شریف میں درخواست مورخۂ ۲۹ اسفندار سنہ ۱۳۳۶ف معہ نقل مراسلہ صدر المہامی پائیگاہ موسومہ میر مجلس پائیگاہ آسمانجاہی ۱۵۴۲/۱۲۱۲ مورخۂ یکم امرداد ۱۳۳۷ف

مرافعہ بنا راضی تجویز عالیجناب نواب غوث یار جنگ بہادر صوبہ دار گلبرگہ شریف مورخۂ ۵ شہریور سنہ ۱۳۴۷ف۔

چندو بائی
بنام
اسٹیٹ پائیگاہ
نواب معین الدولہ بہادر

پیش کی کہ موضع جونگی میں (۱) سروے نمبرات (۱۰) موازی (۸ ایکر ۳۳ گنٹہ) حاصلی (۲)
(۲) سروے نمبر (۱۹) ” (ایکر ۱۳) ” ” (۲)
(۳) ” ” (۲۲) ” (ایکر ۳۵ گ) ” (۹)

اراضی انعام کے علاوہ مبلغ (۱۲) رسوم نقدی سائلہ کے نام بحال ہے اس انعام کی بحالی کے لئے سائلہ علاقہ پائیگاہ میں رجوع تھی محکمۂ پائیگاہ نے فہمائش دی کہ معاش عطیہ سلطانی ہے علاقۂ دیوانی میں رجوع ہو چنانچہ اراضی بھی واگذاشت فرمائی گئی معاش عطیہ سلطانی و بھگوٹہ قدیم ہے اور زمانہ سے مورثوں اور سائلہ کے قبضہ میں چلی آرہی ہے لہذا بعد تحقیقات بحال فرمائی جائے ۔

سند مذکور بغرض تصدیق دفتر دیوانی و مال پر بھیجی گئی دفتر موصوف نے ذریعہ مراسلہ نمبر (۱۸) مورخہ ۲ آذر ۱۳۳۲ ف سند کو اس جواب کے ساتھ واپس فرمایا کہ سند مورخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۰۸۱ھ عہد سلاطین آصفیہ کے ماقبل زمانہ کی مجریہ ہے جس کی تصدیق کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اگر سند مذکور کی تجدید عہد آصفیہ میں ہوئی ہو تو نشاندہی پر تلاش ممکن ہے ۔

جس پر تجدید سند کے متعلق دعویدارہ سے دریافت کیا گیا ۔ لیکن اس کی نسبت کوئی وثیقہ پیش نہیں ہوا۔

بنا بر آں صوبہ داری میں اس کی تحقیقات باضابطہ شروع ہوئی بعد اجرائی اشتہار عذرداری جو بتوسط علاقہ پائیگاہ تعمیل پایا کوئی عذرداری پیش نہیں ہوئی تو مسماۃ چندو بائی دعویدارہ اور اُس کے دو گواہاں (۱) مسمی کشن راؤ معمر (۶۲) سالہ متوطن جیتا پور (۲) مسمی ناگو راؤ ولد بھیم راؤ پٹواری معمر (۵۰) سالہ متوطن جونگی کے بیانات قلمبند کئے گئے جس سے ظاہر ہے کہ وینکر راؤ سرو سیمکھ کے نام یہ انعام بحال ہوا تھا جو عطیہ شاہی ہے ۔ دیسمکھ مذکور کے خاندان میں بحال چلا آرہا ہے یہ انعام سندرا بائی کے نام تھا اُس کے بعد چندو بائی دختر کے قبضہ میں آیا یہ لوگ اپنے سن شعور سے اس کا قبضہ دیکھ رہے ہیں اور چندو بائی کا نام کاغذات موضع میں ہے نقدی برآئندہ اور اراضی بحال ہے ۔ گواہ نمبر (۱) کشن راؤ کا بیان ہے کہ وہ خاندان سے واقف ہے اور شجرہ نسب اس طرح تبلایا جاتا ہے کہ :-

چند وبائی بنام اسٹیٹ پائیگاہ نواب معین الدولہ بہادر

وینکر بھانجی راؤ
|
وینکٹ راؤ

جالیا لاولد فوت — منلپیا

جگدیش پنت — وینکٹ راؤ
|
بھیمراؤ — نیلپیا - لاولد صاحب معاش
|
سندرا بائی زوجہ — یہ لاولد ہونے سے سندرا بائی کو معاش ملی -
|
چند وبائی دختر حال مرافعہا

گواہ نمبر(۲) پٹواری نے دیہہ جھارڑہ ۱۳۳۱ف وخام جمعو خرچ ۱۲۶۱ف موضع جونگی مرہٹی صوبیداری میں پیش کیا - بتلایا جاتا ہے کہ اس میں صرف نام سردیسکھ تین من ایک پائیلی بمد انعام درج ہے لیکن نام سردیسکھ نہیں لکھا ہے نیز پٹواری مذکور نے بیان کیا کہ چند وبائی کے نام سروے نمبر (۱۰ و ۲۲) موازی (لے ـــــ ۵ ۲ گنٹہ) محاصلی (ماسہ) کا انعام جونگی میں بحال ہے -

نقل تختہ منتقلی معاش مذکور ضلع شاہ آباد علاقہ پائیگاہ مورخہ یکم آذر ۱۳۲۴ف جو کہ دعویدار کی جانب سے صوبیداری میں پیش ہوا اس کے متعلق بتلایا جاتا ہے کہ سندرا بائی نے اراضی انعام مذکور اپنی حیات میں اپنی دختر چندوبائی کے نام منتقل کرنے کی درخواست پیش کی ہے جو ضلع سے منظور اور معاش نقدی (سے) روپیہ کی نسبت علحدہ بصیغۂ انعام کارروائی کرنے کا حکم دیا - معلوم ہوتا ہے کہ اس کے علاوہ اور کوئی وثیقہ پیش نہیں ہوا بالآخر بتاریخ ۵ شہریور ۱۳۳۷ف نواب صوبہ دار صاحب نے تجویز فرمائی کہ :-

یہ کارروائی دریافت انعامی کی ہے بروئے سند ۲۵ ربیع الثانی ۱۰۸۱ھ بنام وینکر راؤ بھانجی سردیسکھ بعوض خون بہا با ولاد واحفاد کرسی درکرسی کے الفاظ سے جاؤرات ونقدی رسوم بحال ہوئی مہر سند کے الفاظ

چیند وبائی
بنام
اسٹیٹ پائیگاہ
نواب معین الدولہ
بہادر

حسب ذیل ہیں -
بریدنجف علی شاہ ابن سلطان محمد شاہ بادشاہ غازی دفتر ملکی کو سند بھیجی گئی تھی جہاں سے جواب آیا کہ عہد سلاطین آصفیہ کے ماقبل زمانہ کی مجریہ ہے جس کی تصدیق کا کوئی ذریعہ نہیں اگر سند مذکور کی تجدید عہد آصفیہ میں ہوئی ہو تو نشاندہی پر تلاش ممکن ہے مذکورہ جواب سے سند کے جعلی ہونے کا کوئی شبہ پیدا نہیں ہو سکتا - اراضی انعام جاگیر جونگی علاقہ پائیگاہ چیتاپور ضلع بشیرآباد میں واقع ہے سندرابائی نے بوجہ لاولدی اپنی دختر چندوبائی کے نام منتقلی معاش کی درخواست پیش کی - ضلع مذکور نے اراضی کی حد تک منتقلی بنام دختر کی سفارش کی اور نقدی (عہ) روپیہ کی نسبت بصیغہ انعام علیحدہ کارروائی کرنے کا حکم دیا اگر صدرالمہامی پائیگاہ معاش عطیہ سلطانی قرار دیکر معاش واگذاشت اور دیوانی میں رجوع ہونے کی ہدایت دی اس بنا پر محکمہ ہذا میں دریافت انعامی عمل میں آئی - شجرہ منجانب دعویدارہ جو پیش ہوا اُس کے مورث دینکر داؤ بھانجی بتلایا گیا اُس کے سگے پوتا بھیراؤ کی دختر چندوبائی کی زوجہ گراچاری ہے جو شہادت لسانی سے بھی ظاہر ہے اور بقدر (۳۵ ایکر) ۵ گٹ محاصلی (۶ماسہ) کی اراضی انعام پر قبضہ پایا گیا - مابقی (۶ ایکر) زاید برآمد ہے جو بیٹہ ہے اب رہی معاش نقدی اُس کی اجرائی کا کوئی وثیقہ منجانب دعویدارہ پیش نہ ہوا چونکہ یہ معاش نقدی سندی ہے - لہذا بحق سرکار عالی خالصہ میں شریک اور علاقہ پائیگاہ سے علاقہ دیوانی میں جمع کرانیکا انتظام منجانب پائیگاہ ہوا ہے - پس اراضی انعام (۱۸ ایکر ۲ گنٹہ) محاصلی (۸ ماسہ) بنام چندوبائی زوجہ گراچاری دوامًا بحال کی جاتی ہے -

اب اسی تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے چندوبائی نے بعذرات ذیل محکمہ ہذا میں مرافعہ پیش کیا ہے -

عذرات

ا - فیصلہ تحت معاش نقدی رسوم سردیسائی گری کی حد تک خلاف روئداد مثل و خلاف انصاف ہے -

۲ - یہ کہ معاش زیر بحث سندی موضع جونگی علاقہ پائیگاہ متعلقہ چیتاپور اراضیات انعام کے علاوہ رسوم سردیسائی گری سالانہ (۱۲ روپیہ) مسلمہ علاقہ پائیگاہ ہے اور اجرائی معاش کے اسنادی کاغذات تحت میں پیش ہو چکے ہیں بغیر ملاحظہ نقدی معاش کی بحالی سے انکار فرمانا صحیح نہیں ہے -

چندو بائی بنام اسٹیٹ پائیگاہ نواب معین الدولہ بہادر

ف - یہ کہ معاش زیر بحث اور اراضیات انعامی کی تحقیقات انعامی اولاً علاقہ پائیگاہ میں منجملہ اراضیات رسوم مندرجۂ سند صرف موضع جونگی کی حد تک آغاز ہوئی حالانکہ جملہ معاش مندرجہ سند موقوعہ علاقہ پائیگاہ کی تحقیقات لازمی تھی - لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وجہ غیر مقبوضہ بقیہ معاش مانع تحقیقات ہوئی ہے اور دوران دریافت انعامی ۱۲۹۹ف میں معاش نقدی (للعہ ۱۲/ار) بھی ضبط کئے گئے تھے ۱۳۱۲ف میں تا ختم تحقیقات نصف معاش اور مابقی برآئندہ رکھی گئی اس کے بعد اجلاس صدر المہامی پائیگاہ سے بزمانۂ نگرانی سرکار ذریعہ نمبر ($\frac{۱۵۴۲}{۱۳۱۲}$) مورخہ یکم امرداد ۱۳۳۷ف موسومہ میر مجلس صاحب پائیگاہ معاش زیر بحث عطیہ شاہی قرار دیکر یہ تصفیہ فرمایا گیا کہ معاش واگذاشت کر دیجائے اور معاش کو سررشتہ انعام علاقہ دیوانی میں رجوع ہونے کی ہدایت دیجائے ملاحظہ طلب مثل پائیگاہ نمبر ($\frac{۱}{۸}$) ۱۳۰۵ف -

ف - یہ کہ بہ تعمیل ہدایت علاقہ پائیگاہ سرکار عالی میں رجوع ہو کر حسب ضابطہ تحقیقات کرائی گئی اور اجرائی رسوم خزانۂ علاقہ پائیگاہ وثنائق تحت میں پیش کئے گئے باوجود اس کے صرف اراضیات انعامی کے حد تک بحالی دوام کا حکم صادر فرمایا گیا - ساتھ ہی اس کے نقدی رسوم شریک خالصہ کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ قابل تنسیخ ہے -

ف - یہ کہ چونکہ خود علاقہ پائیگاہ بزمانۂ نگرانی سرکار معاش عطیہ شاہی تسلیم کرکے علاقہ دیوانی میں رجوع ہونے کی ہدایت دیجانے پر علاقۂ سرکار عالی میں تحقیقات ختم کرائی گئی ہے اس لئے علاقہ پائیگاہ کی جانب سے تحت میں کوئی عذر داری پیش نہ ہونیکے باعث فریق مقدمہ نہیں بنایا گیا - حسب ہدایت اب فریق بنایا گیا -

ف - بقیہ عذرات بوقت سماعت بحث عرض کئے جائیں گے - لہذا

بمنظوری مرافعہ نقدی رسوم سرو یسائی گری مبلغ (للعہ ۱۲/ار) کے بھی بحالی دوام کا حکم صادر فرمایا جائے اور مابقی معاش مندرجۂ سند عطیہ شاہی کے تحقیقات کا حکم ہو تو عین پرورشی ہوگی -

حکم عالیجناب مولوی محمد عبد الباسط خاں صاحب ناظم عطیات -

چندربائی بنام اسٹیٹ پائیگاہ نواب معین الدولہ بہادر

تمہید - وکیل مرافع حاضر آئے بحث سنی گئی - فریق ثانی پائیگاہ نواب معین الدولہ بہادر ہے باوجود اطلاع کوئی پیروی نہیں ہوئی - سرکار عالی کو بھی فریق بنایا گیا - کیونکہ رسوم متدعویہ کو شریک خالصہ بحق دیوانی کرنے کی تجویز عدالت تحت سے صادر ہوئی ہے واقعہ یہ ہے کہ مرافعہا کی جانب سے معاش سر دیسکھی اراضی سیری و رسوم کا دعوے پیش ہوا تھا معاش علاقہ پائیگاہ میں واقع ہے عطیہ شاہی ہونے کا ادعا کیا گیا تحقیقات میں اور خود پائیگاہ کو بھی تسلیم تھا کہ معاش متدعویہ عطیہ شاہی ہے اور جاری ہے بعد دریافت سیری بحال کیگئی اور رسوم کی حد تک اجرائی کا وثیقہ پیش نہیں ہوا تھا اس کے شرکت خالصہ کا حکم دیا گیا - اس معاش کی دریافت انعامی اولاً پائیگاہ میں ہو چکی ہے ملاحظہ ہو تختہ دریافت انعام بابتہ ۱۳۲۸ف اس کے خانہ نمبر (۱۰) میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ نقدی رسوم (للعہ ۱۲) خزانہ تحصیل چیتاپور سے ملتا ہے اور جو عمل قطعی پائیگاہ سے ہوا تھا وہ بھی دوران کارروائی میں تھا اور یہ امر پائیگاہ کا مسلمہ ہے کہ دونوں نوعیت کی معاش عطیہ شاہی ہے - ملاحظہ ہو مراسلہ صدر المہام بہادر پائیگاہ نمبر (۱۵۴۲) مورخہ یکم امرداد ۱۳۳۷ف اس مراسلہ میں جس معاش کا حوالہ دیا گیا ہے وہ اسی تختہ کی مندرجہ معاش تھی جو بغرض منظوری حسب صراحت صدر پیش ہوا تھا - بہرحال جب پائیگاہ کی مسلمہ معاش ہے اور اس کی اجرائی میں پائیگاہ کو کوئی عذر بھی نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ رسوم کے شریک خالصہ کرنے کا موقع نہیں ہے اور نہ ایسا ہو سکتا ہے - لہذا

مرافعہ منظور کیا جاتا ہے سیری کی بابتہ رسوم متدعویہ بھی لائق بحالی دوام ہوگا -

مرافعہ صیغہ عطیات

۱۳۴۸ف
نشان مثل ۸۲/۸۲
منفصلہ ۶ بہمن ۱۳۴۶ف

گنیش راؤ — مرافع بوکالت پنڈت گنڈے راؤ صاحب جوشی و پنڈت رینوکا داس راؤ صاحب کلاء -

بنام

نرسنگراؤ — مرافعہ علیہ بوکالت پنڈت مادھو راؤ صاحب ماڈھیکر و پنڈت دامودھر راؤ صاحب وکلاء -

مرافعہ بنا راضی تجویز نواب غوث یار جنگ بہادر صوبیدار صوبۂ گلبرگہ شریف مورخہ ۱۲ خورداد ۱۳۴۶ف -

گنیش راؤ بنام نرسنگراؤ

گشتی ۱۰ بابتہ ۱۳۳۹ ف عمل وضعات فیصدی (صہ) رسوم سے مستثنے ہونا - اراضیات سیریات سے گشتی بلحاظ الفاظ منتخب متعلق ہونا -

تجویز ہوئی کہ رسوم سے عمل وضعات فیصدی (صہ) حسب گشتی نمبر (۱۰) بابتہ ۱۳۳۹ ف متعلق نہ ہونا - البتہ اراضیات سیریات سے وضعات کا عمل بلحاظ الفاظ منتخب متعلق ہونا -

مختصر واقعات یہ ہیں کہ بموجب منتخب تعمیل نشان (۲۳۸) بابتہ ۱۲۹۷ ف (۲۳) مراضعات کی اراضی موازی (اسماعی) بیگہ) محاصلی (الـ) ورسوم بحساب (۸) جملہ رسوم (اسامی) بعنوان دیسکھی اشخاص مندرجہ حاشیہ کے نام بالفاظ "حسب حال بحال و جاری رہے" بحال ہوئی -

(۱) نرسنگراؤ بن ڈھل راؤ دیسکھ - بھرجی راؤ بن آبا راؤ - دیوراؤ بن دولت راؤ بابوراؤ بن بھاؤراؤ - باجی راؤ بن باباجی
(۲) بھرجی بن ایشونت راؤ معہ برادران کارہری بائی زوجہ راوراؤ بن شاہ جی راؤ معہ برادران -

ف - اس کارروائی کا تعلق بھرجی بن ایشونت راؤ صاحب منتخب نمبر (۲) کے سلسلہ سے ہے بھرجی صاحب منتخب نمبر (۲) کی وراثت بنام بھرجی بن گوئند راؤ نبیرہ منظور ہوئی - بھرجی بن گوئند راؤ فوت اس کی وراثت بھاؤراؤ سوتیلے چچا کے نام ضلع سے منظور ہوئی یکم بہمن ۱۳۴۱ ف کو یہ بھاؤراؤ ولد بھرجی کا انتقال ہوا ضلع عثمان آباد میں کارروائی وراثت آغاز ہوئی - مسمی گنیش راؤ ولد انند راؤ نے درخواست پیش کی کہ بھاؤراؤ بگذاشت زوجہ انجنا بائی لاولد فوت ہوا فدوی متوفی کے والد کے حقیقی بھائی آباجی راؤ کا پوتا ہے برادر متوفی کا خاندان مشترکہ ہے - لہذا وراثت سائل کے نام بشکمیداری سری پت راؤ برادر خورد منظور فرمائی جائے متوفی کی برادری سے نرسنگراؤ ولد بھیمراؤ ہے یہ شخص متوفی کے والد بھرجی کے سوتیلے بھائی دیوراؤ کا پوتا ہے - متوفی اور نرسنگراؤ کا خاندان منقسمہ ہے اشتہار عذرداری جاری ہوا - اندرون مدت مسمی نرسنگراؤ نے بھی درخواست دی کہ متوفی میرے والد کے حقیقی چچازاد بھائی تھے ہیں اور متوفی بحالت اشتراک رہتے تھے متوفی کو از قسم ذکور کوئی وارث نہیں - لہذا وراثت میرے نام منظور ہو -

گنیش راؤ
بنام
نرسنگ راؤ

بیرون مدت سمی زنگراؤ وغیرہ نے بھی عذرداریاں کیں کہ ہمارے حصوں کی حدتک ہماری شکمی درج تختہ کی جائے سمی گنیش راؤ نے ان عذرداریوں کا جواب ذریعہ درخواست پیش کیا۔ اختصار یہ ہے کہ متوفیٰ کا اور ان لوگوں کا خاندان ایک زمانہ سے منقسم چلا آرہا ہے انہوں نے شجرہ بھی غلط پیش کیا ہے ان کی درخواست بلا مزید کارروائی لائق اخراج ہے وراثت سائل کے نام منظور فرمائی جائے اس دوران میں کارروائی تحت اختیارات ضلع سے صوبہ داری میں منتقل ہوئی بقرار داد پیشی فریقین کو پیش سازی ثبوت کا موقع دیا گیا گنیش راؤ وشہود وغیرہ کے بیانات قلمبند ہوئے۔ بالآخر مورخہ ۱۲ خورداد ۱۳۴۷ف کو نواب صوبہ دار صاحب نے تجویز ذیل فرمائی۔

صاحب منتخب نمبر (۲) بھرجی راؤ ولد الیشونت راؤ تھا جس کے اور (۵) بھائی تھے جن کا نام منتخب میں نہیں ہے بلکہ معہ برادراں لکھا ہے۔ بھرجی راؤ اولی کی فوتی پر وراثت پسرہ بھرجی راؤ ثانی کے نام منظور ہوئی یہ ۱۳۱۵ف میں فوت ہوا تو وراثت بھاؤ راؤ چچا کے نام منظور ہوئی گنیش راؤ وسری پت راؤ دعویدار ابتداً ہوئے اور نرسنگ راؤ عذردار ان کے علاوہ دیگر اشخاص زنگراؤ فوت قائم مقام نانا صاحب مارتنڈ راؤ وہری چند نابالغان وما دھوراؤ و بھاگوت راؤ عذردار ہوئے۔ شجرہ سے زنگراؤ عذرداران کی قرابت قریبہ ظاہر نہیں ہے اور گنیش راؤ وسری پت راؤ و نرسنگ راؤ اصل صاحب منتخب کے بھائی دیوراؤ و انا راؤ کے پوترے ہیں اور متوفی بھاؤ راؤ کے چچازاد بھائیوں کے فرزندان یعنی چچیرے بھتیجے ہوتے ہیں وراثت تا بعد بھاؤ راؤ متوفیٰ بنام گنیش راؤ وسری پت راؤ ولدان اننت راؤ بقیام شکمیداری نرسنگ راؤ ولد بھیم راؤ منظور ہوئی بقیہ عذرداران کی عذرداری بوجہ قرابت قریبہ ثابت نہ ہونے سے خارج۔ معاش اراضی و رسوم پر مشتمل ہے اور الفاظ بحالی "حسب حال بحال" غیر قطعی ہیں اگرچہ بعض نظائر میں طے ہوا ہے کہ رسوم ایسی صورت میں عمل تخفیف (۵۰) فیصدی سے محفوظ رہے گا مگر الفاظ احکام جاریہ مدد نہیں دیسکتے ہیں لہذا ہر دو معاش پر (۵۰) فیصدی وضعات کا عمل ہوگا جن کے خانگی حصہ ہیں وہ بدستور قائم رہیں گے جن کے مورثوں کا نام منتخب میں نہیں ہے ان کی اب سرکاری طور پر شکمی قائم نہیں

گنیش راؤ بنام نرسنگراؤ

ہوسکتی ہے۔تختہ رقبہ ابتک صحیح مرتب کرکے تحت نے روانہ نہیں کیا ہے اور نہ رسوم کی تحصیل نے حسب ضابطہ تصدیق کی ہے۔لہٰذا یہ کام ضلع کا ہوگا کہ متوفی کو جو رسوم اُس کے حصہ کا ملتا تھا اُس کی جانچ اور اطمینان کرکے وراثت منظورہ کا نفاذ کرے اور اراضیات مندرجۂ منتخب اور کاغذات جمبندی سے مقابلہ کرکے حسب گشتی ۳۶ ۱۲۹۹ف زاید برآمدہ کا اطمینان جناب ڈویژن افسر صاحب کو کرنا چاہیئے ۱۳۴۲ف سے کارروائی زیر دوران ہے اب مزید صحت رقبہ وغیرہ کے انتظار میں وراثت کے تصفیہ کو معرض التواء میں رکھنا صحیح نہیں ہے۔

اب تجویز مذکور الصدر کی ناراضی سے اپیل پیش ہوا ہے۔اہم عذرات حسب ذیل ہیں

عذرات

ف۱-یہ کہ تجویز تحت تا بحذ قیام شکمی نرسنگراؤ اور وضعات (۵ء۰) فیصدی خلاف قانون وانصاف اور مغائر روئداد مثل ہے۔

ف۲-یہ کہ عدالت ماتحت نے جو شجرہ مرتب فرمایا ہے وہ بلحاظ روئداد صحیح نہیں ہے بلکہ شجرہ پیشکردہ سائل ثابت ہے جس کو نظر انداز فرمانے میں عدالت ماتحت کو تسامح ہوا ہے۔

ف۳-عذر دار نرسنگراؤ بھاؤراؤ متوفی کے والد بھجرجی راؤ کے علاتی بھائی مسمی دیوراؤ کا پوتا ہے اور من دعویدار مرافع متوفی کے والد مسمی بھجرجی راؤ کے حقیقی بھائی مسمی اباجی راؤ جو کہ دیوراؤ (عذر دار نرسنگراؤ کے دادا) سے بڑے تھے اُن کا پوتہ ہے اس لحاظ سے بلحاظ احکام شاستری مرافع ہی تنہا مستحق وراثت ہے چنانچہ اوطان کی وراثت کی کارروائی میں معز زاجلاس صدرالمہامی سے بمحرومی نرسنگراؤ عذر دار وراثت بھاؤراؤ متوفی تنہا سائل کے نام منظور ہوئی ہے۔

ف۴-متوفی بھاؤراؤ اور من مرافع کا خاندان مشترکہ ہے اور نرسنگراؤ متوفی کا خاندان منقسمہ ہے۔اس لحاظ سے بھی بلحاظ احکام شاستر نرسنگراؤ عذر دار مرافعہ علیہ نمبر(۱) مستحق وراثت نہیں ہے جو امر محتاج توجہ عالی ہے۔

گنیش راؤ بنام نرسنگراؤ

۵۔ معاش زیر بحث معاش دیکھی ہے جو اراضیات سیری و رسوم پر مشتمل ہے متعدد نظائر سے یہ طے ہوا ہے کہ اس قسم کی زمینداری معاش میں وضعات فیصدی (۱۰؍) خلاف منشا و احکام ہے کیونکہ زمینداری معاش بلا لحاظ الفاظ بحالی دوام کے لئے بحال ہوتی ہے اس کے باوجود بھی عدالت ماتحت نے (۱۰؍) فیصدی وضعات کی تجویز فرمائی ہے جو بلحاظ منشا بحالی صحیح نہیں ہے بقیہ عذرات بوقت بحث عرض کئے جائیں گے۔ استدعا ہے کہ

بمنظوری مرافعہ تجویز عدالت ماتحت سے وضعات فیصد (۱۰؍) اور نرسنگراؤ کی شکمیداری کے قیام کا جز منسوخ فرمایا جا کر معاش زیر بحث بلا کسی وضعات کے وراثتاً سائل کے نام بحال فرمائی جائے تو معدلت ہے۔

حکم عالیجناب مولوی محمد عبد الباسط خاں صاحب ناظم عطیات۔

تمہید۔ وکلائے فریقین حاضر آئے۔ شجرۂ خاندانی درج ذیل کیا جاتا ہے۔

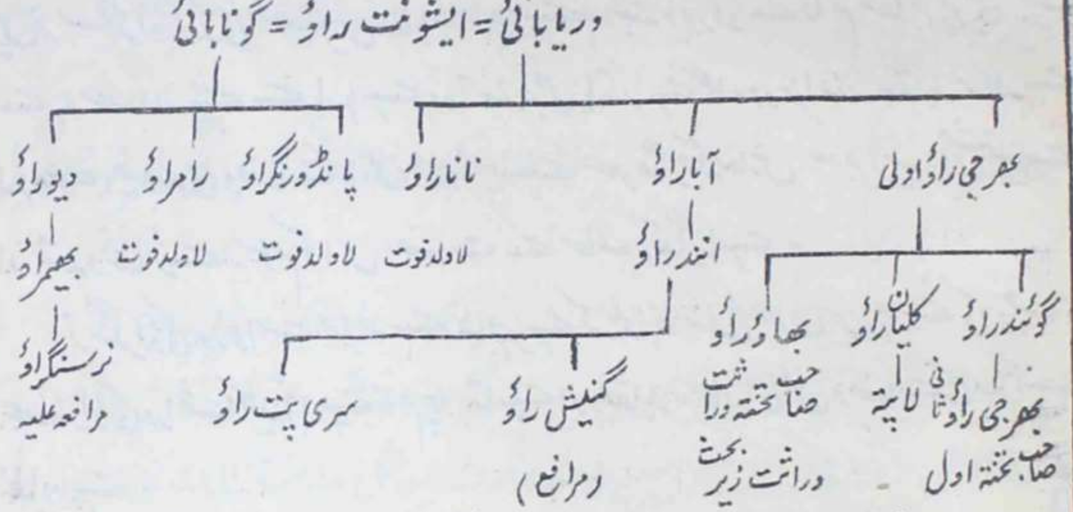

صاحب منتخب بھرجی راؤ اول کے بعد وراثت اس کے پوتہ بھرجی راؤ ثانی کے نام منظور ہوئی کہ گوئیند راؤ فرزند کلاں کا انتقال اپنے باپ کی موجودگی میں ہو گیا تھا اور اسی تختہ میں ایشونت راؤ کے جملہ فرزنداں اور بھرجی راؤ کے دیگر فرزندان کی شکمیداری درج کر دی گئی بھرجی راؤ ثانی کے انتقال کے بعد چونکہ وہ لاولد تھا اس کی وراثت بھاؤراؤ فرزند بھرجی راؤ کے نام منظور ہوئی اور حصہ داران سابق بدستور شکمی میں رہے اب اسی بھاؤراؤ کا انتقال ہوا جس کی کوئی اولاد نہیں ہے البتہ ایک زوجہ انجنا بائی بیان کی گئی ہے وراثت میں گنیش راؤ اور سری پت راؤ

گنیش راؤ
بنام
زسنگ راؤ

فرزندان انندراؤ جو اباراؤ برادر حقیقی بھرجی راؤ اولی کی شاخ سے ہیں رجوع ہوئے اور زسنگراؤ فرزند بھیمراؤ ولد دیوراؤ بھی عذر دار ہوا اور یہ دیوراؤ بھرجی راؤ اولی کا برادر علاتی ہے صوبہ داری سے بھاؤراؤ ثانی کی وراثت گنیش راؤ کے نام منظور کرتے ہوئے سری پت راؤ اور زسنگراؤ کو شکمی دار بنایا گیا ہے اور بلحاظ الفاظ منتخب (ےعہ) فیصدی وضعات کا حکم بھی تحت گشتی عنلہ بابتہ ۱۳۳۹ف دیا گیا ہے جس کی ناراضی سے گنیش راؤ اور زسنگراؤ دونوں نے محکمۂ ہذا میں اپیل دائر کیا ہے جو علحدہ علحدہ نمبر پر لیا گیا ہے۔ گنیش راؤ کی جانب سے یہ بحث کی جاتی ہے کہ وہ صاحب منتخب کے حقیقی بھائی کی اولاد نہیں ہے۔ لہذا بلحاظ احکام شاستری اُس کے مقابلہ میں زسنگراؤ برادر علاتی کو کوئی حق نہیں پہنچتا ہے ملاحظہ ہو دھرم شاستر (۴۲) ص ۶۴ و دفعہ ۲۴ اور اس اصول بمبئی سے جو غیر متعلق قرار دیا گیا ہے وہ بعد کے نظائر سے منسوخ ہو چکا ہے اور دور کے بندصوؤں میں بھی حقیقی و علاتی کا فرق رکھا گیا ہے۔ لہذا بھاؤراؤ کی وراثت میں زسنگراؤ کو کوئی حصہ نہیں دلایا جانا چاہئے۔ البتہ دیوراؤ کے قائم مقام ہونیکی حیثیت سے جو حصہ دار پہلے سے پا رہا ہے وہ آئندہ بھی پاتا رہے گا۔ دوسرا عذر بمقابلہ سرکار ہے کہ (ےعہ) فیصدی وضعات کا عمل نہ ہونا چاہئے خصوصاً جبکہ معاش رسوم و سیری پر مشتمل ہے اور متعدد نظائر سے رسوم کو اس وضعات سے معاف رکھا گیا ہے۔

زسنگراؤ کی درخواست مرافعہ سے ظاہر ہے کہ بلحاظ شاخ کلاں میں ہونے کی وجہ بھاؤراؤ کی وراثت کلیتاً اپنے نام چاہتا ہے اور بمقابلہ سرکار بھی عمل وضعات کی حد تک ظاہر ہے۔

مثل صوبہ داری سے ظاہر و ثابت ہے کہ دیوراؤ مرافعہ علیہ کا دادا اور بھرجی راؤ علاتی بھائی تھے اور آباراؤ مورث مرافع حقیقی اور بملاحظہ شجرہ یہ بھی ظاہر ہو گا کہ اس خاندان میں صرف دو شاخیں باقی رہ گئی ہیں۔ ایک دیوراؤ کی دوسری آباراؤ کی اور دونوں کا حق اس موروثی معاش میں مساوی ہو گا۔ لہذا زسنگراؤ انہیں شاخ کا تنہا قائم مقام ہونیکی وجہ جملہ معاش میں نصف کا حصہ دار ہو گا اور دوسری نصف کے گنیش راؤ اور سری پت راؤ مستحق ہوں گے اور بھاؤراؤ کی قائمقامی کا حق انہیں کو پہنچتا ہے اور معاش کا قبضہ فی الوقت زیر بحث نہیں ہے کہ ہر شخص اپنا اپنا مقررہ حصہ

گنیش راؤ بنام نرسنگ راؤ

پارہا ہے ۔ لہذا اسی صراحت کے ساتھ بھاؤ راؤ کی وراثت گنیش راؤ کے نام منظور ہوگی اور سری پت راؤ مساوی حصہ کا شکمیدار رہے گا ۔ نرسنگ راؤ پہلے سے جو نصف حصہ پارہا ہے وہ آئندہ بھی پاتا رہے گا ۔

اس کے بعد سرکار کے مقابلہ میں بحث باقی رہجاتی ہے یہ ظاہر ہے کہ رسوم کو متعدد نظائر کے ذریعہ احکام وضعات سے مستثنے رکھا گیا ہے اور گشتی نمبر ۱ بابتہ ۱۳۳۹ ف بھی زیر اصلاح ہے ۔ اندریں صورت رسوم کی حد تک وضعات کا عمل نہ ہونا چاہیئے البتہ اراضی سیری کی بابتہ بلحاظ الفاظ منتخب جو غیر قطعی ہے حسب احکام (۵۰) فیصدی ناواجبی نہیں ہوگا ۔ لہذا ترمیماً مرافعہ منظور کیا جاتا ہے ۔ حسب صراحت بالا عمل ہو اور اس تجویز کی ایک ایک نقل دونوں مرافعوں میں شامل کی جائے ۔

مرافعہ صیغہ کورٹ آف وارڈز

۱۳۴۷ ف نشان مثل ۳۸/۸۲ منفصلہ ۱۰ اردیبہشت ۱۳۴۸ ف

بشیر النساء بیگم — مرافعہا بوکالت مولوی سید خواجہ معین الدین صاحب وکیل

بنام

کورٹ آف وارڈز — مرافعہ علیہ بوکالت پنڈت جانکی رام راؤ صاحب وکیل

ثبوت لیئے جانیکا لزوم ۔

تجویز ہوئی کہ بلا کسی اخذ ثبوت کے مرافعہ گزارہ کو غیر حقدار قرار دینا صحیح نہیں ہے ۔

واقعات یہ ہیں کہ اسٹیٹ برق الدولہ مرحوم زیر نگرانی کورٹ ہے اس کارروائی کے متعلق امثلہ محکمہ نظامت کورٹ سے وصول نہیں ہوئے صرف ایک مثل ۱۳۴۴/۱ ف صیغہ کرایہ وصول ہوئی ہے اس کارروائی میں جو نوٹ مرتب ہوا ہے اس کے معائنہ سے ظاہر ہے کہ جائداد غیر منقولہ ڈیوڑھی و عمر باغ و اراضیات ملکاپور محمد عمر خاں فرزند اکبر کے نام برق الدولہ مرحوم نے ہبہ کردیا تھا بعد نگرانی کورٹ محمد عمر خاں نے بگذاشت بشیر النساء بیگم صاحبہ زوجہ اور دو دختران از بطن بشیر النساء بیگم و محمد عیوض فرزند از بطن دیگر زوجہ انتقال کیا ۔ بعد انتقال محمد عمر خاں صاحب مرحوم بشیر النساء بیگم صاحبہ زوجہ نے زر مہر کا دعوے بقدر (عـه یک لکھ ،،) کیا صلحاً یہ تصفیہ پایا کہ بجائے (عـه یک لکھ ،،) زر مہر کے (ایک لکھ) دیا جائیگا اور اس رقم زر مہر کے

مرافعہ بنا راضی تجویز جناب مولوی احمد محی الدین صاحب جج سی ۔ ایس ناظم کورٹ آف وارڈز مورخہ ۲۷ فروردی ۱۳۴۷ ف

بشیرالنساء بیگم
بنام
کورٹ آف وارڈز

معاوضہ میں ملگیات لاڑ بازار متصل برق منزل وباغ ملکاپور دیا جائیگا۔ ذریعہ انجینیر صاحب کورٹ برآورد مرتب کرائی گئی تو (۱۸) قطعہ ملگیات کی قیمت (الحــــــ) اور عمر باغ موقوعہ ملکاپور (ـــــ) قرار پائی چنانچہ مذکورہ جائداد بشیرالنساء بیگم صاحبہ کے قبضہ میں دیدی گئی جس پر وہ قابض ہیں اسی ضمن میں بشیرالنساء بیگم صاحبہ نے بیرون باغ جو موسومہ چنبیل باؤلی معہ اراضی اُس پر قبضہ کرلیا محکمۂ نظامت کورٹ سے دریافت کرنے پر یہ جواب دیا کہ شوہر مرحوم محمد عمر خاں کا قبضہ قدیم سے چلا آرہا ہے اور اس کا انتظام میرے سپرد رہا۔ اس لحاظ سے عمل دخل قائم ہے اگر مزید بحث ہو تو تاریخ مقرر کی جائے۔

محکمۂ نظامت کورٹ سے بعد اجرائی اشتہار باؤلی واراضی و درختان ثمرہ کا سہ سالہ قول برقم (الحــہ) سالانہ ایک شخص کو دیا گیا ایک سالہ رقم پیشگی بھی داخل کرائی گئی تھی قولدار نے جب قبضہ کرنا چاہا تو داروغہ باغ کی جانب سے مزاحمت شروع ہوئی۔

قولدار کو قبضہ نہیں دیا گیا۔ قولدار نے جو رقم داخل کیا تھا اُس کو محکمۂ نظامت کورٹ سے واپس دیدی گئی۔

اس کے بعد بیگم صاحبہ کی استدعا پر محکمۂ نظامت کورٹ میں تاریخ پیشی مقرر کی گئی اور وکیل صاحب بشیرالنساء بیگم صاحبہ کو بحث کا موقع دیا گیا وکیل صاحب بشیرالنساء بیگم صاحبہ نے جن کاغذات پر استدلال کیا وہ برآمد کئے جاکر ہر ایک کی تردید کے بعد اس صراحت کے ساتھ انگریزی نوٹ مرتب ہوا کہ بیگم صاحبہ کی یہ تحریک درست نہیں ہے باغ جب بیگم صاحبہ کو زر مہر میں دیا گیا اُس کی رسید لی گئی اُس میں صرف تحریر ہے کہ عمر باغ کا معہ مکانات وزینات و باؤلیات کا قبضہ حاصل کرلیا گیا۔ اس کے سوائے کہیں یہ لکھا ہوا نہیں ہے کہ بیرون باؤلی وکنجہ واطراف کے زینات باغ کا بھی اُن کو قبضہ ملا ہے۔ نیز صلحنامہ میں بھی اس کا تذکرہ نہیں ہے تحریک محمد عوض صاحب وارڈ کی جانب سے جو وصول ہوئی ہے وہ وارڈ ہونے کی حیثیت سے بحسب فرمان خداوندی مجاز معاہدہ نہیں ہیں اُن کی تحریر ناقابل لحاظ سمجھی جانی چاہیئے۔

اس گذارش پر جناب معتمد صاحب بہادر مال نے ۱۰ رفردی ۱۳۴۷ف یہ تجویز فرمائی کہ کورٹ آف وارڈز کا منظر یہ ہے کہ صرف عمر باغ دیا گیا اور اراضیات وعمارات موقوعہ کمپونڈ اور اراضیات موقوعہ

بشیر النساء بیگم
بنام
کورٹ آف وارڈز

بیرون حدود کمپونڈ نہیں دئے گئے دو تین سال تک کورٹ کا قبضہ اُن پر رہا - اب بھی قبضہ حاصل کرنے کی کارروائی کرے -

بہ تعمیل حکم بشیر النسا بیگم صاحبہ کو ذریعہ مراسلہ نمبر ۳۲۸۲ مورخہ ۲۱ فروردی ۱۳۴۷ف تعمیلی احکام اجراء ہوئے -

اس حکم کی ناراضی سے بشیر النساء بیگم نے بعذرات ذیل محکمہ ہذا میں مرافعہ پیش کیا ہے

عذرات

(۱) حکم زیر مرافعہ خلاف روئداد و عمل قدیم ہے -

(۲) باغ و اراضی کا قبضہ قدیم سے سائلہ کا چلا آرہا ہے -

(۳) عمر باغ کے جو قول اور دیگر مستاجروں کو سال ۱۳۴۲ف سے بعد نگرانی کورٹ دئے گئے تھے اُن کے نقول یا وصف درخواست نہیں دئے گئے اور نہ وہ نقول ملاحظہ ہوئے -

(۴) جبکہ فرزند علاتی محمد عوض فرزند محمد عمر صاحب کی خود یہ درخواست ہے کہ مجھے اس باؤلی و اراضی سے متعلق اور نزاع نہیں ہے تو پھر کورٹ کو بطور خود اصرار کا کوئی اختیار نہیں ہے قبضہ اور عمل قدیم کے لحاظ سے مداخلت کرنا کسی طرح اصولاً صحیح نہیں ہو سکتا -

بمنظوری مرافعہ حسب سابقہ عمل و قبضہ قدیم برقرار رکھا جائے -

حکم عالیجناب مسٹر گریکین اسکوائر - آئی - سی - ایس معتمد مالگزاری و صدر المہام کورٹ سرکار عالی -

تمہید - مثل پیش ہوئی - وکیل صاحب مرافعہ گزارہ حاضر کی بحث سنی گئی کورٹ کی جانب سے کوئی حاضر نہیں ہے - لیکن بعد میں حاضر آئے اُن کی بھی بحث سنی گئی واقعات کارروائی بصراحت اوپر مسطور ہوئے ہیں جن سے یہ واضح ہے کہ بہ معاوضہ زر مہر مرافعہ گزارہ کے حق میں ملکیات موقوعہ لاڑ بازار اور باغ ملکاپور چھوڑ دیا گیا ہے - مرافعہ گزارہ کا ادعا ہے کہ باؤلی و اراضی زیر بحث بھی اس ہی باغ سے متعلق ہے - محمد عوض فرزند محمد عمر مرحوم جو مرافعہ گزارہ کے فرزند علاتی وارث ہیں انہوں نے بھی ذریعہ تحریر مورخہ ۵ آذر ۱۳۴۶ف یہی ظاہر کیا ہے کہ مرافعہ گزارہ کا اُس پر داخل ہے اُن کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے

بشیرالنساء بیگم
بنام
کورٹ آف وارڈز

لیکن باوجود اس کے مرافعہ گزارہ کو اس سے غیر تعلق نظامت کورٹ سے بتلایا گیا ہے اُس کی ناراضی سے یہ مرافعہ پیش کیا گیا ہے۔

اعذار مرافعہ پر غور ہوا قابل لحاظ ہیں جبکہ محمد عوض وارڈ اُس کو تسلیم کرتے ہیں کہ دعوے مرافعہ گزارہ صحیح ہے تو اُس سے اختلاف کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی یہ کہنا کہ وارڈ کو اس قسم کے تحریر کا حق نہیں ہے یہ درست ہے حقیقتاً وارڈ کسی سے معاہدہ کرنے کا قانوناً مجاز نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہاں کوئی غیر شخص نہیں ہے ماں کا دعوے ہے اور بیٹا اُس کو تسلیم کرتا ہے اس دعوے کے ساتھ شئے متدعویہ پر دخل بھی مرافعہ گزارہ کا ہے نقشہ جو پیش کیا گیا ہے اُس سے بھی دعوے کی تائید ہوتی ہے۔ مرافعہ گزارہ اس بارہ میں مزید ثبوت بھی پیش کرنا چاہتی ہیں تو ثبوت لیا جانا چاہیئے بلا کسی اخذ ثبوت کے مرافعہ گزارہ کو غیر حقدار قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

کہا جاتا ہے اب یہ اسٹیٹ بھی بحق محمد عوض فرزند محمد عمر مرحوم واگذاشت ہو رہا ہے تو ایسی صورت میں مزید کارروائی کی ضرورت بھی نہیں رہتی۔ جبکہ محمد عوض نے مرافعہ گزارہ کے دعوے کو تسلیم کر لیا ہے۔ لیکن ہمارے سامنے ایسا کوئی حکم پیش نہیں ہوا جس سے یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اسٹیٹ محمد عوض کے حق میں واگذاشت ہو رہا ہے ایسی حالت میں کوئی قطعی تجویز بحق مرافعہ گزارہ نہیں کی جا سکتی البتہ یہ ضرور ہونا چاہیئے مرافعہ گزارہ جو ثبوت اپنے دعوے کی تائید میں پیش کرنا چاہتی ہیں اُس کو سن لینے کے بعد جو معدلت کا تقاضہ ہو تحت ضابطہ تجویز کی جائے۔ لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ ز مبینًا منظور۔ حسب اشارۂ صدر عمل ہو۔

نگرانی صیغہ عطیات

نشان مثل ۱/۸۹ سنہ ۱۳۴۸ ف
منفصلہ ۱۱ فروردی سنہ ۱۳۴۸ ف

سرکار عالی — نگرانی خواہ بوکالت مولوی محمد فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ

بنام

فیض الدین وغیرہ — طرفثانیاں بوکالت مولوی سید ولی اللہ حسینی صاحب وکیل

نگرانی بنا راضی تجویز نواب فخر جنگ بہادر صوبہ دار اورنگ آباد مورخہ ۲۶ امرداد سنہ ۱۳۴۲ ف۔

سرکار عالی
بنام
فیض الدین

معاش مشروط الخدمت - مشروط معاش شریک خالصہ نہ کی جانا - ورثاء خاندان نہ ہوں تو دوسرا شخص منجانب سرکار مقرر کیا جانا -

تجویز ہوئی کہ جبکہ معاش مشروط الخدمت ہو تو سرکار کو اس بات کا اندیشہ نہیں ہونا چاہئے کہ وراثت مسدود ہونے کے بعد کیا اثر ہوگا کیونکہ معاش مشروط الخدمت کسی حال میں شریک خالصہ نہیں ہوسکتی اگر ورثاء خاندان ختم بھی ہوجائیں تو کوئی شخص منجانب سرکار مامور ہوگا اور وہ معاش پائیگا -

واقعات یہ ہیں کہ ذریعہ منتخب تعمیل ۱۲۱۵۸ بابتہ ۱۲۹۹ئہ زمین انعام واقعہ مقبوضہ زرسی بقدر ملاحظہ بالفاظ ذیل بنام کریم الدین ولد اکرام الدین بحال ہوئی -

"زمین انعام مذکور بشرط خدمت بحال باشد"

ف - صاحب منتخب مذکور کی وراثت ان کے فرزند محمد یوسف الدین کے نام منظور ہے

ف - محمد فیض الدین و غیاث الدین وغیرہ ولدان رکن الدین نے باطلاع فوتی رکن الدین دعوئے وراثت پیش کیا جن کی بناء پر کارروائی وراثت کا آغاز ہوا اس کے بعد مسماۃ امین بی زوجہ سردار الدین و محمد شریف الدین بولایت بدیع الدین و محمد فیاض الدین بولایت مالن بی نے درخواستہائے عذر داری پیش کیں -

ف - فیض الدین کا دعوئے یہ ہے کہ منتخب ۱۲۱۵۸ بابتہ ۱۲۹۹ئہ میں پدر خود رکن الدین بقدر (۳۲/۵) یعنی ثلث حصہ کے حصہ دار اور قابض معاش تھے وہ فوت ہوئے مرحوم کے وارث (۵) فرزندان فیض الدین - غیاث الدین - علاؤ الدین - محمد حمید الدین محمد مسیح الدین ہیں - مرحوم کے نام معاش نقدی واراضی بحال ہے - لہذا وراثت مرحوم ہمارے نام منظور فرمائی جائے -

ف - عذر داران نے معاش متوفی میں خود کو حصہ دار بقدر حصہ قابض معاش ظاہر کرکے تختہ میں اپنی حصہ داری کی صراحت کئے جانیکی استدعا کی ہے -

ف - چونکہ رکن الدین مرحوم کی معاشداری مسلمہ سرکار رہونا منتخب مذکور سے ظاہر نہیں ہے اور نہ کوئی وثیقہ پیش ہوا اس لئے فریقین کو وثیقہ پیش کرنے کیلئے مواقع دئے گئے

سرکار عالی
بنام
فیض الدین

کوئی وثیقہ پیش نہیں ہوا۔ آخر کار فریقین کی درخواست کی بناء پر صاحب منتخب کے فرزند منظورہ سرکار کا حلفی بیان قلمبند ہوا جس میں انہوں نے متوفیٰ رکن الدین کو اپنی موروثی معاش میں بقدر ایک ثلث کے حصہ دار ہونا تسلیم کیا اور اُس حصہ کی حد تک وراثت مرحوم کے فرزندان فیض الدین وغیرہ کے نام منظور ہونے عذر نہ ہونا ظاہر کیا ہے۔

ف - جس پر بتاریخ ۴ ؍ آذر ۱۳۲۴ف منصرم صوبہ دار نے حسب ذیل تجویز فرمائی۔

"ابتک حصہ داری سرکاری کاغذات سے کہیں ثابت نہیں ہے اس لئے اب ایک جدید حقدار پیدا ہوتا ہے جن کی منظوری کا موقع نہیں ہے صاحب منتخب کے وارث منظورہ اگر دعویداروں کے حصہ کو قبول کرتے ہیں تو وہ بطور خانگی اُن کا حصہ ادا کرتے رہے - لہذا اس نوبت پر اور بعض وارث کے اقبال پر حصہ داری کی منظوری نہیں دیجاسکتی"

ف - تجویز مذکور کی تجویز ثانی منجانب فیض الدین پیش ہونے پر حکم ہوا کہ نظر ثانی منظور تختۂ وراثت مرتب و پیش ہو -

ف - بنابراں تختۂ وراثت پر نواب فخر جنگ بہادر نے مورخہ ۲۶ ؍ امرداد ۱۳۲۴ف کو یہ تجویز فرمائی کہ -

" شہادت سے ثابت ہے کہ رکن الدین مرحوم کے مسمیان فیض الدین غیاث الدین علاؤالدین محمد حمید الدین اور محمد مسیح الدین (۵) فرزندان صلبی ہیں ذریعہ منتخب ۱۲۱۵۸ بابتہ ۱۲۹۹ سرجواراضی بحال ہے اسمیں حصہ داران کی صراحت نہیں ہے۔ لیکن صاحب منتخب کے فرزند صلبی مسمی یوسف الدین جو وارث منظورہ ہے اُس نے رکن الدین مرحوم کے (۵ ؍ ۲ ؍ ۲) کی حصہ داری تسلیم کرلی ہے اس لئے تحت گشتی ۱۶ ؍ ۱۳۰۱ف مسمی رکن الدین کی وراثت بقدر اُن کے حصہ کے بنام فیض الدین فرزند صلبی کلاں منظور ۔ مسمیان غیاث الدین علاؤالدین حمید الدین اور مسیح الدین کی مساوی شکمی رہیگی - امین بی وغیرہ اگر پہلے سے متوفیٰ کے حصۂ معاش میں حصہ دار ہیں تو اب بھی اُن کی حصہ داری رہے گی -

اب اسی تجویز کی ناراضی سے منجانب سرکار عالی ذریعہ صوبہ دار صاحب صوبۂ اورنگ آباد نگرانی پیش ہوئی ہے - عذرات حسب ذیل ہیں -

سرکار عالی
بنام
فیض الدین

عذرات

(۱) تجویز مذکور الصدر اس لئے خلاف اصول ہے کہ متوفے رکن الدین کی حصہ داری منتخب تعمیل یا کسی سرکاری رجسٹر یا کاغذ سے ثابت نہیں کی گئی تو بطور جدید کارروائی وراثت کی جاسکتی ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے ۔

(۲) یہ کہ رکن الدین کا انتقال ۴ محرم ۱۳۳۶ھ کو ہوا ۔ ۱۳۲۹ف میں نگرانی علیہم نے ضلع میں وراثت کا دعوے پیش کیا ۔ ۱۳۳۳ف تک ضلع میں دریافت ہوتی رہی اور ۱۳۳۴ف سے ۱۳۴۲ف تک محکمۂ صوبہ داری میں کارروائی جاری رہی ۔ لیکن کوئی وثیقہ حصہ داری سے متعلق نگرانی علیہم نے پیش نہیں کیا ۔ بلا وثیقہ و بلا اندراج نام درکاغذات سرکاری وراثت منظور کی گئی ہے جو غیر صحیح ہونے کی وجہ سے لائق تنسیخ ہے ۔

(۳) یہ کہ محض بیان وارث منظورہ صاحب منتخب پر متوفے رکن الدین کی حصہ داری کو تسلیم کیا جاکر جو تجویز منظوری وراثت صادر کی گئی ہے درست نہیں ہے ۔

(۴) یہ کہ اس میں شک نہیں کہ گشتی سرکار عـ۱۶ بابتہ ۱۳۰۱ف کے فقرہ (۳) کے ضمن (الف) میں ایسے تنکیداران جن کے حصص اور اسماء کی صراحت صاحب تختہ کی رضامندی سے سرکاری دفتر کے کسی مثل یا رجسٹر میں ہو چکی ہو وراثت ہوسکیگی ۔ مگر کارروائی ہذا میں یہ صورت نہیں ہے بلکہ محض بیان وارث منظورہ صاحب منتخب پر حصہ داری مسلمہ قرار دیکر وراثت کے منظور کرنے میں احتمال اس امر کا ہے کہ معاش عطیہ سلطانی منشاء عطاء کے خلاف ایک جائز معطی سے ایک غیر شخص کے حق میں ناجائز طور پر منتقل ہوگی اس لحاظ سے جو تجویز جناب نواب صوبہ دار صاحب وقت نے فرمائی ہے وہ بہر صورت لائق تنسیخ ہے ۔

(۵) یہ کہ تجویز محکمۂ ہذا مورخہ ۴ ار آذر ۱۳۴۲ف قابل بحالی ہے اور تجویز زیر نگرانی لائق تنسیخ ہے ۔

(۶) یہ کہ گشتی سرکار عـ۱ بابتہ ۱۳۳۸ف کے فقرہ (۹) کی رو سے مرافعہ اُسی صورت میں ہوسکتا ہے جبکہ سرکار عالی کے حق میں مضر اثر پڑتا ہو اس کارروائی میں بظاہر سرکار عالی کے حقوق پر کوئی اثر براہ راست فی الوقت نہیں پڑتا ہے مگر ایک معاش جو ایک واحد شخص کے

سرکار عالی
بنام
فیض الدین

حق میں بحال ہوئی ہے - اس میں صاحب تخنہ کی رضامندی سے غیر شخص کے جس نے صاحب منتخب سے اپنا رشتہ و نسب بھی ثابت نہیں کیا شریک و سہیم ہو جانے کی وجہ سے آئندہ سرکار عالی کے حقوق متاثر ہونے کا قوی احتمال ہے - ان حالات کے لحاظ سے تجویز جناب نواب صوبہ دار صاحب وقت لائق تنسیخ ہے -

تجویز زیر نگرانی منسوخ فرماکر تجویز دفتر ہذا مورخہ ۴ آذر ۱۳۴۲ ف بحال فرمائی جائے

حکم عالیجناب مولوی محمد عبد الباسط خاں صاحب ناظم عطیات -

تمہید - منجانب سرکار مولوی محمد فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ حاضر آئے - بحث یہ ہے کہ بر بناء رضامندی سید یوسف الدین قاضی قصبہ نرسی فرزندان رکن الدین کی حصہ داری معاش اراضی کی حد تک منظور کی گئی ہے وہ اس لئے صحیح نہیں ہے کہ اس باب میں قاضی صاحب کی محض رضامندی کوئی چیز نہیں ہے - ممکن ہے کہ آئندہ یہ معاش باقی نہ رہے تو سرکار کے مقابلہ میں ورثاء رکن الدین کو حق ادعا پیدا ہو جائے گا - لیکن یہ بحث اس لئے لائق لحاظ نہیں ہے کہ اس خاندان میں معاش نقدی کی حد تک بین الفریقین عدالتی فیصلہ ہو کر معاش نقدی کی تقسیم عمل میں آچکی ہے اور جبکہ وثائق بھی صدر محاسبی سے جاری ہو چکے ہیں - چنانچہ یہ وثائق تحت کی مثل میں داخل ہو چکے ہیں -

اب رہی یہ بحث کہ اس میں اراضی زیر بحث کا تعلق نہیں ہے - اس لئے لائق لحاظ نہ ہوگی کہ ان سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ نگرانی علیہم اشخاص اجنبی نہیں ہیں بلکہ قاضی صاحب کے خاندانی حصہ دار ہیں - گو ایک دوسری نوعیت کے معاش سے اس کا تعلق ہے وکیل صاحب نگرانی علیہم کی بحث یہ ہے کہ اس معاش میں پہلے سے استفادہ حاصل تھا - لہذا عدالت میں رجوع ہونے کی نوبت نہیں آتی اور اب بر بناء رضامندی صاحب معاش اُن کی حصہ داری تسلیم کر کے وراثت منظور کی گئی ہے تو کوئی عمل گشتی ۱۶ بابتہ ۱۳۰۱ ف کے مغائر نہیں ہوا - سرکار کو کسی اندیشہ کی اس لئے بھی ضرورت نہیں ہے کہ معاش زیر بحث مشروط الخدمت ہے جو کسی حال میں شریک خالصہ نہیں ہو سکتی ہے اگر ورثاء خاندان ختم بھی ہو جائیں تو کوئی شخص منجانب سرکار مامور ہوگا اور وہ معاش پائیگا - یہ ایک وسیع خاندان ہے

بظاہر اس کی توقع بھی کم ہے - بہر حال روئداد منظرہ کے تحت نگرانی میں کچھ زیادہ وزن نہیں معلوم ہوتا ہے اور نہ کسی اجنبی اشخاص کو محض رضامندی کی بناء پر حصہ دار بنانے کا قیاس کیا جا سکتا ہے - لہذا

نگرانی نامنظور کی جاتی ہے -

مرافعہ صیغہ عطیات

سنہ ۱۳۴۸ف نشان مثل ۶۳/۴۷ منفصلہ ۱۷ امر فوردی سنہ ۱۳۴۸ف

نرسہواں راؤ وغیرہ مرافعان بوکالت مولوی میر اکبر علی خان صاحب کونسل

بنام

سرکار عالی مرافعہ علیہ بوکالت مولوی فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ

تعریف سپنڈ - عدم وجود سپنڈ کے باعث سماکونوک وارث متصور ہونا -

تجویز ہوئی کہ سرپہ ظاہر ہے کہ دعویدار سپنڈان کی تعریف میں داخل نہیں ہوتے ہیں - لیکن وہ سماکونوک ضرور ہیں اور جب کوئی سپنڈ نہ ہو تو سماکونوک وارث ہوتے ہیں -

واقعات کارروائی یہ ہیں کہ ذریعہ منتخب تمیل ۲۰۲۳ بابتہ سنہ ۱۳۰۱ف اراضی مقطعہ سماۃ بیگھہ رقمی (۴ ۲/۳) و محاصل درختان تاڑ وغیرہ (ماعہ) باخذ پن و اخراجات (مالہ) بالفاظ "یہ زمین مقطعہ ضبط و شریک خالصہ ہو" بنام یرہ پلی کیشو راؤ ولد ہنمنت راؤ و لکھنڈ یراؤ ولد وینکپا و چندریا ولد وینکٹ راؤ بحال ہوا -

اس کے بعد بذریعہ فیصلہ نظر ثانی ۱۲ بابتہ سنہ ۱۳۰۲ف یہ تجویز ہوئی کہ "رسوم دیسپانڈیہ گری بحساب فیصد دو روپیہ ہشت آنہ حسب ضابطہ دیجائے اور سیریات ضبط و شریک خالصہ رہیں اور زمین مقطعہ سے علاوہ پن مقررہ کے فی روپیہ چار آنہ سال بسال لیکر زمین مقطعہ دواماً دعویدار اور اُس کے نسر کار کے نام بحال و جاری رہے -

ف - صاحب منتخب نمبر (۱) کیشو راؤ لا ولد فوت ہوا تو زوجہ متوفی لچھمی نرسما دعویدار وراثت ہوئی -

ف - صاحب منتخب نمبر (۲) مسمی لکھنڈ یراؤ کا بھی لا ولد انتقال ہوا تو اُس کی زوجہ سیتا جا

مرافعہ بنا راضی تجویز نواب عزیز نواز جنگ بہادر صوبہ دار میدک مرخہ ۲ شہریور سنہ ۱۳۴۷ف -

نرسہوان راؤ
بنام
سرکار عالی

گوپال کیشو راؤ کو تبنیت لی تھی ۔ فرزند متبنٰے کی زوجہ چلما بحیثیت دعویدار رجوع اور خواہان وراثت ہوئی ۔ اس لئے کہ متبنٰے مذکور اور زوجہ متوفے سیتما کا انتقال ہوگیا تھا ۔

ف ۔ صاحب منتخب نمبر (۳) چندریا فوت ہوا تو اُس کا دوسرا لڑکا گوپال راؤ خواہان وراثت ہوا کہ فرزند اکبر صاحب منتخب کا انتقال باپ کی زندگی میں ہوا ہے اس لئے وہ وارث ہے اور صاحب منتخب نمبر (۲) کی وراثت میں عذر دار ہے کہ مساۃ چلما دعویدارہ کے شوہر گوپال کیشو راؤ کی تبنیت منظورۂ سرکار نہیں ہے اور وہ منظوری تبنیت سے پہلے فوت ہوچکا اُس کی زوجہ مستحق وراثت نہیں ہوسکتی ۔ لہٰذا کھنڈیراؤ کی وراثت منظور فرمائی جائے ۔ چونکہ عذرداری مسلمہ نہ تھی اس لئے تختہ جات وراثت ضلع سے دعویداران کے نام منظور کرنے کی رائے کے ساتھ صدر میں روانہ کردئے گئے یہ تختہ منظور نہ ہوا تھا کہ دعویداران وراثت صاحب منتخب ۲و۳ بھی فوت ہوگئے یعنی مساۃ چلما لاولد فوت ہوئی اور گوپال راؤ کے تین فرزندان صلبی رامچندر راؤ نرسہوان راؤ بالکشن راؤ اور زوجہ وینکما زندہ موجود تھی ۔ یہ ہر سہ اشخاص صاحبان منتخب ۲و۳ کے دعویدار ہوئے دوران کارروائی میں زوجہ اور رامچندر راؤ فرزند کا انتقال ہوگیا اور بعد تکمیل ضابطہ ذریعہ تختہ وراثت ۳۶۵ مورخہ ۱۵ ار اردی بہشت ۱۳۳۳ ف ضلع سے حسب رائے ڈویژن وتحصیل وراثت کیشو راؤ صاحب منتخب ۱ اُس کی زوجہ لچھمی نرسما کے نام اور کھنڈیراؤ صاحب منتخب ۲ وچندریا صاحب منتخب ۳ کی وراثت نرسہوان راؤ وبالکشن راؤ ولد گوپال راؤ کے نام منظور ہوئی ۔

ف ۔ یہ کارروائی وراثت یرہ پلی لچھمی نرسما حصہ دارہ مقطعہ کی ہے جو صاحب منتخب ۱ سے متعلق ہے ۔

ف ۔ لچھمی نرسما بھی فوت ہوگئی ضلع سے اشتہار حضوری ورثا وجاری ہوا اگر کوئی دعویدار وراثت نہیں ہوا ۔ ورثاء کے نام ضلع سے اطلاعنامہ جات جاری ہوتے رہے ۔ آخر ۱۹ ر آبان ۱۳۳۶ ف کو یرہ پلی نرسہوان راؤ وبالکشن راؤ خود کو نبیرۂ متوفیہ ظاہر کرکے اور انعام دار کا انتقال ۱۳۳۳ ف میں ہونا بتلا کر سالہ دیر حاضری سے رجوع ہوئے اس عرصہ میں یہ کارروائی ضلع سے بلحاظ اقتدار صوبہ داری میں منتقل ہوکر دیر حاضری معاف کی گئی اس کے بعد

نرسہوان راؤ
بنام
سرکارعالی

اشتہار عذرداری جاری ہوا کسی نے عذرداری نہیں کی بنابراں دعویداران بغرض ثبوت طلب اور بیانات قلمبند کئے گئے۔

ھ منتخب تعمیل ۲۸۲ بابتہ ۱۳۰۲ ف کے ذریعہ حسب ذیل اشخاص کے نام مقطعہ موضع کشٹم پیٹھ (۱) یرہ پلی کشٹیا ولد رامیا (۲) یرہ پلی چندریا ولد نرسیا (۳) دلپ ہرگدھ وینکیا (۴) گلہ پلی رامیا ولد رامیا (۵) گلہ پلی رامیا ولد لچھمی نرسو (۶) یرہ پلی چندریا (۷) یرہ پلی لچھمی نرسو موازی (ا، ماسے ۔) بیگہ رقمی (ا، ایمک وصہ ۲/۱۰) باخذین (ما للہ حصہ ۲/۲) بالفاظ یہ موضع مقطعہ باخذین مقررہ دعویداران پر دواماً بحال و جاری رکھا جائے۔ بعنوان موسوم دلپپانڈیہ گری بحال و جاری ہوا یہ ساتوں صاحبان منتخب متذکرۂ صدر یکے بعد دیگرے فوت ہوئے تو سنہ ۱۳۳۱ ف میں محکمۂ سرکار سے ان کی وراثت بالفاظ ذیل منظور فرمائی گئی۔

حسب رائے صوبہ داری تختہ نمبر (۱) کی وراثت اُس کے نبیرہ وینکٹ رام راؤ کے نام صاحب تختہ نمبر (۲) کی وراثت اُس کے کیلن مسماۃ نرسما کے نام اور صاحب تختہ نمبر (۳) کی وراثت بنام وینکٹ مادھوراؤ نبیرہ اور صاحب تختہ نمبر (۴) کی وراثت کیلن وینکٹما کے نام اور صاحب تختہ نمبر (۵) کی وراثت فرزند متبنے لچھمی نرسہواں راؤ کے نام اور صاحب تختہ نمبر (۶) کی وراثت نرسہواں راؤ نبیرہ کے نام اور صاحب تختہ نمبر (۷) کی وراثت اُس کی زوجہ مسماۃ رتنما کے نام منظور کی جاتی ہے۔ حصہ داران متوفیٰ کے حصص کی صراحت درج تختہ نہیں ہے۔ لہذا اس کی صراحت کردیجائے۔

ھ۔ یہ کارروائی وراثت صاحب تختہ نمبر (۷) لچھمی نرسو سے متعلق ہے جن کی وراثت حسب صراحت بالا رتنما کے نام منظور ہوئی۔ (اسی رتنما حصہ دارہ کی ایک ذیلی شکمیدار مسماۃ لچھمی نرسما تھی جن کا حصہ مقطعہ کشٹم پیٹھ میں بقدر (ا ر) قرار پایا ہے (جس کی تصدیق تختۂ وراثت مرتبۂ ڈویژن بھونگیر سے ہونا تختۂ وراثت ہذا مرتبہ صوبہ داری سے ظاہر ہے)

ھ۔ لچھمی نرسما فوت ہوئی تو دعویداران بالکشن راؤ و نرسہوان راؤ ضلع میں رجوع ہوئے ضلع سے اشتہار حضوری عذرداران اجراء ہوا کوئی عذردار نہیں ہوا۔ تحصیل سے تختہ رقبہ وغیرہ طلب کیا گیا اور تحریک تحصیل پر معلوم ہوا کہ لچھمی نرسما مقطعہ دارہ چرپال کے

نرسہوا ان راؤ بنام سرکار عالی

کے انتقال پر ایک اور کارروائی صوبہ داری میں زیر تحقیقات ہے اس لئے مثل ضلع بوجہ اس کے کہ اس معاش میں ایک آنہ کا حصہ لچھمی نرسما کا ہے جو بلحاظ اعذار منتخب بقدر ار (لہ لہ ۳) حصہ قرار پاتا ہے ضلع سے صوبہ داری میں منتقل ہوئی چونکہ صوبہ داری میں یہ پلی لچھمی نرسما حصہ دارہ مقطعہ چریال کی دریافت وراثت کی کارروائی چل رہی تھی یہ مثل ضلع بھی اُسی مثل میں ضم کی جاکر ہردو کارروائیاں ایک ہی جگہ زیر تحقیقات رہیں۔ اور بیانات بھی ایک ہی جگہ لئے گئے۔ بالآخر ۱۳ رامرداد ۱۳۴۷ف کو جناب صوبہ دار صاحب نے حسب ذیل تجویز فرمائی کہ:۔

یہ کارروائی وراثت مساۃ لچھمی نرسما زوجہ کیشو راؤ کی ہے۔ دو اشخاص مسمیان نرسہوان راؤ و بالکشن راؤ پسران گوپال راؤ رجوع وخواہان وراثت ہیں اس معاش کا منتخب ۲۰۲۳ سنہ ۱۳۰۱ف سہ اشخاص مسمیان کیشو راؤ و چندریا و کھنڈیراؤ کے نام اولاً بحکم شرکت خاص اجراء پایا۔ زاں بعد بصیغہ نظرثانی کمشنری انعام سے ذریعہ ۱۲ ۱۳۰۲ف تجویز ہوئی کہ تابجد اراضی مقطعہ علاوہ پن مقررہ کے ایک ربع حصہ سرکار کے قرارداد کے ساتھ دواماً دعویداران اور اُس کے شرکاء کے نام عمل بحالی ہوا۔ اس تجویز کمشنری انعام کی توثیق مجلس مالگزاری سے ذریعہ فیصلہ نمبر (۸۲۵) مورخہ ۲۰ رامرداد ۱۳۰۴ف عمل میں آئی۔ جب یہ معاش اس خاندان میں بحال وجاری ہے۔ منجملہ سہ اشخاص کے (جن کے اسماء درج منتخب ہیں)۔ چندریا و کھنڈیراؤ کی وراثت زین پیش یکے بعد دیگرے اشخاص کے نام منظور۔ دعویداران حال کے نام ہوچکی ہے۔ صرف صاحب منتخب نمبر (۱) کیشو راؤ کی زوجہ مساۃ لچھمی نرسما کی وراثت ہونی ہے دعویداران سنگراج مورث اعلیٰ کے دس پشت کے پوترے ہیں اور متوفی کا تعلق سنگراج مذکور سے (۸) پشت نیچے جاکر ملتا ہے گویا متوفیہ کا شوہر سنگراج مورث اعلیٰ کا (۷) پشت نیچے کا پوترہ تھا۔ بروئے دھرم شاستر رائے بیجنا تھ طبع ثانی دعویداران کے وارث سپنڈ قرار نہیں پاتے۔ کیونکہ اصول شاستر کے لحاظ سے سپنڈ کو باپ کے (۷) پشت اور ماں کے (۵) پشت تک محدود کردیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو دفعہ ۵۹ اسی طرح دعویدار بندھوؤں کی تعریف سے بھی خارج ہیں بروئے احکام عطاء جبکہ

نرسہوا الداؤ
بنام
سرکار عالی

معاش بلاتفریق حصص ہو تو شریک خالصہ اُس وقت تک نہیں ہوسکتی جبتک اُن میں کا ایک بھی بقید حیات ہو۔ یہاں یہ صورت بھی مفقود ہے۔ دیگر نثر کا فوت ہوچکے۔ دعویدار اُن کے وارث قرار پاکر معاش سے استفادہ کررہے ہیں یہ عمل خود اس امر کی دلیل ہے کہ حصص کی تفریق ہوچکی۔ پس بوجوہ بالا حکم ہوا کہ بوجہ متوفئے کے دعویدار وراثت احق نہ ہونے کے محروم ہوں گے اور تا بقدر حصہ متوفئے معاش ازجانب سرکار عود کرے گی۔

اب اسی تجویز صوبہ واری کی ناراضی سے مسمیان نرسہوا[۱] ان ںداؤ و بالکشن[۲] راؤ فرزندان گوپال راؤ نے محکمۂ ہذا میں اپیل پیش کیا ہے۔

عذرات

ف۔ تجویز تحت میں اس بنیادی اصول پر قطعاً غور نہیں فرمایا گیا ہے کہ احکام شاستر کے تحت سپنڈ اور بندھو کے درمیان بھی ایک گروہ حقداروں کا جس کو سمانودک سے موسوم کیا جاتا ہے لکھا گیا ہے۔ اگر اس پر غور فرمایا جاتا تو سائلین بلحاظ احکام شاستر سمانودک اور ہر طرح مستحق وراثت ہیں نظرانداز نہ فرمائے جاتے۔

ف۔ بلحاظ روئداد شجرہ مسلمہ اور درخواستگزاروں کا حصہ دار اور ایک صاحب منتخب کی اولاد میں ہونا مسلمہ اور منظورہ سرکار ہے۔ ایسی صورت میں سائلین کو اپنے حقوق عطاء اور شاستر سے محروم فرمانا بعید از معدلت ہے۔

ف۔ عدالت تحت نے گشتی ۸ ۱۳۲۹ف سے بھی بحث فرمائی ہے جو کارروائی ہذا سے غیر متعلق ہے اس لئے کہ گشتی مذکور کا تعلق اُن معاشوں سے ہے جہاں بحالی حین حیاتی یا بصراحت پشت دو پشت ہوئی ہو۔ مقدمۂ مندرجۂ صدر میں جبکہ بصیغۂ انعام دواماً بحالی عمل میں آئی ہے تو ایسی صورت میں سائلین سے گشتی کو متعلق کرکے محروم کرنے کی تجویز مبنی بر سہو ہے۔

ف۔ منشاء عطاء پالیسی سرکار یہ ہے کہ جبتک ورثاء شاستری موجود ہوں اُن کو اپنے حقوق سے محروم نہ کیا جائے بالخصوص جبکہ صاحب منتخب کے سلسلہ میں ہوں اس خصوص میں بھی عدالت تحت نے غور نہیں فرمایا۔ جن کی وجہ سائلین کے حق میں انتہائی سختی اور ناانصافی ہوئی ہے۔

نرسہوال راؤ بنام سرکار عالی

استدعا ہے کہ بمنظوری درخواست مرافعہ تجویز تحت منسوخ فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب مولوی محمد عبدالباسط خاں صاحب ناظم عطیات۔

تمہید۔بحث صرف اسی قدر ہے کہ صاحب منتخب نمبر(۱) مسمی کیشوراؤ کے حصہ کی معاش دوسرے صاحب منتخب نمبر(۲) کی اولاد کے حق میں قابل بحالی ہے یا نہیں یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ معاش بلا تفریق حصص سررشتۂ انعام سے بحال ہوئی ہے یہ ظاہر ہے کہ دعویدار سپنڈوں کی تعریف میں داخل نہیں ہوتے ہیں۔لیکن وہ سمانودک ضرور ہیں اور جب کوئی سپنڈ نہ ہو تو سمانودک وارث ہوتے ہیں ملاحظہ ہو دفعہ (۹۰۴) دھرم شاستر رائے بہنابخش طبع ثانی اور جب کسی معاشدار کے ورثاء شاستری موجود ہوں تو وراثت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ سرکار عالی کی پالیسی اس جانب میں صاف ہے کہ مسئلہ وراثت میں شرع وشاستر کے احکام کا لحاظ کیا جاتا ہے۔گشتی نمبر(۸) بابتہ ۱۳۲۹ف اس معاش سے متعلق ہے جو عین حیاتی ہوتی ہیں۔صورت زیر بحث میں سررشتۂ انعام سے معاش دواماً بحال ہو چکی ہے۔لہذا لچھمی نرسما زوجہ کیشوراؤ کی وراثت دعویداران نرسہوال راؤ اور بالکشن راؤ کے نام علی السویہ منظور کی جانی چاہئے۔شرکت خالصہ کا موقع نہیں ہے۔

تجویز ہوئی کہ

مرافعہ منظور کیا جاتا ہے۔حسب صراحت بالا عمل ہو۔

مرافعہ صیغۂ عطیات

مرافعہ ۱۳۴۸ف نشان مثل ۹ منفصلہ ۱۵ اردی بہشت ۱۳۴۸ف

سید اسمٰعیل وغیرہ　مرافعان بوکالت مولوی احمد علی خاں صاحب اڈوکیٹ و مولوی میر منظر علی خاں صاحب وکیل

بنام

سید شاہزادہ صاحب وغیرہ　مرافعہ علیہم بوکالت..........

عطیات میں حجب وحرمان کا اصول متعلق نہ ہونا۔

تجویز ہوئی کہ متعدد فرامین مبارک کے ذریعہ یہ طے کر دیا گیا ہے کہ معاشہائے عطیہ شاہی میں حجب وحرمان اصول شرعی متعلق ہی نہیں ہوتا ہے۔

مرافعہ بنا راضی تجویز نواب غوث یار جنگ بہادر صوبہ دار گلبرگہ شریف مرقومہ ۲۶ شہریور ۱۳۴۷ف۔

سید اسمٰعیل
بنام
سید شاہزادہ صاحب

مختصر واقعات اس کارروائی کے یہ ہیں کہ سماۃ آمنہ بی معاش موقوعہ جیورگی وگوڑہ ماشال ویلورگی واقع جاگیرات جنکو جاگیر ماشال وغیرہ نے ضبط کرلئے تھے واگذاشت کے لئے علاقہ دیوانی میں رجوع ہوئیں چنانچہ اس کارروائی کا ایک عرصہ تک دوران رہا اور اسی دوران میں آمنہ بی فوت ہوئیں تو اُن کے شوہر سید شاہ مصطفےٰ قادری دفتر ضلع وصدر نظامت مال سمت مرہٹواڑہ میں رجوع وخواہان وراثت ہوئے اس کے بعد نظامت عطیات میں بھی درخواست پیش کی بناءبراں اشتہار عذرداری جاری کئے گئے جہاں سمیان سید محمد اسمٰعیل ومحمد قاسم نے خود کو صاحب سند کے نواسہ ظاہر کرتے ہوئے عذرداری کی - من بعد سید شاہزادہ صاحب قادری پدر آمنہ بی بھی ذریعہ درخواست رجوع وخواہان وراثت ہوئے دعویدار و عذرداران کی جانب سے چند کاغذات پیش کئے گئے اسی دوران میں یہ کارروائی بوجہ اقتدار صدر نظامت سمت مرہٹواڑی میں منتقل ہوچکی تھی اور بعد قیام صوبہ داریان صوبہ داری گلبرگہ شریف میں جاری رہی چنانچہ بعد تکمیل کارروائی ضابطہ جناب صوبہ دار صاحب نے بتاریخ ۲۶ شہریور ۱۳۴۷ف حسب ذیل تصفیہ فرمایا -

اسمقدمہ میں سید مصطفےٰ قادری دعویدار اور سید محمد اسمٰعیل وسید محمد قاسم وسید شاہزادہ قادری عذردار ہیں کسی کی جانب سے بھی پیروی برابر نہیں ہورہی ہے حتیٰ کہ سید شاہزادہ قادری عذردار کا بیان ذریعہ کمیشن بھی قلمبند نہ ہوسکا اُس مقدمہ کا دوران تقریباً (۳۰) سالہ ہے انتظار کی حد ہوچکی اسلئے موجودہ روئداد پر تصفیہ کردیا جاتا ہے - اس دوران کارروائی میں فریقین کی جانب سے جو شہادت دستاویزی یا لسانی جہاں جہاں پیش ہوئی اُس کا اوپر ذکر آچکا ہے معاش کی حد تک جو بھگوٹہ اور اسناد پیش ہوئی ہیں اُن سے معاش کی اصلیت اور اسناد کی صحت یا فریقین کا تعلق مسلمہ سمجھا جاسکتا ہے انہیں اسناد کی بنا پر علاقہ صرفخاص مبارک میں مذکورہ علاقہ کی معاش بحال ہوچکی ہے پائیگاہ میں جس حد تک کارروائی چلی اسمیں بھی معاش کے وجود سے انکار نہیں ہوا ہے میر پرورش علیخاں صاحب جاگیردار یلورگی نے بھی معاش کی صحت تسلیم کی اور اسکی اجرائی میں ان کو اعتراض نہیں ہے دوسرے جاگیردار بندہ علیخاں صاحب ماشال کی جانب سے ابھی تک کوئی اعتراض نہیں ہوا ہے سید محمد اسمٰعیل و سید محمد قاسم عذرداران کے سیدھے مورث کا انتقال مورث اعلیٰ کے زمانۂ حیات میں ہونیکی وجہ سے وہ صرفخاص مبارک میں بھی کامیاب نہیں ہوئے اور علاقہ جات ہردو پائیگاہ خورشید جاہی وآسمانجاہی میں بھی وہ محروم الارث قرار دئے گئے ہیں جبکہ کارروائی کا دوران وہاں تھا اس کے لحاظ سے یہاں بھی اُن کی عذرداری خارج کیجاتی ہے

سید اسمٰعیل بنام سید شاہزادہ صاحب

سید مصطفےٰ قادری آمنہ بی کے شوہر ہونیکی حیثیت سے دعویدار وراثت تھے مگر صرفخاص مبارک میں بمقابلہ سید شاہزادہ قادری پدر آمنہ بی کے اُن کو کامیابی نہیں ہوئی اس لئے یہاں بھی اُن کا دعوےٰ خارج کیا جاتا ہے علاقہ صرفخاص مبارک کی منظوری بارگاہ خداوندی کی کارروائی کی اتباع میں معاش ہذا جس کا عطیہ شاہی ہونا منفصلہ نظامت عطیات ہے اور جو مشروط الخدمت قضاوت وخطابت ہے بحال کی جاتی ہے اور آمنہ بی کی وراثت بنام سید شاہزادہ قادری پدر مرحومہ بشرط ادائی خدمت منظور کی جاتی ہے جو معاش کہ فی الوقت جس مقدار اور جس حیثیت سے باقی ہے وہ قائم رہیگی -

اس تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے منجانب سید اسمٰعیل و محمد قاسم مرافعہ پیش ہوا ہے اہم عذرات حسب ذیل ہیں

عذرات

(۱) یہ کہ بلحاظ احکام عطا و فرامین مبارک یہ قرار دیا گیا ہے کہ معاش معطی لہ کے خاندان کے سوائے غیر خاندان میں منتقل نہ ہونی چاہیئے صوبہ دار صاحب نے بوقت تجویز اس اہم مسئلہ کو پیش نظر نہ رکھنے میں غلطی فرمائی -

(۲) - ہر دو پائیگاہوں میں محروم الارث قرار دئے جانیکا واقعہ غلط ہے - علاقہ پائیگاہ سر آسمانجاہی میں اولاً تختۂ وراثت ۱۳۰۴ ف میں بنام سید اسمٰعیل مرتب ہوا اور پھر بربناء درخواست دادی بی دختر محمد شرف الدین صاحب مسئلہ محروم الارث پیش کر کے خواہان وراثت ہوئی بوجہ انتقال دادی بی دختر آمنہ بی خواہان وراثت ہوئی ۱۳۱۹ ف میں تختہ وراثت بنام آمنہ بی ضلع کالگی میں مرتب ہوا - ابھی منظور نہ ہونے پایا تھا کہ فوراً سائلان عذرداری پیش کئے حکام پائیگاہ تختۂ وراثت کو منسوخ فرمایا و نیز عالیجناب نواب صدر المہام بہادر پائیگاہ نے اس ضمن میں ۱۹ ؍ آبان ۱۳۲۶ ف کو بصراحت تمام فیصلہ صادر فرمایا کہ انعام کی دریافت علحدہ ہو کوئی محروم الارث کا فیصلہ نہیں ہوا اور قبضہ کا تصفیہ جداگانہ کرنے حکم دیا گیا من بعد بوجہ عطیہ شاہی معاش ہونے علاقہ پائیگاہ میں صدر المہام صاحب سے تحقیقات انعامی ممنوع قرار دی گئی جس کی توثیق بھی قبضہ معاش کے متعلق مکرر بصیغۂ مرافعہ و نگرانی ۳۰ ؍ فروردی ۱۳۳۰ ف فرمائی گئی ہے اس منسوخ شدہ تختہ ضلع کو آمنہ بی نے پائیگاہ خورشید جاہی میں پیش کر کے قبل فیصلہ صدر المہامی محروم الارث کا استدلال پیش کر کے تحقیقات انعامی کی تکمیل کرالی جب ایک معاش کی تحقیقات بوجہ عطیہ شاہی منسوخ قرار دیگئی ہے تو پھر وہاں کی تحقیقات کالعدم متصور ہوگی - جناب صوبہ دار صاحب نے سابقہ شہادت و کاغذات منسوخ شدہ پر جو استدلال فیصلہ زیر مرافعہ میں فرمایا ہے وہ ہر آئینہ خلاف قانون و روئداد مثل ہے جو بصیغہ مرافعہ لائق تنسیخ ہے -

سید اسمٰعیل
بنام
سید شاہزادہ صاحب

ف۔ صرف خاص مبارک کی معاش کی بناء پر جناب صوبہ دار صاحب نے فیصلہ زیر اپیل میں جو استدلال فرمایا ہے اُس کے متعلق بوقت بحث عرض کیا جائیگا اور مزید عذرات بھی پیش کئے جائیں گے جناب صوبہ دار صاحب نے سائلوں کو عذر دار قرار دیا ہے یہ بھی غیر صحیح ہے چنانچہ فرد کارروائی مورخہ ۲۹ آبان ۱۳۴۱ف محمد شریف الدین صاحب کی معاش کے دریافت کا حکم اور سائلان کو دعویدار اور مصطفےٰ صاحب کو عذردار اول اور شاہزادہ صاحب کو عذر دار دوم قرار دیا ہے دوران کارروائی میں سید شاہ مصطفےٰ صاحب قادری ۱۰ آذر ۱۳۴۶ف کو فوت ہو چکے اور فرد کارروائی ۱۸ امرداد ۱۳۴۶ف بعد مصطفےٰ صاحب کارروائی ختم متصور ہونیکا حکم ہو چکا تھا اب کا عذرات پیشکردہ مصطفےٰ صاحب پر استدلال صوبہ دار صاحب غیر صحیح ہے

استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ معاش متدعویہ پر نام ہر دو مرافعان بسگان پابندہ معاش کے نام بحال منظوری فرمائی جائے اور تجویز صوبہ داری منسوخ فرمائی جائے۔

حکم عالیجناب مولوی محمد عبد الباسط خاں صاحب ناظم عطیات۔

تمہید۔ وکیل مرافعان حاضر آئے بحث سنی گئی۔ اصل فریق ثانی سید شاہزادہ قادری ہیں جنہوں نے سمن لینے سے انکار کیا تو جوان پولیس کے روبرو سمن ان کے مکان پر چسپاں کیا گیا مگر باوجود اس کے وہ حاضر نہیں ہوئے اور نہ انکی جانب سے پیروی کا انتظام کیا گیا۔ دیگر فریق علاقہ جات پائیگاہ یا وہ جاگیرداران ہیں جن کے حدود میں معاش زیر بحث واقع ہے باوجود تعمیل سمن کوئی جوابدہی نہیں ہوئی۔ البتہ صرف پائیگاہ نواب لطف الدولہ مرحوم سے اطلاع ملی ہے کہ وکالتنامہ معتمد مجلس کمیٹی پائیگاہ کے پاس سے بعد دستخط وصول نہیں ہوا اس لئے تاریخ بدل دیجائے یہ ظاہر ہے کہ محض کسی ایک فریق کے ایسے عذر پر کوئی لحاظ نہیں ہو سکتا ہے۔ سہولت کی خاطر شجرہ خاندانی جو مسلمہ فریقین ہے درج ذیل کیا جاتا ہے

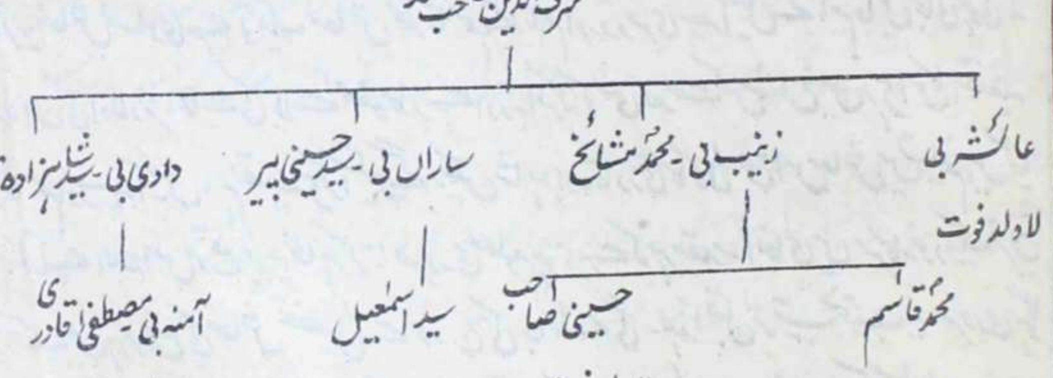

یہ مقدمہ دریافت انعامی اور وراثت کا ہے تجویز عدالت تحت دیکھی گئی جو مبنی ہے علاقہ جات پائیگاہ کی کارروائی پر مگر یہ ساری کارروائی بحوالہ حکم صدر المہامی پائیگاہ سے ذریعہ مراسلہ مجلس پائیگاہ ۲۷۴۷ مورخہ ۲۱ اسفندار ۱۳۴۶ف ملتوی

سید اسمٰعیل
بنام
سید شاہزادہ صاحب

کردی گئی اور حکم دیا گیا کہ تا تصفیہ مقدمہ عطیات شاہی یہ معاش جس کسی کے قبضہ سے لیگئی ہے اُس کے قبضہ میں دیدیجائے
اور اُسی سلسلہ میں ذریعہ مراسلہ ۲۹۳ مورخہ ۸؍ فروردی ۱۳۴۶ف لکھا گیا کہ قبل ازیں جو حکم اس معاش کے عطیہ
شاہی ہونیکی وجہ تحقیقات انعامی ملتوی رہے اور جس کسی کے قبضہ سے لیگئی ہے اُس کے قبضہ میں دئے جانیکا
دیا گیا ہے پس کسی کے حصہ کی تعبیر اس طرح کی گئی ہے کہ تحقیقات انعامی کے التواء کی صورت میں موجودہ قبضہ
قائم رہنا چاہیئے۔ پس ان احکام سے صاف ظاہر ہے کہ پائیگاہ کی جملہ کارروائی جو غیر اختیاری تھی وہ بے اثر
کردی گئی ہے اور مسئلہ عام کا تصفیہ کیا ہوا کہ معاش کے لئے عطیہ شاہی کی تحقیقات علاقہ خالصہ میں
ہوگی تو یہی نتیجہ اخذ کیا جائے گا کہ پائیگاہ کی تحقیقات کا کوئی اثر باقی نہیں رہا اور نہ اُن علاقہ جات کا یہ
طے کرنا کہ مرافعان بوجہ اس کے کہ ان کے مورثین اپنے باپ کی حیات میں انتقال کرگئے تھے اس لئے محروم الارث
ہوگئے صحیح ہوسکتا ہے متعدد فرامین مبارک کے ذریعہ یہ طے کردیا گیا ہے کہ معاشہائے عطیہ شاہی میں حجب و حرمان
اصول شرعی متعلق ہی نہیں ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ محمد قاسم اور سید اسمٰعیل اپنے موروثی حقوق سے محروم
نہیں کئے جاسکتے ہیں قطع نظر اس کے سررشتہ عطیات کا یہ ایک مستحکم اصول کہ معاش اپنے خاندان اصلی سے
باہر نہیں جاسکتی ہے۔ یا بندہ معاش کی اولاد ذکور ہوتی تو بیشک دختران کی اولاد کے حقوق مرجح نہ ہوتے
لیکن خاندان کا ایک داماد کسی حال نواسوں کے مقابلہ میں بازی نہیں لیجا سکتا ہے جو قطعاً غیر ہے۔ پس کیا
بلحاظ اصول عطاء اور کیا بلحاظ حقوق موروثی مرافعان کے مقابلہ میں مرافعہ علیہ نمبر (۱) مستحق معاش نہیں
ہوسکتا ہے خصوصاً جبکہ آمنہ بی بھی لاولد فوت ہوچکی ہے اور معاش زیر بحث خطابت و قضاوت پر منقسم
ہے اگر یہ معاش مساوی ہے تو ایک معاش محمد قاسم کے نام اور دوسری سید اسمٰعیل کے نام قابل بحالی ہوگی کہ
آئندہ ان کی اولاد نزاعات کی بلا سے محفوظ رہے اور یہ امر کہ کونسی خدمت کس شاخ میں رہے اس کا تصفیہ
محمد قاسم اور سید اسمٰعیل باہم تصفیہ سے کرا سکیں گے۔ لیکن شاہزادہ قادری کا کوئی حق اس معاش میں تسلیم نہیں کیا
جاسکتا ہے البتہ اس موقع پر یہ ظاہر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہر مقدمہ انعامی میں سرکار خود ایک فریق ہے
اور منتخب میں ہر موضع کی معاش تفصیل سے درج کی جائے گی۔ لہذا قبل ترتیب منتخب یہ ضروری ہوگا
کہ ہر ضلع کے پٹیل پٹواری طلب کرکے اُن کے بیانات حلفبند کرائے جائیں اور دفتر دیہی کے مسلسل داخلہ سے
صحیح رقبہ کا تعین کرکے درج منتخب کیا جائے۔ لہذا
مرافعہ منظور رہے حسب صراحت بالا عمل ہو۔

۱۳۴۸ف
نشان مثل ۶۸/۴۸
منفصلہ ۱۰ اردی بہشت ۱۳۴۸ف

مرافعہ صیغہ عطیات

اودھوت وغیرہ — مرافعان بوکالت پنڈت لچھمی کانت راؤ صاحب وکیل

بنام

سرکار عالی — مرافعہ علیہ بوکالت مولوی محمد فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ

الفاظ "بافرزندان" دوام پر دلالت کرتے ہیں ۔

تجویز ہوئی کہ (۱) عالمگیری سند میں "بافرزندان" کے الفاظ استعمال ہوئے ہوں تو وہ دوام پر دلالت کرتے ہیں ۔

(۲) اگر کسی سند کے الفاظ استمرار پر دلالت کرتے ہوں تو (۱۲/۸) فیصدی کی وضعات نہ کی جائیگی ۔

مختصر واقعات یہ ہیں کہ کارروائی ہذا منتخبات ذیل سے متعلق ہے ۔

(۱) ذریعہ منتخب تعمیل ۹۷۷ بابتہ ۱۲۹۷ف بنام وشومبر امرتی ورد گوسائین و سیواجی بن دیواجی گوسائیں موضع کولے کانڑی جاگیر بطور مدد معاش بالفاظ حسب حال. بحال رہے بحال ہوئی ۔

(۲) بروئے منتخب تعمیل ۲۷۷۴۹ بابتہ ۱۳۰۲ف بنام سیواجی بن دیواجی مختلف مواضعات کی اراضیات انعامی بطور مشروط دیول سری دتاتری بالفاظ (ایک ہزار پانسو ستاون بیگہ زمین مذکور بشرط خدمت حسب حال بحال رہے) بحال ہوئی ۔

(۳) بموجب منتخب تعمیل ۱۲۵۹ بابتہ ۱۳۰۲ف بنام سیواجی بن دیواجی گوسائین زمین انعامی سوا د موضع کالے گاؤں بشرط خدمت سری دتاتری بایں الفاظ بحال ہوئی (اٹھارہ ایکر ساڑھے تین گنٹہ معہ دس سو دس درختان آنبہ بشرط خدمت دوام کے واسطے بحال رہے)۔

(۴) ذریعہ منتخب ۱۳۶ بابتہ ۱۲۹۶ف بنام سیواجی دیواجی عرف بھاؤسوامی گوسائین اراضی انعام برائے پوجا دیوستھان بشرط ادائی خدمت دعویدار بحال رہے. بحال ہوئی ۔

(۵) ذریعہ منتخب ۱۲۴۶ بابتہ ۱۳۰۲ف بنام سرودن سیواجی گوسائین اراضی انعام سوا د قصبہ پرلی بطور مدد معاش بالفاظ ذیل بحال ہوئی ۔

"پانچ ایکر چونتیس گنٹہ اراضی انعام بقبضہ دعویداران دوام کے واسطے بحال رہے"

مرافعہ بنا راضی تجویز مولوی غلام احمد خاں صاحب صوبہ دار اورنگ آباد مورخہ ۲۸ آبان ۱۳۴۷ف ۔

اودھوت بنام سرکار عالی

(٦) ذریعہ فیصلہ نظر ثانی ۵ مورخہ ۱۹ شہریور ۱۳۱۴ف بنام حال نظر ثانی خواہ مسمی سردون سیواجی گوسائین زمین انعام موضع بورگاؤں محاصلی (۱۴/۹/۱) بشرط ادائی خدمت پوجا ونندادیپ وغیرہ سری دتاتری واقع انباجوگائی بحال رہے۔

ف۔ منتخبات ۱/۱۴ بنام سیواجی بن دیواجی بحال ہوئے سیواجی فوت ہوا تو وراثت سردون کے نام منظور ہوئی۔ مگر تختۂ وراثت منظورہ میں سردون سیواجی کمل نین ودتاتری کے نام شریک ہیں۔

کمل نین ۱۳۲۷ف میں فوت ہوا اور اس کے فرزندان اودھوت۔ ڈھل شنکر۔ رنگناتھ گوپال (حال مرافعان) تقریباً (۱۸) سال بعد یعنی ۲۴ اردی بہشت ۱۳۴۶ف کو صوبہ داری اورنگ آباد میں ذریعہ درخواست دعویدار وراثت ہوئے کہ مسمی کمل نین ولد شیواجی کو جاگیر موضع کولے کانٹری اور مختلف موضعات کے انعامات میں حصہ ہے وغیرہ۔

اور بقیہ منتخبات ۶۶۵ سردون سیواجی کے نام بحال ہوئے دعویداران اس کے نسبت بربناء فیصلہ باب حکومت مورخہ ۲ اسفندار ۱۳۳۳ف دعویدار وراثت ہیں۔

ف۔ بعد اجرائی اشتہار عذرداری مسمی ایشونت سردون نے درخواست عذرداری پیش کی کہ کمل نین سیواجی متوفے کا معاش متدعویہ میں کوئی حصہ نہیں تھا اور متوفے کا نام بحیثیت حصہ دار کسی کاغذات سرکاری میں ہے نہ اس کا حصہ منظورۂ سرکار ہے۔ کمل نین کی قانوناً وراثت نہیں ہو سکتی وغیرہ اس کے علاوہ اودھوت امرتی ورو وشنکر امرتی ورو وغیرہ بھی عذردار ہوئے بنا برآں بعد تکمیل کارروائی ضابطہ جناب صوبہ دار صاحب نے بتاریخ ۲۸ آبان ۱۳۴۷ف حسب ذیل تجویز فرمائی۔

"مثل پیش ہوئی۔ منجانب دعویدار وکیل صاحب حاضر عذردار نمبر (۲) وکالتاً حاضر۔ عذردار نمبر (۱) غیر حاضر بحث سماعت کی گئی واقعات مختصر یہ ہیں کہ مسمی کمل نین شکمیدار کی وراثت زیر منظوری ہے ایشونت راؤ صاحب منتخب عذردار ہوا ہے کہ کمل نین کا کوئی حصہ نہیں ہے لیکن اس بارہ میں باب حکومت سے تصفیہ ہو کر کمل نین کی شکمی تسلیم کی گئی ہے صاحب منتخب کی عذرداری خارج ہوئی ہے اندریں حالات ایشونت راؤ کو عذردار ہونیکا اب حق نہیں رہا کہ اس کے مقابلہ میں کارروائی منفصلہ ہے۔

پس کمل نین حصہ دار معاش متوفے کی وراثت اس کے پسر کلاں اودھوت کے نام بشکمیداری پسران خورد گوپال و ڈھل، شنکر و رنگناتھ منظور کی جاتی ہے معاش چونکہ غیر قطعی الفاظ کے ساتھ بحال ہوئی ہے اس لئے

اودھوت بنام سرکار عالی

گشتی منلہ ([illegible]) فیصدی وضعات کا عمل ہوگا ۔
اب اسی تجویز صوبہ داری کی ناراضی سے مسیمان اودھوت و ڈھل وغیرہ نے بعذرات ذیل مرافعہ پیش کیا ہے

عذرات

ف ۔ یہ کہ محکمۂ عالیہ صوبہ داری سے وراثت کی منظوری سائلان کے نام صادر ہوئی ہے جس میں جملہ معاش (مدد و مشروط) پر وضعات فیصدی ([illegible]) کا عمل ہونیکی تجویز صادر ہوئی ہے جو خلاف احکام سرکار ہے
ف ۔ یہ کہ جملہ معاش معتبر اسناد کی بناء پر بحال ہوئی ہے اور خصوص معاش مشروط الخدمت پر وضعات فیصدی ([illegible]) کا عمل ہونے کے متعلق متعدد احکام و فیصلہ جات صادر ہوئے ہیں ۔
چنانچہ اسی معاش کے حصہ دار مسمی دتاتری سیواجی کی وراثت بنام دگمبر وغیرہ کے نام صوبہ داری سے منظور ہوئی اُس میں صرف منتخب ۲۷؍۳۹ مشروطی معاش پر غیر قطعی الفاظ قرار دیتے ہوئے فیصدی ([illegible]) کا حکم ہوا تھا۔ لیکن محکمۂ والا میں بربناء مرافعہ وضعات کا عمل منسوخ فرمایا گیا اور مرافعہ منظور ہوا ہے ۔ ایسی حالت میں ایسی معاش کی وراثت بربناء حصہ داری سائلان کے نام منظور ہوئی ہے تو وضعات کا عمل ہونا باعث سختی ہے و نیز قبل ازیں مسمی ایشونت سرودن صاحب منتخب حصہ دار ۵/۴ کے نام بھی بلا وضعات ([illegible]) فیصدی وراثت منظور ہوئی ہے ۔ بقیہ عذرات بوقت سماعت بحث عرض کئے جائیں گے ۔
استدعا ہے کہ بمنظوری مرافعہ تجویز صوبہ داری تا بجد وضعات فیصدی ([illegible]) روپیہ مندرجۂ تختۂ وراثت منسوخ فرمائی جائے ۔

حکم عالیجناب مولوی محمد عبدالباسط خاں صاحب ناظم عطیات ۔

تمہید ۔ وکیل مرافع کی بحث یہ ہے کہ ([illegible]) فیصدی وضعات کا حکم اس لئے اصلاح طلب ہے کہ اول تو معاش مشروطی کے لئے ایسا عمل جائز نہیں رکھا گیا ہے ۔ چنانچہ متعدد نظائر معززاجلاس باب حکومت سے اس کو طے فرمادیا گیا ہے ۔ دوسرے منتخب ۹۷۷ و نشان (۱۲۴۶) کی بابتہ بھی عمل وضعات کا موقع نہیں ہے کہ اول الذکر منتخب کے ذریعہ جو معاش بحال ہوئی ہے وہ سندی ہے اور شہنشاہ عالمگیر کی سند میں الفاظ با فرزندان کا استعمال ہوا ہے ۔ چنانچہ دتاتری بن سیواجی جو اسی معاش کے دوسرے حصہ دار تھے اُن کی وراثت میں صوبہ دار صاحب وقت نے بصراحت یہ تحریر کی ہے کہ

اودہ موت بنام سرکار عالی

اگرچہ منتخب ۹۷۷ بابتہ ۱۲۹۷ف کی مندرجہ معاش بالفاظ حسب حال بحال ہوئی لیکن جس کی بنا پر یہ معاش بحال کی گئی ہے وہ عالمگیری سند ہی جس میں بافرزندان کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو دوام پر دلالت کرتے ہیں۔ اس لئے جیسا کہ فیصلہ محکمۂ سرکار کا امرت راؤ بنام سرکار عالی مندرجہ نظائر مال جلد سوم ۱۳۴۲ف ص ۶۹۷ میں یہ طے ہوا ہے کہ اگر سند کے الفاظ استمرار پر دلالت کرتے ہوں تو (۱۲ع) کی کمی نہ کی جائیگی۔ پس بموجب نظیر محولۂ صدر منتخب مذکور کی معاش پر (۱۲ع) فیصدی کمی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ معاش مندرجۂ منتخب ۱۲۴۶ بابتہ ۱۳۰۲ف کی نسبت یہ بحث کیجاتی ہے کہ خود بحالی کے الفاظ غور طلب ہیں کہ (۵ بیگھہ ۳۴ گنٹہ) اراضی انعام بقبضۂ دعویداران دوام کیواسطے بحال رہے تو ظاہر ہے کہ منشار بحالی دائمی ہے اس میں الفاظ غیر قطعی کی تعبیر کا موقع نہیں ہے جب خود سررشتۂ انعام دوام کے لئے بحالی معاش کا حکم دیا ہے تو اس حکم سے ہٹکر کسی عمل کی گنجائش نہیں ہے دوام کی صراحت کے بعد الفاظ بحال رہے سے غیر قطعی استدلال بجائے خود درست نہ ہوگا۔ پس جس قدر معاش مشروط الخدمت ہے نہ اُس پر (۱۲ع) فیصدی وضعات ہوسکتی ہے اور نہ معاشہائے مندرجہ منتخب ۹۷۷ و ۱۲۴۶ کی بابتہ گشتی ۱۰ ۱۳۳۹ف متعلق ہوسکتی ہے مرافعان کی وراثت بدوں کسی عمل وضعات کے لائق منظوری ہے۔

تجویز ہوئی کہ

مرافعہ منظور کیا جاتا ہے حسب صراحت بالا عمل ہو۔

جلد (۲۹) حصۂ مالگزاری بابتہ ۱۳۴۸ف ختم شد